

اُوں لوگوں کو مہیں نور خدا پاؤ گے ۛ دو محققین طورتیلی کا بتایا ہونے

# دنیوی و دینی

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

نمبر ۱۱ و ۱۲

بابت نومبر و دسمبر ۱۹۰۲ء

جلد اول

فہرست مضامین

۴۹۵ تعطیل جمعہ -

۴۹۹ اعجاز احمدی

۵۰۳ { یسوع کی عصمت  
کے متعلق انجیل  
کی تسلیم

۴۲۳ طاعون کا ٹیکا

۴۳۲ مسیح موعود کی تسلیم

۴۴۶ { قرآن شریف اور انجیل  
کی تسلیم کا مقابلہ

۴۵۱ { قرآن شریف اور انجیل  
کی دعا کا مقابلہ

انجمن اشاعت اسلام قادیان نے انوار حمید پریس قادیان دارالامان میں باہتمام  
شیخ یعقوب علی تراب احمدی مالک مطبع چھپوا کر ۲۰ جنوری ۱۹۰۳ء کو شائع کیا

قیمت معمولی کاغذ پر عا سالانہ - ولایتی کاغذ پر سے سالانہ



لَنْ يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كُنَّا لَنَا ۖ هُوَ مَوْلَانَا ۚ وَعَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا ۚ وَاللَّهُ مَعَ الصَّادِقِينَ

ترجمہ: ہمیں نہ تو کوئی چیز پہنچ سکتی ہے جو ہم سے الگ ہو، اور نہ وہ جس کا ہم سے کوئی تعلق ہو۔ اور اللہ سچوں کے ساتھ ہے۔

شکر کا مقام ہے کہ گورنمنٹ عالیہ انگریزی نے اپنی رعایا پر رحم کر کے دوبارہ طاعون سے بچانیکے لئے ٹیکا کی تجویز کی اور بندگان خدا کی بہبود کیلئے کئی لاکھ روپیہ کا بوجہ اپنی سرپرڈال لیا۔ حقیقت یہ وہ کام ہے جس کا شکر گزاری سے استقبال کرنا دشمند رعایا کا فرض ہے اور سخت نادان اور اپنے نفس کا دشمن دشمن ہے جو ٹیکا کے باری میں بدظنی کرے کیونکہ یہ بارہا تجربہ میں آچکا ہے کہ یہ محتاط گورنمنٹ کسی خطرناک علاج پر عملدرآمد کرنا نہیں چاہتی بلکہ بہت سی تجاربہ کے بعد ایسے موثر و تندرستی حقیقت مفید ثابت ہوئی جو اسکو پیش کرتی ہے سو یہ بات اہلیت اور انسانیت کو عجیب ہے کہ جس سچی خبر خواہی کیلئے لکھو کہہو کہ گورنمنٹ خرچ کرتی ہے اور کر چکی ہو اسکی یہ داد دی جائے کہ گویا گورنمنٹ کو اس دوری اور صرف زور سے اپنا کوئی خاص مطلب ہے رعایا بدقسمت ہے کہ بدظنی میں اس رجحانک پہنچ جائے کہ شک نہیں کہ اس وقت تک جو تندرست عالم اسباب میں اس گورنمنٹ عالیہ کے ہاتھ آئی وہ بڑی سے بڑی اور اعلیٰ سے اعلیٰ تندرست ہے کہ ٹیکا کرایا جائے اس سے کی طرح انکا نہیں ہو سکتا کہ یہ تندرست مفید پائی گئی ہے اور بپائیدی رعایت اسباب تمام رعایا کا فرض ہے کہ اس پر کاربند ہو کہ وہ غم جو گورنمنٹ کو انکی جانوں کیلئے ہے اس سے اسکو سکدوش کریں لیکن ہم بڑے ادب سے اس محسن گورنمنٹ کی خدمتیں عرض کرتے ہیں کہ اگر ہمارے لئے ایک آسمانی روک نہ ہوتی تو سب سے پہلے رعایا میں سے ہم ٹیکا کراتے اور آسمانی روک یہ ہے کہ خدا نے چاہا ہے کہ اس مانہ میں انسانوں کے لئے

ایک آسمانی رحمت کا نشان دکھا دی سو اس نے مجھ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تو اور جو شخص تیرے گھر کی چادر دیوار کے اندر ہوگا اور وہ جو کامل پیروی اور اطاعت اور سچے تقویٰ سے تجھ میں محو ہو جائیگا وہ سب طاعون سے بچائے جائینگے اور ان آخری دنوں میں خدا کا یہ نشان ہوگا تا وہ قوموں میں فرق کر کے دکھلاوے لیکن وہ جو کامل طور پر پڑی نہیں کرتا وہ تجھ میں سے نہیں ہے اس کیلئے مت دلگیر ہو جو حکم الہی ہے جسکی وجہ سے ہمیں اپنے نفس کیلئے اور ان سب کے لئے جو ہماری گھر کی چادر دیوار میں رہتے ہیں ٹیکا کی کچھ ضرورت نہیں کیونکہ جیسا میں اسی بیان کر چکا ہوں آج سے ایک مدت پہلے وہ خدا جو زمین آسمان کا خدا ہے جس کے علم اور تصرف کوئی چیز باہر نہیں اس نے مجھے پوری نازل کی ہے کہ میں ہر ایک ایسے شخص کو طاعون کی موت سے بچاؤں گا جو اس گھر کی چادر دیوار میں ہوگا بشرطیکہ وہ اپنے تمام مخالفانہ ارادوں سے دستکش ہو کر پورے اخلاص اور اطاعت اور انحراف سے سلسلہ معیت میں داخل ہو اور خدا کے احکام اور اس کے مامور کے ساتھ کسی طرح سے منکبر اور سرکش اور مغرور اور غافل اور خود سر اور خود پسند نہ ہو اور عملی حالت موافق تعلیم رکھتا ہو اور اس نے مجھے مخاطب کر کے یہ بھی فرمایا کہ عموماً قادیان میں سخت بربادی انگن طاعون نہیں آئیگی جس سے لوگ کتنوں کی طرح مرین اور مارے غم اور سرگردانی کے دیوانہ ہو جائیں اور عموماً تمام لوگ اس عذاب کے گودہ کتنے ہی ہوں مخالفوں کی نسبت طاعون سے محفوظ رہیں گے مگر ایسے لوگ نہیں جو اپنے عہد پر پورے طور پر قائم نہیں یا انکی نسبت کوئی وجہ تھی جو خدا کے علم میں ہو ان پر طاعون وارد ہو سکتی ہے مگر انجام کار لوگ تعجب کی نظر سے اتر کر دیکھیں کہ نسبتاً و مقابلاً خدا کی حالت اس قوم کے ساتھ ہے اور اس نے خاص رحمت سے ان لوگوں کو ایسا بچایا ہے جسکی نظیر نہیں۔ اس بات پر بعض نادان چونک پڑینگے اور بعض منہیں گے اور بعض مجھے دیوانہ قرار دینگے اور بعض حیرت میں آئیں گے کہ کیا ایسا خدا موجود ہے جو بغیر رعایت اسباب کے ہی رحمت نازل کر سکتا ہے اسکا جواب یہی ہے کہ ہاں بلاشبہ ایسا قادر خدا موجود ہے اور اگر وہ ایسا نہ ہوتا تو اس سے تعلق رکھنے والے زندہ ہی مریجاتے وہ عجیب دہریہ اور اسکی پاک قدیم عجیب ہیں۔ ایک طرف نادان مخالفوں کو اپنے دوستوں پر گتوں کی طرح مسلط کرتا ہے اور ایک طرف فرشتوں کو حکم کرتا ہے کہ ان کی خدمت کریں ایسا ہی جب

دنیای پر سکا غضب توی ہوتا ہے اور اسکا قہر ظالمون پر جوش مارتا ہے تو اسکی آنکھیں او سکو خاص لوگوں کی حفاظت کرتی ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو اہل حق کا کارخانہ و رحم برہم ہو جاتا اور کوئی اونکو ساخت نہ کر سکتا۔ اسکی قدرتیں بے انتہا ہیں مگر قدرتیں لوگوں پر ظاہر ہوتی ہیں جن کو یقین اور محبت اور اسکی طرف انقطاع عطا کیا گیا ہے اور نفسانی عادتوں سے باہر کئے گئے ہیں انہیں کے لئے خارق عادت قدرتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے مگر خارق عادت قدرتوں کے دکھلانے کا انہیں کیلئے ارادہ کرتا ہے جو خدا کے لئے اپنی عادتوں کو پہاڑتے ہیں۔ اس زمانہ میں ایسے لوگ بہت ہی کم ہیں جو اسکو جانتے ہیں اور اسکی عجائب قدرتوں پر ایمان رکھتے ہیں بلکہ ایسے لوگ بہت ہیں جن کو ہرگز قائل نہ ہوتا ہے کہ انہیں جبکی آواز کو ہر ایک چیز سنتی ہے جو جسکے آگے کوئی بات آن ہونی نہیں۔ اس جگہ یاد رہے کہ اگرچہ طاعون وغیرہ امراض میں علاج کرنا گناہ نہیں ہے بلکہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ کوئی ایسی مرض نہیں جسکے لئے خدا نے دوا پیدا نہیں کی لیکن میں اس بات کو معصیت جانتا ہوں کہ خدا کے اس نشان کو ٹیکاکے ذریعہ ہر مشتبہ کردار جن نشان کو وہ ہمارے زمین پر صفائی سے ظاہر کرنا چاہتا ہے اور میں اسکے سچے نشان اور سچے وعدہ کی ہتکارت کر کے ٹیکاکے طرف رجوع کرنا نہیں چاہتا اور اگر میں ایسا کروں تو یہ گناہ میرا قابل مواخذہ ہوگا کہ میں خدا کے اس وعدہ پر ایمان لایا جو مجھ سے کیا گیا اور اگر ایسا ہوتا تو پہر تو مجھے شکر گزار اسطیبع کا ہونا چاہئے جس نے یہ نسخہ ٹیکاکا نکالا نہ خدا کا شکر گزار جس نے مجھ کو وعدہ دیا کہ ہر ایک جو اس چارہ دوار کے اندر ہے میں اسے بچاؤں گا۔

میں بصیرت کی راہ سے کہتا ہوں کہ اس فادر خدا کے وعدے سچے ہیں اور میں انہیں والے دنوں کو ایسا دیکھتا ہوں کہ گویا وہ آپکے ہیں اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ ہماری گورنمنٹ عالیہ کا اصل مقصد یہ ہے کہ کسی طرح طاعون سے لوگ نجات پادیں اور اگر گورنمنٹ کو آئندہ کیسے وقت طاعون ہو نجات پانیکے لئے ٹیکاکے بہتر کوئی تدبیر ملجائے تو وہ خوشی سے اسی کو قبول کرگی اس صورت میں ظاہر ہے کہ یہ طریق جس پر خدا نے مجھے جلایا ہے اس گورنمنٹ عالیہ کے مقاصد کے برخلاف نہیں ہے اور آج سے بیس برس پہلے اس بلاؤ عظیم طاعون کی نسبت میری کتاب میں احمدیہ میں بطور پیشگوئی یہ خبر موجود ہے اور اس سلسلہ کے لئے خاص برکات کا وعدہ ہی موجود ہے۔ دیکھو براہین احمدیہ



صفحہ ۵۱۸ و صفحہ ۵۱۹۔ پہر ماسوا اسکے یہ بڑے زور سے خدا تعالیٰ کی طرف سے پیشگوئی ہو کہ خدا میرے گھر کے احاطہ کے اندر مخلص لوگوں کو جو خدا کے سامنے اور اس کے سامنے مگر نہیں کرتے بلائی طاعون سے نجات دیگا اور نسبتاً و مقابلتہ اس سلسلہ پر اسکا خاص فضل ہوگا گو کسی کی ایمانی قوت کے ضعف یا نقصان عمل یا اجل مقدر یا کسی اور وجہ سے جو خدا کے علم میں ہو کوئی شاذ و نادر کے طور پر اس جماعت میں ہی کہیں ہو جائے سو شاذ و نادر حکم معدوم کار کہتا ہے ہمیشہ مقابلہ کے وقت کثرت دیکھی جاتی ہے جیسا کہ گورنمنٹ نے خود تجربہ کر کے معلوم کر لیا ہے کہ ٹیکا طاعون کا لگانا نبولے بہ نسبت دوسروں کے بہت ہی کم مرتے ہیں۔ پس جیسا کہ شاذ و نادر کی موت ٹیکا کے قدر کو کم نہیں کر سکتی ہی طرح اس نشان پر اگر مقابلتہ بہت ہی کم درجہ پر قادیان میں طاعون کی وارداتیں ہوں یا شاذ و نادر کے طور پر اس جماعت میں سے کوئی شخص اس مرض سے گزر جائے تو اس نشان کا مرتبہ کم نہیں ہوگا وہ الفاظ جو خدا کی پاک کلام سے ظاہر ہوتے ہیں انکی پابندی سے یہ پیشگوئی لکھی گئی ہے عقلمند کا کام نہیں ہے کہ پہلے سے آسمانی باتوں پر شبہ کرے یہ خدا کا کلام ہے نہ کسی منجم کی باتیں۔ یہ روشنی کی چشم سے جو نہ تاریکی کی انگلی سے یا اسکا کلام ہے جس نے طاعون نازل کی اور جو اسکو دور کر سکتا ہے۔ ہماری گورنمنٹ بلاشبہ اس وقت اس پیشگوئی کا قدر کرگی جبکہ دیکھ گئی کہ یہ حیرت انگیز کیا کام ہوا کہ ٹیکا لگانے والوں کی نسبت یہ لوگ عافیت اور صحت میں رہے اور میں سچ کہتا ہوں کہ اگر اس پیشگوئی کے مطابق کہ دراصل برابر میں<sup>۱</sup> بابیس<sup>۲</sup> برس سے شہرت پا رہی ہے ظہور میں نہ آیا تو میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں میرے منجانب اسد ہونیکا یہ نشان ہوگا کہ میرے گھر کے چار دیوار کے اندر رہنے والے مخلص لوگ اس بیماری کی موت سے محفوظ رہیں گے اور میل تمام سلسلہ نسبتاً و مقابلتہ طاعون کے حملہ سے بچا رہے گا اور وہ سلامتی جو انہیں پائی جائیگی اسکی نظیر کسی گروہ میں قائم نہیں ہوگی اور قادیان میں طاعون کی خوفناک آفت جو تباہ کر دے نہیں آئیگی الا کم اور شاذ و نادر کا ش اگر یہ لوگ دلوں کے سیدھے ہوتے اور خدا سے ڈرتے تو بالکل بچائے جاتے۔ کیونکہ مذہب کے اختلاف کی وجہ سے دنیا میں عذاب کسی پر نازل نہیں ہوتا اسکا مواخذہ قیامت کو ہوگا۔ دنیا میں محض شرارتوں اور شوخیوں اور کثرت گناہوں کی وجہ سے عذاب آتا ہے اور

یہ بھی یاد رہے کہ قرآن شریف میں بلکہ توریت کے بعض صحیفوں میں بھی یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی انجیل میں یہ خبر دی ہے اور ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیشگوئیوں میں جابن اور نیز یہ بھی یاد رہے کہ ہمیں اس الہی وعدہ کے مقابل اس لئے انسانی تدبیروں سے پرہیز کرنا لازم ہے تا نشان الہی کو کوئی دشمن دوسری طرف منسوب نہ کرے لیکن اگر ساتھ اسکے خدا تعالیٰ اپنی کلام کے ذریعہ سے خود کوئی تدبیر سمجھا دے یا کوئی دو ابتداء تو ایسی تدبیر یا وہ اس نشان میں کچھ خارج نہیں ہوگی کیونکہ وہ اس خدا کی طرف سے ہے جسکی طرف سے وہ نشان ہے کسی کو یہ وہم نہ گذرے کہ اگر خداوند اور کے طور پر ہماری جماعت میں سے بذریعہ طاعون کوئی فوت ہو جائے تو نشان کے قدر و مرتبہ میں کوئی خلل آئیگا کیونکہ پہلے زمانوں میں موسیٰ اور یسوع اور آخر میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا تھا کہ جن لوگوں نے تلوے اوٹھائی اور صد ہا انسانوں کے خون کئے ان کو تلوے سے ہی قتل کیا جائے اور یہ نبیوں کی پیش سے ایک نشان تھا جسکے بعد فتح عظیم ہوئی۔ حالانکہ بمقابل مجسمہ میں کمال حق بھی کئی تلوے قتل ہوتے تھے مگر بہت کم اور اس قدر نقصان سے نشان میں کچھ فرق نہیں آتا تھا پس ایسا ہی الزار و نادر کے طور پر ہماری جماعت میں سے بعض کو باعث اسباب مذکورہ طاعون ہو جائے تو ایسی طاعون نشان الہی میں کچھ ہی حرج انداز نہیں ہوگی۔ کیا یہ عظیم الشان نشان نہیں کہ میں بار بار کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اس پیشگوئی کو ایسے طور سے ظاہر کرے گا کہ ہر ایک طالب حق کو کوئی شک نہیں رہیگا اور وہ سمجھ جائیگا کہ معجزہ کے طور پر خدا نے اس جماعت کو معاملہ کیا ہے بلکہ بطور نشان الہی کے نتیجہ یہ ہوگا کہ طاعون کے ذریعہ سے یہ جماعت بہت بڑھ جائے گی اور خارق عادت ترقی کرے گی اور انکی یہ ترقی تعجب سے بچی جائیگی اور مخالف جو ہر ایک موقع پر شکست پاتے رہے ہیں جیسا کہ کتاب نزول المسیح میں مینے لکھا ہے اگر اس پیشگوئی کے مطابق خدا تعالیٰ اس جماعت اور دوسری جماعتوں میں کچھ فرق نہ دکھلایا تو ان کا حق ہوگا کہ میری تکذیب کریں ایک جو انہوں نے تکذیب کی ہے اس میں تو صرف ایک لغت کو خریدنا ہے مثلاً بار بار شور مچا کر کہ آہم پندرہ مہینہ کے اندر نہیں مرا۔ حالانکہ پیشگوئی نے صاف لفظوں میں کہہ دیا تھا کہ اگر وہ حق کہتا ہے

رجوع کر لیا تو پندرہ مہینہ میں نہیں مر گیا سوس نے عین جلسہ مباحثہ پر شرمعز آرمیون کے روبرو  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دجال کہنے سے رجوع کیا اور نہ صرف یہی بلکہ اسے پندرہ مہینہ تک  
 اپنی خاموشی اور خوف کو اپنا جوج ثابت کر دیا۔ اور پیشگوئی کی بنا یہی تھی کہ اس نے آنحضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم کو دجال کہا تھا لہذا اس نے رجوع سے صرف اس قدر فائدہ اٹھایا کہ پندرہ مہینہ کے  
 بعد مر گیا یہ اس لئے ہوا کہ پیشگوئی میں یہ بیان تھا کہ فریقین میں سے جو شخص نپو عقیدہ کے  
 رو سے جھوٹا ہے وہ پہلے مر گیا سو وہ مجھ سے پہلے مر گیا اسی طرح وہ غیب کی باتیں جو خدا نے مجھ  
 بتلائی ہیں اور پہلے اپنے وقت پر پوری ہوئیں وہ دس ہزار سے کم نہیں مگر کتاب نزول المسیح میں جو  
 چہ پہلے ہی ہے نمونہ کے طور پر صرف دس سو تین سے مع ثبوت اور گواہوں کے لکھی گئی ہیں۔ اور  
 کوئی ایسی پیشگوئی میری نہیں ہے کہ وہ پوری نہیں ہوئی یا اسکے دو حصوں میں سے ایک حصہ پورا  
 نہیں ہو چکا۔ اگر کوئی تلاش کرنا کرنا مر ہی جائے تو ایسی کوئی پیشگوئی جو میرے نمونہ سے نکلی ہو  
 اسکو نہیں ملیگی جسکی نسبت وہ کہہ سکتا ہو کہ خالی گئی مگر بے شرمی سے یا بے خبری سے جو چاہیے  
 اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ہزار ہا میری ایسی کہلی کہلی پیشگوئیاں ہیں جو نہایت صفائی سے  
 پوری ہو گئیں جن کے لاکھوں انسان گواہ ہیں انکی نظیر اگر گذشتہ نبیوں میں تلاش کی جائے  
 تو مجبوز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی وجہ انکی مثل نہیں ملیگی اگر میرے مخالف اسی طریق سے فیصلہ کرتے  
 تو کہیں سے انکی آنکھیں کھل جاتیں اور میں انکو ایک کثیر انعام دینے کو تیار تھا اگر وہ دنیا میں کوئی نظیر  
 ان پیشگوئیوں کی پیش کر سکتے محض شہرت سے یا حاجت سے یہ کہنا کہ فلاں پیشگوئی پوری نہ ہوئی ہم مجبوز  
 اسکے کیا کہیں کہ ایسے اقوال کو خباثت اور بدظنی کی طرف منسوب کریں اگر کسی مجمع میں اسی تحقیق کے  
 لئے گفتگو کرتے تو انکو اپنے قول سے رجوع کرنا پڑتا یا جھکا کر لانا پڑتا۔ ہزار ہا پیشگوئیوں کا ہو بہو پورا ہونا  
 اور ان کے پورا ہونے پر ہزار ہا گواہ زندہ پائے جانا یہ کچھ تھوڑی بات نہیں ہے گو یا خدا عزوجل کو  
 دکھلا دینا ہے۔ کیا کسی مانہ میں باستثنائے زمانہ نبوی کے کہیں کسی نے مشاہدہ کیا کہ ہزار ہا پیشگوئیاں  
 بیان کی گئیں اور وہ سب کی سب روز روشن کی طرح پوری ہو گئیں اور ہزار ہا لوگوں نے ان کے پورے  
 ہونے پر گواہی دی۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ اس مانہ میں جس طرح خدا تعالیٰ قریب ہو کر ظاہر ہوا

اور صد ہا مغرب اپنے بندہ پر کھول رہا ہے اس زمانہ کی گزشتہ زمانوں میں بہت ہی کم مثال  
 ایسی۔ لوگ عنقریب دیکھ لینگے کہ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کا چہرہ ظاہر ہوگا گویا وہ آسمان سے  
 اتر بیگا اس نے بہت مدت تک اپنی تختیں چھپائے رکھا اور انکار کیا گیا اوچپ رہا لیکن وہ اب نہیں  
 چھپائیگا اور دنیا اس کی قدرت کے وہ نمونے دیکھے گی کہ کہی اُن کے باپ دادوں نے نہیں  
 دیکھے تھے یہ اسلئے ہوگا کہ زمین بگڑ گئی اور آسمان زمین کے پیدا کر نیوالے پر لوگوں کا ایمان نہیں  
 ہونٹھون پر اسکا ذکر ہے لیکن دل اس پر گئے ہیں اسلئے خدا نے کہا کہ اب میں نیا آسمان اور  
 نئی زمین بناؤں گا۔ اسکا مطلب یہی ہے کہ زمین مگر گئی یعنی زمینی لوگوں کے دل سخت ہو گئے  
 گویا مگر گئے کیونکہ خدا کا چہرہ ان سے چھپ گیا اور گزشتہ آسمانی نشان سب بطور قصوں کے ہو گئے  
 سو خدا نے ارادہ کیا کہ وہ نئی زمین اور نیا آسمان بنا دے۔ وہ کیا ہے نیا آسمان؟ اور کیا ہے  
 نئی زمین؟ نئی زمین وہ پاک دل ہیں جنکو خدا اپنے ہاتھ سے تیار کر رہا ہے جو خدا سے  
 ظاہر ہوئے اور خدا اُن سے ظاہر ہوگا۔ اور نیا آسمان وہ نشان ہیں جو اسکے بندے  
 کے ہاتھ سے اُسی کے اذن سے ظاہر ہو رہے ہیں لیکن افسوس کہ دنیا نے خدا کی اس نئی تجلی سے  
 دشمنی کی۔ انکے ہاتھ میں مجرّہ قصوں کے اور کچھ نہیں اور انکا خدا انکے اپنے ہی تصورات ہیں  
 دل ٹھٹھ ہیں اور عین تھکی ہوئی ہیں اور اکہون پر پر ہیں۔ دوسری قومیں تو خود حقیقی خدا کو  
 کہو بیٹھی ہیں انکا کیا ذکر ہے۔ جنہوں نے انسان کے بچوں کو خدا بنا لیا مسلمانوں کا حال دیکھو  
 کہ وہ کس قدر اس سے دور ہو گئے ہیں سچائی کے پکے دشمن ہیں راہ راست کے جانی دشمن کیطرح  
 مخالف ہیں مثلاً مذوۃ العلماء نے اسلام کیلئے جو کچھ دعویٰ کیا ہے اور یا انجمن حجازیہ اسلام  
 لاہور جو اسلام کے نام پر مسلمانوں کا مال لیتی ہے کیا یہ لوگ خبر خواہ اسلام ہیں؟ کیا  
 یہ لوگ صراطِ مستقیم کی حمایت کر رہے ہیں؟ کیا ان کو یاد ہے کہ اسلام کن مصیبتوں کے  
 نیچے کچلا گیا اور دوبارہ تازہ کر نیکی لٹو خدا کی عادت کیا ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اگر میں آیا  
 ہوتا تو ان کے اسلامی حمایت کے دعویٰ کیسے قابل قبول ہو سکتے لیکن اب یہ لوگ خدا کے  
 الزام کے نیچے ہیں کہ حمایت کا دعویٰ کر کے جب آسمان و ستارہ نکلا تو سب پہلے منکر ہو گئے

اب وہ اوس خدا کو کیا جواب دینگے جس نے عین وقت پر مجھ بھیجا ہے مگر انکو تو کچھ پروا نہیں آفتاب دوپہر کے نزدیک آگیا یہی اُن کے نزدیک ساتم۔ خدا کا چشمہ پھوٹ پڑا مگر ابھی وہ بیان میں رو رہے ہیں اُسکے آسمانی علوم کا ایک دریا چل رہا ہے لیکن ان لوگوں کو کچھ ہی خبر نہیں۔ اسکے نشان ظاہر ہو رہے ہیں لیکن یہ لوگ بالکل غافل ہیں اور نہ صرف غافل بلکہ خدا کے سلسلہ سے دشمنی رکھتے ہیں۔ پس یہی حایت اسلام اور ترویج اسلام اور عیسیٰ اسلام ہے جو ان کے ہاتھوں ہو رہی ہے۔ مگر کیا یہ لوگ اپنی روگردانی سے خدا کے سچے ارادہ کو روک دینگے جو ابتداء سے تمام نبی اس پر گواہی دیتے آئے ہیں۔ نہیں بلکہ خدا کی یہ پیشگوئی غمگین ہے کہ کتب اللہ کا غلبہ انا و سرسلی خدا نے جیسا کہ آج سے دس برس پہلے اپنے بندہ کی تصدیق کے لئے آسمان پر رمضان میں خوف کو فیکھا اور نیر النہار اور نیر اللیل کو میرے لگو گواہ بنا کر دو نشان ظاہر فرمائے۔ ایسا ہی اُس نے نبیوں کی پیشگوئی کے موافق زمین پر بھی دو نشان ظاہر کئے۔ ایک وہ نشان جسکو تم قرآن مجید میں پڑھتے ہو وَإِذَا الْعِشَاءُ سَطَّتْ اور حدیث میں پڑھتے ہو وَلِیْزِکْرِ الْفَلَاحِ فَلَا یُشْعِرُ عَلَیْهَا جَلِیْ تَحْمِلُ کِلْبَیْ ارض حجاز میں یعنی مدینہ اور مکہ کی راہ میں ریل بھی طیار ہو رہی ہے۔ دوسرا نشان۔ طاعون کا جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ وَاِنْ مِنْ قَرْیَةٍ اِلَّا خَرْنَا مَہْلَکَیْہَا قبل یوم القیمۃ و معد بولہذا انشاء بذا سو خدا نے ملک میں ریل بھی جاری کر دی اور طاعون بھی پھیلنا زمین پر گواہ ہو اور آسمان پر بھی۔ سو خدا سے مت لڑو خدا سے لڑنا بیوقوفی ہے۔ اس سے پہلے خدا نے جب آدم کو خلیفہ بنانا چاہا۔ تو فرشتوں نے رد کیا۔ مگر کیا خدا ان کے قول سے مرک گیا۔ اب خدا نے دوسرا آدم پیدا کر نیکے وقت فرمایا اور دت ان استخلف فخلقت آدم یعنی اپنے ارادہ کیا جو خلیفہ بناؤں پس میں اس آدم کو پیدا کیا اب بتلاؤ کہ کیا تم خدا کے ارادہ کو روک سکتے ہو پس کیوں تم ظنی باتوں کا خس خاشاک پیش کرتے ہو اور یقین کی راہ اختیار نہیں کرتے۔ امتحان میں نہ پڑو یقیناً یاد رکھو کہ خدا کے ارادہ کو روکنے والا کوئی نہیں اس قسم کی لڑایاں تقویٰ کا طریق نہیں البتہ اگر شک ہو تو یہ طریق ہو سکتا ہے کہ جیسا کہ



میں نے خدا سے اہام پا کر ایک گروہ انسانوں کے لئے جو میرے قول پر چلنے والے ہیں عذاب طاعون سے بچنے کیلئے خوشخبری پائی ہے اور اسکو شائع کر دیا ہے ایسا ہی اگر اپنی قوم کی بہلائی آپ لوگوں کے دل میں ہے تو آپ لوگ بھی اپنے ہم مذہبوں کیلئے خدا تعالیٰ سے نجات کی بشارت حاصل کریں کہ وہ طاعون سے محفوظ رہیں گے اور اس بشارت کو میری طرح بذریعہ چپے ہوئی اشتہارات کے شائع کریں تا لوگ سمجھ لیں کہ خدا آپ کے ساتھ ہے بلکہ یہ موقع عیسائیوں کیلئے بہت ہی خوب ہے وہ ہمیشہ کہتے ہیں کہ نجات مسیح سے ہے۔ پس اب انکا بھی فرض ہے کہ ان مصیبت کے دنوں میں عیسائیوں کو طاعون سے نجات دلا دین ان تمام فرقوں سے جسکی زیادہ سنی گئی وہی مقبول ہے۔ اب خدا اپنے ہر ایک کو موقع دیا ہے کہ خواہ مخواہ زمین پر مسابحات نہ کریں اپنی قبولیت بڑھ کر دکھلا دیں تا طاعون بھی بچیں اور انکی سچائی بھی کھل جائے بالخصوص پادری صاحبان جو دنیا و آخرت میں مسیح اس کی گم کوئی مٹنی قرار دی چکے ہیں وہ اگر دل سے ابن مریم کو دنیا و آخرت کا مالک سمجھتے ہیں تو اب عیسائیوں کا حق ہے کہ ان کے کفارہ سے نمونہ نجات دیکھ لیں اس طرح پر گورنمنٹ عالیہ کو بھی بہت آسانی ہو سکتی ہے کہ برٹش انڈیا کے مختلف فرقے جو اپنے اپنے مذہب کی سچائی پر بہرہ سار کرتے ہیں اپنے گروہ کے پٹرانے کے لئے اور طاعون سے نجات کیلئے یا منظم کریں کہ اپنے اس خدا کے جیسے وہ ایمان رکھتے ہیں یا اپنے کسی اور معبود سے جسکو انہوں نے بجائے خدا سمجھ لیا ہے ان مصیبت کی شفاعت کریں اور اس کوئی نچتہ وعدہ لیکر اشتہارات کے ذریعہ شائع کر دیں جیسا کہ ہم نے یہ اشتہا شائع کر دیا ہے۔ ہمیں تو سر اسر مخلوق کی بہلائی اور اپنے مذہب کی سچائی کا ثبوت ہے اور نیز گورنمنٹ کی مدد ہے گورنمنٹ بجز اس کے کیا چاہتی ہے کہ اسکی رعایا طاعون کی بلا سے بچ جائے کسی طرح بچ جائے۔ بالآخر یاد رہے کہ ہم اس اشتہار میں اپنی جماعت کو جو مختلف حصوں پنجاب اور ہندوستان میں پہلی ہوئی ہے ٹیکا لگوانے سے منع نہیں کرتے جن لوگوں کی نسبت گورنمنٹ کا قطعی حکم ہو انکو ضرور ٹیکا کرنا چاہئے اور گورنمنٹ کے حکم کی اطاعت کرنی چاہئے اور جسکو اپنی رضامندی پر چھوڑا گیا ہے اگر وہ اس تعلیم پر پورے قائم نہیں ہیں جو انکو دی گئی ہے تو ان کو بھی ٹیکا کرنا مناسب ہے تا وہ ٹیکہ نہ کھا دیں اور تا وہ اپنی خراب حالت کی وجہ سے خدا کے وعدہ کی نسبت لوگوں کو دہکادین اور اگر

یہ سوال ہو کہ وہ تعلیم کیا ہے جسکی پوری پابندی طاعون کے حملہ سے بچا سکتی ہے تو میں بطور مختصر  
چند سطریں نیچے لکھ دیتا ہوں

## تعلیم

واضح رہے کہ صرف زبان سے وحیت کا اقرار کرنا کچھ چیز نہیں ہے جسکی تکمیل کی غرض سے اس پر پورا پورا  
عمل نہ ہو پس جو شخص میری تعلیم پر پورا پورا عمل کرتا ہے وہ اس میرے گہر میں داخل ہو جاتا ہے جسکی نسبت خدا  
کی کلام میں یہ وعدہ ہے انما احفظ کل من فی الدار یعنی ہر ایک جتنے گہر کی چار دیواری کے اندر ہو میں  
اوسکو بچاؤں گا اس جگہ یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ وہی لوگ میرے گہر کے اندر ہیں جو میری اس خاک خشت  
کے گہر میں بود و باش رکھتے ہیں بلکہ وہ لوگ بھی جو میری پوری پوری کشتہ میں میری روحانی گہر میں داخل  
ہیں میری کشتہ میں یہ باتیں ہیں کہ وہ یقین کریں کہ اسکا ایک قادر اور قیم اور خالق الکل خدا ہی  
جو اپنی صفات میں ازلی ابدی اور غیر متغیر ہے نہ وہ کسی کا بیٹا نہ کوئی اسکا بیٹا نہ وہ کبھی ٹھٹھا نہ اور صلیب  
پر چڑھنے اور مرنے سے پاک ہے وہ ایسا ہے کہ باوجود دور ہونے کے نزدیک ہے اور باوجود نزدیک ہونے  
کے وہ دور ہے اور باوجود ایک ہونے کے اسکی تجلیات الگ الگ ہیں انسان کی طرف سے جب ایک نئے  
رنگ کی تبدیلی ظہور میں آوری تو اسکے لئے وہ ایک نیا خدا بن جاتا ہے اور ایک نئی تجلی کے ساتھ اس سے  
معاملہ کرتا ہے اور انسان بقدر اپنی تبدیلی کے خدا میں بھی تبدیلی دیکھتا ہے مگر نہیں کہ خدا میں کچھ  
تغیر آجاتا ہے بلکہ وہ ازل سے غیر متغیر اور کمال نام رکھتا ہے لیکن انسانی تغیرات کے وقت جب انکی  
کی طرف انسان کے تغیر ہوتے ہیں تو خدا بھی ایک نئی تجلی سے اس پر ظاہر ہوتا ہے اور ہر ایک تہ تی  
یافتہ حالت کے وقت جو انسان کو ظہور میں آتی ہے خدا تعالیٰ کی قادرانہ تجلی بھی ایک تہ تی کے ساتھ  
ظاہر ہوتی ہے وہ خارق عادت قدرت اسی جگہ دکھانا ہے جہاں خارق عادت تبدیلی ظاہر ہوتی  
ہے خوارق اور معجزات کی یہی جڑ ہے یہ خدا ہے جو ہمارے سلسلہ کی شرط ہے اسپر ایمان لاؤ اور اپنے  
نفس پر اور اپنے آراموں پر اور اسکے کل تعلقات پر اوسکو مقدم رکھو اور عملی طور پر بہادری کے ساتھ  
اسکی راہ میں صدق و وفا دکھلاؤ دنیا اپنے اسباب اور اپنے عزیزوں پر اوسکو مقدم نہیں رکھتی مگر تم  
اوسکو مقدم رکھو تا تم آسمان پر جنت لکھ جاؤ۔ رحمت کے نشان دکھانا قایم سے خدا کی عادت ہے۔

مگر تم اس حالت میں اس عادت سے حصہ لے سکتے ہو کہ تم میں اور ہمیں کچھ جدائی نہ رہے اور تمہاری مرضی اسکی مرضی اور تمہاری خواہشیں اسکی خواہشیں ہو جائیں اور تمہارا سر ایک وقت اور ہر ایک حالت مراد یا بی اور نامرادی میں اسکے آستانہ پر پڑا رہے تا جو چاہے سو کرے اگر تم ایسا کرو گے تو تم میں وہ خدا ظاہر ہوگا جس نے مدت سے اپنا چہرہ چھپا لیا ہے کیا کوئی تم میں ہے جو اس پر عمل کرے اور اسکی رضا کا لٹا ہو جائے اور اسکی قضاء و قدر پر ناراض نہ ہو سو تم مصیبت کو دیکھ کر اور یہی قدم آگے رکھو کہ یہ تمہاری ترقی کا ذریعہ ہے اور اسکی توجیہ میں پرہیزانیکے لئے اپنی تمام طاقت سے کوشش کرو اور اسکے بندوں پر رحم کرو اور ان پر زبان یا ماتہ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو اور مخلوق کی بہلائی کیلئے کوشش کرنے رہو اور کسی پر تکبر نہ کرو گواپنا ماتحت ہو اور کسی کو گالی مت دو گودہ گالی دیتا ہو غریب اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد و بجا و تاقبول کئے جاؤ بہت ہیں جو ظلم ظاہر کرتے ہیں مگر وہ اندر سے بہتر تھے بہت ہیں جو دیگر صاف ہیں مگر اندر سے سانپ ہیں سو تم اسکی جناب میں قبول نہیں ہو سکتے جب تک ظاہر و باطن ایک ہو جائے ہو کر چوٹوں پر رحم کرو نہ انکی تحقیق اور عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو نہ خود نمائی سے انکی تذلیل اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو نہ خود پسندی سے اپنے بھائی بھائی کی راہوں سے ڈرو۔ خدا سے ڈرتے رہو اور تقویٰ اختیار کرو اور مخلوق کی پریشانی نہ کرو اور اپنے مولے کی طرف منقطع ہو جاؤ اور دنیا سے دل بڑھاتے رہو اور اسی کے ہو جاؤ اور اسی کے لئے زندگی بسر کرو اور اسکے لئے ہر ایک ناپاکی اور گناہ سے نفرت کرو کیونکہ وہ پاک ہے چاہے کہ ہر ایک صبح تمہاری لئے گواہی دے کہ تم تقویٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔ دنیا کی لعنتوں سے مت ڈرو کہ وہ دہشتیں کی طرح دیکھتے دیکھتے غائب ہو جاتی ہیں اور وہ دن کو رات نہیں کر سکتیں بلکہ تم خدا کی لعنت سے ڈرو جو آسمان سے نازل ہوتی اور جیسے بڑھتی ہے اسکی دونوں جہانوں میں بھگتی کر جاتی ہے تم ریاکاری کیساتھ اپنے تئیں بچا نہیں سکتے کیونکہ وہ خدا جو تمہارا خدا ہے اسکی انسان کے پائالک نظر ہے کیا تم اسکو دھوکا دے سکتے ہو پس تم سید ہو جاؤ اور صاف ہو جاؤ اور پاک ہو جاؤ اور بھرے ہو جاؤ اگر ایک ذرہ تیرگی تم میں باقی ہے تو وہ تمہاری ساری خوشی کو دھوکا دے گی۔

اور اگر تمہاری کسی پہلو میں تکبر ہے یا ریاء ہے یا خود پسندی ہے یا کسل ہے تو تم ایسی چیز نہیں ہو کہ جو قبول کے لائق ہو ایسا نہ ہو کہ تم صرف چند باتوں کو لیکر اپنے تئیں نہ ہو کہ وہ کہ جو کچھ تم کو گناہ تھا کر لیا ہے کیونکہ خدا چاہتا ہے کہ تمہاری ہستی پر پورا پورا انقلاب آئے اور تم سے ایک موت مانگتا ہے جس کے بعد وہ تمہیں زندہ کرے گا تم آسمان جلد صبح کرو اور اپنے بہائیوں کے گناہ سنجو کیونکہ شریعہ ہے وہ انسان کہ جو اپنے بہائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں وہ کاٹ جائیگا کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے تم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو اور باہمی ناراضگی جانے دو اور سچے ہو کر جوہر کی طرح نڈل کرو تا تم بخشے جاؤ نفسانیت کی فہمی چھوڑ دو کہ جس سے دوازہ کیلئے تم بلاؤ گئے ہو میں سے ایک نے یہ انسان داخل نہیں ہو سکتا۔ کیا ہی قہمت وہ شخص ہے جو ان باتوں کو نہیں مانتا جو خدا کے منہ سے نکلیں اور میں بیان کہیں تم اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تم باہم سے ایک ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ میں سو دو بہائی۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنی بہائی کے گناہ بخشا ہے اور بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا سو اس کا مجھ میں حصہ نہیں۔ خدا کی لعنت سے بہت خالیف ہو کہ وہ قدوس اور غیور ہے بدکار خدا کا قرب حاصل نہیں کر سکتا متکبر اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ ظالم اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا خائن اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ اور ہر ایک جو اسکے نام کیلئے غیرت نہیں اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ وہ جو دنیا پر کٹون یا چونٹوں یا گدوں کی طرح گرتے ہیں اور دنیا سے آرام یافتہ ہیں وہ اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتے ہر ایک ناپاک آنکھ اس سے دور ہے ہر ایک ناپاک دل اس سے بیخبر ہے وہ جو اسکے لئے آگ میں ہو گئے ہیں یا گت دیا جائیگا وہ جو اس کیلئے روتا ہو وہ ہنسے گا۔ وہ جو اس کو لئے دنیا توڑتا ہے وہ اس کو ملے گا تم سچے دل سے اور پوری صدق سے اور سرگرمی کے قدم سے خدا کے دوست بنو تا وہ بھی تمہارا دوست بن جائے۔ تم ماتحتوں پر اور اپنی بیویوں پر اور اپنے غریب بہائیوں پر رحم کرو تا آسمان پر تم پر رحم ہو۔ تم سچے اسکے ہو جاؤ۔ تا وہ بھی تمہارا ہو جاؤ۔ سو دنیا ہزاروں بلاؤں کی جگہ ہے جن میں ایک طاعون ہی ہے سو تم خدا سے صدق کیا نہ سچہ بار و تادہ یہ بلائیں تم سے دور رکھو کوئی آفت زمین پر نہیں ہوتی جب تک انسان سے حکم نہ ہو اور کوئی آفت وہ نہیں ہوتی جب تک آسمان سے رحم نہ ملے ہو تو تمہاری عقلمندی اسی میں ہے کہ تم خبر کو پکڑو نہ شاخ کو۔ تمہیں دوا اور دندبیر سے مانعت نہیں ہے مگر ان پر ہر دوسہ کرنے سے مانعت ہے اور آخر دی ہو گا جو خدا کا ارادہ ہو گا اگر کوئی طاقت رکھو تو فوکل کا مقام ہر ایک مقام سے بڑھ کر ہے

اور تمہاری لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مجھ کی طرح نہ چھوؤ کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے جو لوگ قرآن کو عزت دینگے وہ آسمان پر عزت پائینگے جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائیگا۔ نوع انسان کیلئے روح زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدمی اور ان کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تو تم کو کہو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کیساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنیکے بعد ظاہر ہوگی بلکہ حقیقی نجات ہے کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا پرست ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام مخلوق میں دنیائی شفیع ہے اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور کتاب ہے۔ اور کسی کیلئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کیلئے زندہ ہے اور اس کے ہمیشہ زندہ رہنے کیلئے خدا نے یہ دنیا و مافیہا ہے کہ اس کے افاضہ تشریفی اور روحانی کو قیامت تک جاری رکھا اور آخر کار اس کی روحانی فیض رسانی سے اس مہیجے موعود کو دنیا میں بھیجا جس کا آنا اسلامی عمارت کی تکمیل کیلئے ضروری تھا کیونکہ سرور تھا کہ یہ دنیا ختم نہ ہو جب تک کہ محمدی سلسلہ کیلئے ایک سیح روحانی رنگ کا نہ دیا جاتا جیسا کہ موسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے دیا گیا تھا اسی کی طرف یہ اشارہ کرتی ہے کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔ موسیٰ نے وہ متاع پائی جس کو قرون اولیٰ کہو چکے تھے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ متاع پائی جس کو موسیٰ کا سلسلہ کہو چکا تھا اب محمدی سلسلہ موسیٰ سلسلہ کو قائم مقام ہو گیا میں نے اسے درجہ بڑھ کر مثیل موسیٰ سے بڑھ کر اور مثیل بن مریم ابن مریم سے بڑھ کر۔ اور وہ مسیح موعود نہ صرف مدت کی لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چودھویں صدی میں ظاہر ہوا جیسا کہ مسیح ابن مریم موسیٰ کے بعد چودھویں صدی میں ظاہر ہوا تھا۔ بلکہ وہ ایسے وقت میں آیا جبکہ مسلمانوں کا وہی حال تھا جیسا کہ مسیح ابن مریم کے ظہور کے وقت یہودیوں کا حال تھا سو **قین** ہی ہوں خدا جو چاہتا ہے کہ اسے کرنا ہے نادان ہے وہ جو اس سے لڑے اور جاہل ہے وہ جو اس کے مقابل پر یہ اعتراض کرے کہ یوں نہیں بلکہ یوں چاہئے تھا۔ اور اس نے مجھو چکے ہوئے نشانوں کے ساتھ بھیجا ہے جو دل نہ

✚ یہودی اپنی تاریخ کی رو سے بالاتفاق یہی مانتے ہیں کہ موسیٰ سے چودھویں صدی کے سر پر عیسیٰ ظاہر ہوا تھا اور یہودی تاریخ سے



سے ہی زیادہ ہیں از انجملہ ایک طاعون ہی نشان ہے پس جو شخص مجھ سے سچی محبت کرتا ہے اسے  
 دل سے میرا پیر و بننا ہے اور میری اطاعت میں مجھ کو کراپنے تمام ارادوں کو چھوڑتا ہے وہی ہر جوان  
 آفتون کے دنوں میں میری روح اسکی شفاعت کریگی سوکے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری  
 جماعت شمار کرتے ہو آسمان پر تم اسوقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب اس حنج نقوی کی  
 راہوں پر قدم مارو گے سو اپنی بچو قوت نمازون کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو  
 دیکھتے ہو اور اپنے روزوں کو خدا کیلئے صدق کے ساتھ پوری کرو ہر ایک کے زکوٰۃ کے مطابق ہے وہ زکوٰۃ  
 دے اور جیسے حج فرض ہو چکا ہے اور کوئی مانع نہیں وہ حج کرے نیکی کو سنوار کر ادا کرو اور بدی کو ہیرا  
 ہو کر ترک کرو یقیناً یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا جو تقویٰ سے خالی ہے ہر ایک نیکی کی  
 جڑ تقویٰ ہے جس عمل میں یہ جڑ ضائع نہیں ہوگی وہ عمل ہی ضائع نہیں ہوگا ضرور ہو کہ نوع  
 بچ و مصیبت سے تمہارا امتحان ہی ہو جیسا کہ پہلے مومنوں کے امتحان ہوئے سو خیر ار رہو ایسا ہو  
 کہ تم کو کہاؤ زمین تمہارا کچھ ہی بگاڑ نہیں سکتی اگر تمہارا آسمان پختہ تعلق ہے جیسا کہ تم نقصان  
 تو اپنے ہاتھوں سے نہ دشمن کے ہاتھوں سے اگر تمہاری مبنی عزت ساری جاتی رہی تو خدا تمہیں ایک  
 لازوال عزت آسمان پر بیکاسو تم اسکو مت چھوڑو اور ضرور ہے کہ تم دکھو جو جاؤ اور اپنی کئی امیدوں سے  
 بے نصیب کئے جاؤ۔ سو ان صورتوں سے تم دلگیر مت ہو کیونکہ تمہارا خدا تمہیں آزماتا ہے کہ تم اسکی  
 راہ میں ثابت قدم ہو یا نہیں اگر تم چاہتے ہو کہ آسمان پر رشتے ہی تمہاری تعریف کریں تو تم مارین  
 کہاؤ اور خوش رہو اور نگاہ لیان سنو اور شکر کرو۔ اور ناکامیاں دیکھو اور پیوند مت توڑو تم خدا کی  
 آخری جماعت ہو سو وہ عمل نیک کہلاؤ جو اپنے کمال میں انتہائی درجہ پر ہو۔ ہر ایک جو تم میں سب سے  
 ہو جائیگا وہ ایک گندی چیز کی طرح جماعت باہر ہینیک دیا جائیگا اور شکر مر گیا اور خدا کا کچھ نہ بگاڑ  
 دیکھو میں بہت خوشی سے خیر دیتا ہوں کہ تمہارا خدا حقیقت موجود ہے اگرچہ سب سے کسی مخلوق  
 ہے لیکن وہ اس شخص کو چن لیتا ہے جو اسکو چننا ہے وہ اسے پاس آجاتا ہے جو اسے پاس آنا  
 جو اسکو عزت دیتا ہے وہ اسکو ہی عزت دیتا ہے +

تم اپنے دنوں کو سید کر کے اور زبانوں اور انہوں اور کانوں کو پاک کر کے اسکی طرف آ جاؤ

کہ وہ نہیں قبول کر گیا عقیدہ کہ جو خدا تم سے چاہتا ہے وہ یہی ہے کہ خدا ایک اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسکا نبی ہے اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑا ہے اب بعد کے کوئی نبی نہیں مگر وہی جس پر برزخی طور سے محمدیت کی چادر پہنا گئی کیونکہ خدام اپنے مخدوم سے جدا نہیں اور نہ شاخ اپنی بیخ سے جدا پس ج کمال طور پر مخدوم میں فنا ہو کر خدا سے نبی کا لقب پاتا ہے وہ ختم نبوت کا خلل انداز نہیں جیسا کہ تم جب آئینہ میں اپنی شکل دیکھو تو تم دو نہیں ہو سکتے بلکہ ایک ہی ہو اگرچہ بظاہر دو نظر آتے ہیں صرف ظل اور اصل کا فرق ہے۔ سو ایسا ہی خدا نے مسیح موعود میں چاہا یہی پھیر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مسیح موعود میری قبر میں دفن ہوگا یعنی وہ میں ہی ہوں۔ اور اس میں زندگی نہیں لائی اور تم یقیناً سمجھو کہ عیسیٰ بن مریم فوت ہو گیا ہے اور شہید ہو گیا ہے اور اسکی قبر ہے خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں اس کے مرجانی کی خبر دی ہے اور اگر اس آیت کے اور معنی ہیں تو عیسیٰ بن مریم کی موت کی قرآن میں کہاں خبر ہے۔ مرنیکے متعلق جو آیتیں ہیں اگر وہ اور معنی رکھتی ہیں جیسا کہ ہمارے مخالف سمجھتے ہیں تو گویا قرآن نے اس کے مرنیکا کہیں ذکر نہیں کیا کہ وہ کسی وقت مر گیا بھی۔ خدا نے ہمارے نبی کے مرنے کی خبر دی مگر سارے قرآن میں عیسیٰ کے مرنے کی خبر نہ دی۔ اس میں کیا راز ہے اور اگر کہو کہ عیسیٰ کے مرنے کی اس آیت میں خبر ہے کہ **فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتُ أَنتَ الرَّقِيبُ عَلَيْهِمْ** سو یہ آیت تو صاف دلالت کرتی ہے کہ وہ عیسا بن کے بگڑنے سے پہلے مر چکے ہیں غرض اگر آیت **فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي** کے یہ معنی ہیں کہ جس جسم زندہ عیسیٰ کو آسمان پر اٹھایا تو کیوں خدا نے ایسے شخص کی موت کا سارے قرآن میں ذکر نہیں کیا جسکی زندگی کے خیال نے لاکھوں کو ہلاک کر دیا گویا خدا نے اسکو ہمیشہ کیلئے اسلئے زندہ رہنے دیا کہ نا لوگ مشرک اور بیدین ہو جائیں اور گویا یہ لوگوں کی غلطی نہیں بلکہ خدا نے یہ سب کچھ خود کیا نا لوگوں کو گمراہ کرے خوب یاد رکھو کہ سچے موت میں عیسیٰ عقیدہ پر موت نہیں آسکتی سو اس سے فائدہ کیا کہ برخلاف تقدیر قرآن اسکو زندہ سمجھا جائے اسکو مرنے دو تا یہ دین زندہ ہو۔ خدا نے اپنے قول سے مسیح کی تشریح ظاہر کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات اسکو مردوں میں وکبہ لیا اب بھی تم ماننے میں نہیں آتے۔ یہ کیسا ایمان ہے کیا انسان کی دانتوں کو خدا کی کلام مرینہ قدم کہتی ہو

مذکورہ عیسا بن کے بگڑنے سے پہلے مر چکے ہیں غرض اگر آیت **فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي** کے یہ معنی ہیں کہ جس جسم زندہ عیسیٰ کو آسمان پر اٹھایا تو کیوں خدا نے ایسے شخص کی موت کا سارے قرآن میں ذکر نہیں کیا جسکی زندگی کے خیال نے لاکھوں کو ہلاک کر دیا گویا خدا نے اسکو ہمیشہ کیلئے اسلئے زندہ رہنے دیا کہ نا لوگ مشرک اور بیدین ہو جائیں اور گویا یہ لوگوں کی غلطی نہیں بلکہ خدا نے یہ سب کچھ خود کیا نا لوگوں کو گمراہ کرے خوب یاد رکھو کہ سچے موت میں عیسیٰ عقیدہ پر موت نہیں آسکتی سو اس سے فائدہ کیا کہ برخلاف تقدیر قرآن اسکو زندہ سمجھا جائے اسکو مرنے دو تا یہ دین زندہ ہو۔ خدا نے اپنے قول سے مسیح کی تشریح ظاہر کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات اسکو مردوں میں وکبہ لیا اب بھی تم ماننے میں نہیں آتے۔ یہ کیسا ایمان ہے کیا انسان کی دانتوں کو خدا کی کلام مرینہ قدم کہتی ہو

† اسی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہر دنیا میں نہیں آئیں گے کیونکہ اگر وہ دنیا میں آتے تو اس صورت میں یہ جواب عیسیٰ کا محض نبوت ٹھہرتا ہے کہ بچے عیسا بن کے بگڑنے کی کچھ خبر نہیں جو شخص دوبارہ دنیا میں آیا اور چالیس برس رہا



ان سب باتوں کے بعد یہ سن کہتا ہوں کہ یہ مت خیال کرو کہ جتنے ظاہری طور پر بیعت کر لی ہے ظاہر کچھ چیز نہیں خدا تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے اور اسی کے موافق تم سے معاملہ کرے گا دیکھو میں یہ کہہ کر فرض تبلیغ سے سبکدوش ہوتا ہوں کہ گناہ ایک شہر ہے اور حکومت کہاؤ۔ خدا کی نافرمانی ایک نئی موت ہے اس سے بچو دعا کرو تاہم یہیں قتلے جو شخص عا کے وقت خدا کو ہر ایک بات پر قائل نہیں سمجھتا۔ بجز وعدہ کی مستثنیات کے وہ میری جماعت میں سے نہیں۔ جو شخص چوٹ اور فریب کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دنیا کے لالچ میں ہینا رہا ہے اور آخرت کی طرف آنکھ اٹھا کر ہی نہیں دیکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص نص حقیقت دین کو دنیا پر مقدم نہیں رکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص سے طور پر ہر ایک بدی سے اور ہر ایک بد عملی سے یعنی شراب سے قمار بازی سے بدنظری سے اور خیانت سے رشوت سے اور ہر ایک ناجائز تصرف سے توبہ نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص بچکانہ نماز کا التزام نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص عا میں لگا نہیں رہتا اور انکسار سے خدا کو یاد نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص بد رفیق کو نہیں چھوڑتا جو اس پر بد اثر ڈالتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے مان باپ کی عزت نہیں کرتا اور امور معروفہ میں جو خلاف قرآن ہیں ان کی بات کو نہیں مانتا اور ان کی تعہد خدمت سے لاپرواہ ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنی اہلیہ اور اسکے اقارب سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ہمسایہ کو ادنیٰ خیر سے بھی محروم رکھتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص نہیں چاہتا کہ اپنے قصور و ذرا کا گنہ بخشے اور کینیہ پرور آدمی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے ہر ایک مرد جو بیوی سے یا بیوی خاوند سے خیانت سے پیش آتی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اس عہد کو جو اس نے بیعت کے وقت کیا تھا کسی پہلو سے توڑتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص مجھے فی الواقع مسیح موعود و مہدی معہود نہیں سمجھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ اور جو شخص

امور و زمین میری اطاعت کرنیکے لئے طیار نہیں ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے اور جو شخص مخالفوں کی جماعت میں بیٹھتا ہے اور مان میں مان ملاتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ ہر ایک زانی۔ فاسق۔ شرابی۔ خونی۔ چور۔ قمار باز۔ خائن۔ مرتشی۔ غاصب ظالم۔ دروغگو۔ جلسہ ساز اور ان کا ہنشین اور اپنے بھائیوں اور بھینوں تمہیں لگانا والا جو اپنے افعال شنیعہ سے تو یہ نہیں کرتا اور خراب مجلسوں کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ یہ سب ہرین ہیں تم ان زہروں کو کہا کر کسی طرح بچ نہیں سکتے اور تاریکی اور روشنی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتی۔ ہر ایک جو پیچ در پیچ طبیعت کہتا ہے اور خدا کے ساتھ صاف نہیں ہے وہ اس برکت کو ہرگز نہیں پاسکتا جو صاف دلون کو ملتی ہے کیا ہی خوش قسمت وہ لوگ ہیں جو دلون کو صاف کرتے ہیں اور اپنے دلون کو ہر ایک آلودگی سے پاک کر لیتے ہیں اور اپنے خدا وفاداری کا عہد باندھتے ہیں کیونکہ وہ ہرگز ضائع نہیں کئے جائینگے ممکن نہیں کہ خدا انکو رسوا کرے کیونکہ وہ خدا کے ہیں اور خدا ان کا وہ ہر ایک بلا کے وقت بچائے جائیں گے۔ احمق ہے وہ دشمن جو ان کا قصد کرے کیونکہ وہ خدا کی گود میں ہیں اور خدا انکی حمایت میں کون خدا پر ایمان لایا؟ صرف وہی جو ایسے ہیں۔ ایسا ہی وہ شخص ہی احمق ہے جو ایک بیباک گنہ گار اور بد باطن اور شریر نفس کے فکر میں ہے کیونکہ وہ خود ہلاک ہو گا جب سے خدا نے آسمان اور زمین کو بنایا کہی ایسا اتفاق نہ ہوا کہ اسے نیکون کو تباہ اور ہلاک نہایت فنا ہو کر دیا ہو بلکہ وہ انکے لئے بڑے بڑے کام دکھلاتا رہا ہے اور اب بھی دکھلائیگا وہ خدا نہایت وفادار خدا ہے اور وفادار دن کے لئے اسکے عجیب کام ظاہر ہوتے ہیں دنیا چاہی ہو کہ انکو کہا جائے کہ انکے دشمن انتہا پر پہنچا ہے مگر وہ جو انکا دوست ہے ہر ایک ہلاکت کی جگہ سے انکو بچاتا ہے اور ہر ایک میدان میں انکو فتح بخشتا ہے۔ کیا ہی نیک طبع وہ شخص ہے جو اس خدا کا دامن نہ چھوڑے۔ ہم اس پر ایمان لائے ہم انکو شناخت کیا۔ تمام دنیا کا وہی خدا ہے جس نے میرے پر وحی نازل کی جس نے میرے لئے زیر دست نشان دکھلائے جس نے مجھے اس نام کے لئے مسیح موعود کر کے بھیجا اسکے سوا کوئی خدا نہیں نہ آسمان میں نہ زمین میں





کہ وہ تمہیں سیر کرے یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچا دینگا۔ میں کیا کروں اور کس خوشخبری کو دلون میں بٹھا دوں۔ کس وقت سے میں بازاروں میں منادوی کروں تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں اور کس واسے میں علاج کروں تا سننے کیلئے لوگوں کے کان کھلیں اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے تم سوٹے ہوٹے ہو گے اور خدا تعالیٰ تمہارے لئے جگہ کا تم دشمن سے غافل ہو گے اور خدا اسے دیکھے گا اور اس کے منصوبے کو توڑے گا۔ تم ابھی تک نہیں جانتے کہ تمہارے خدا میں کیا کیا قدرتیں ہیں۔ اور اگر تم جانتے تو تم پر کوئی ایسا دن نہ آتا کہ تم دنیا کے لئے سخت غمگین ہو جاتے ایک شخص حج ادا کر خزانہ اپنے پاس رکھتا ہے کیا وہ ایک پیسہ کے صنایع ہونے سے روزانہ اور چنچن مارتا ہے اور ہلاک ہونے لگتا ہے پہر اگر تم کو اس خزانہ کی اطلاع ہوتی کہ خدا تمہارا ہر ایک حاجت کے وقت کام آئیوا ہے تو تم دنیا کے لئے ایسے بخود کٹھن ہوتے خدا ایک پیارا خزانہ ہے اسکی قدر کرو کہ وہ تمہارے ہر ایک قدم میں تمہارا مددگار ہے تم بغیر اس کے کچھ ہی نہیں اور نہ تمہارے اسباب اور تدبیریں کچھ چیز ہیں۔ غیر قوموں کی تقلید نہ کرو کہ جو کبلی اسباب پر گر گئی ہیں اور جیسے سانپ مٹی کہتا ہے انہوں نے سفلی اسباب کی مٹی کہاٹی۔ اور جیسے گد اور گتے مردار کہتے ہیں انہوں نے مردار پر دانت مارے وہ خدا سے بہت دور جا پڑے انسانوں کی پریش کی اور خنصر کر کہا یا اور شراب کو پانی کی طرح استعمال کیا اور حد سے زیادہ اسباب پر گرنے سے اور خدا سے قوت نہ مانگنے سے وہ مر گئے اور آسمانی روح انہیں سے ایسی نکل گئی جیسا کہ ایک گھونسلے سے کبوتر پر داز کر جاتا ہے انکے اندر دنیا پرستی کا جذام ہے جس نے انکے تمام اندرونی اعضا کاٹ دی ہیں پس تم اس جذام سے ڈرو۔ میں تمہیں خدا تعالیٰ تک عالت اسباب سے منع نہیں کرتا بلکہ اس سے منع کرتا ہوں کہ تم غیر قوموں کی طرح نہ اسباب کے بندے ہو جاؤ اور اس خدا کو فراموش کر دو جو اسباب کو ہی وہی ہبیا کرتا ہے اگر تمہیں آنکھ ہو تو تمہیں نظر آجائے کہ خدا ہی خدا ہے اور سب شیج ہی۔ تم نہ ہاتھ مبارک کر سکتے ہو اور نہ اکٹھا کر سکتے ہو مگر اس کے اذن سے۔ ایک مردہ اسپر منی کرے گا مگر کاش اگر وہ مرجاتا تو اس منی سے آکر لئے بہتر تھا۔ خبردار !!! تم غیر قوموں کو دیکھ کر انکی ریس مت کرو کہ انہوں نے دنیا کے

منصوبوں میں بہت ترقی کر لی ہے آؤ ہم یہی انہیں کے قدم پر چلیں۔ سنو آؤ سمجھو کہ وہ اس خدا سے سخت بیگانہ اور غافل ہیں جو تمہیں اپنی طرف بلاتا ہے انکا خدا کیا چیز ہے صرف ایک عاجزان اسلئے وہ غفلت میں چھوڑے گئے ہیں تمہیں دنیا کے کسب اور حرفت سے نہیں روکتا مگر تم ان لوگوں کے پیرو مت بنو جنہوں نے سب کچھ دنیا کو ہی سمجھ لیا ہے چاہئے کہ تمہارا ہر ایک کام میں خواہ دنیا کا ہو خواہ دین کا خدا سے طاقت اور توفیق مانگنے کا سلسلہ جاری رہے لیکن صرف خشک ہونٹوں سے بلکہ چاہئے کہ تمہارا سچ مح پر عقیدہ ہو کہ ہر ایک برکت آسمان سے اسی اترتی ہے تم رہتیاؤ اس وقت بنو گے جبکہ تم ایسے ہو جاؤ کہ ہر ایک کام کے وقت ہر ایک مشکل کے وقت قبل اسکے جو تم کوئی تدبیر کرو اپنا دروازہ بند کرو اور خدا کے آستانہ پر گرو کہ ہمیں یہ مشکل پیش ہے اپنے فضل سے مشکل کشائی فرما تب وح القدس تمہاری مدد کرے گی اور عیسے کوئی راہ تمہارے لئے کھولی جائیگی اپنی جانوں پر رحم کرو اور جو لوگ خدا سے کجی علاقہ توڑ چکے ہیں آؤ ہمیں اسباب پر گر گئے ہیں یہاں تک کہ طاقت مانگنے کیلئے وہ مومنہ سے انشاء اللہ ہی نہیں نکالے آگے پیرو مت بن جاؤ۔ خدا تمہاری آنکھیں کھولے تا تمہیں معلوم ہو کہ تمہارا خدا تمہاری تمام تدبیر کا شہید ہے اگر شہید کر جائے تو کیا کرے اپنی چہرے پر قائم رکھتی ہیں۔ نہیں بلکہ ایک دفعہ گریبی اور حتمال ہے کہ ان سے کئی خون بھی ہو جائے۔ اسی طرح تمہاری تدابیر بغیر خدا کی مدد کو قائم نہیں رہ سکتیں اگر تم اس سے مدد نہیں مانگو گے اور اس سے طاقت مانگنا اپنا اصول نہیں ٹھہراؤ گے تو تمہیں کوئی کامیابی حاصل نہیں ہوگی۔ آخر بڑی حسرت سو رو گے۔ یہ مت خیال کرو کہ یہ دوسری قومیں کیونکر کامیاب ہو رہی ہیں حالانکہ وہ اس خدا کو جانتی ہی نہیں جو تمہارا کامل اور قادر خدا ہے۔ اسکا جواب یہی ہے کہ وہ خدا کو چھوڑنے کی وجہ سے دنیا کے امتحان میں ڈالی گئی ہیں خدا کا امتحان کہی اس رنگ میں ہوتا ہے کہ جو شخص اسے چھوڑتا ہے اور دنیا کی مستیوں اور لذتوں سے دل لگاتا ہے اور دنیا کی دولتوں کا خواہشمند ہوتا ہے تو دنیا کے دروازے اس پر کھولے جاتے ہیں اور دین کے رو سے وہ نرا مفلس اور ننگا ہوتا ہے اور آخر دنیا کے خیالات میں ہی مرنے والا بدی جہنم میں ڈالا جاتا ہے اور کہی اس رنگ میں ہی امتحان ہوتا ہے کہ دنیا سے

ہی نامراد کہا جاتا ہے مگر مگر خدا کا امتحان ایسا خطرناک نہیں جیسا کہ پہلا کیونکہ پہلا امتحان لازماً زیادہ مغرور ہوتا ہے۔ یہ حال یہ روزن فریق مغضوب علیہ ہیں۔ سچی خوشحالی کا حشر خدا ہے پس جبکہ اس حقیقی قوم خدا سے بلوگ بخیر ترین بلکہ پُر واپس اور اس سے موندہ پیر ہے۔ میں تو سچی خوشحالی کو کہاں نہیں دیکھتی ہے۔ مبارکی ہو اس انسان کو جو اس کو سمجھ سکے اور پاک ہو گیا وہ شخص جس نے اس راز کو نہیں سمجھا۔ ہی طرح تمہیں چاہئے کہ اس دنیا کے فلسفیوں کی پیروی مت کرو اور انکو عزت کی نگہ سے مت دیکھو کہ یہ سب نادانیان ہیں سچا فلسفہ وہ ہے جو خدا نے تمہیں اپنی کلام میں سکھایا، ہلاک ہو گئے وہ لوگ جو اس نبوی فلسفہ کے عاشق ہیں اور کامیاب ہیں وہ لوگ جنہوں نے سچے علم اور فلسفہ کو خدا کی کتاب میں ڈھونڈا۔ نادانی کی راہیں کیوں اختیار کرتے ہو کیا تم خدا کو وہ باتیں سکھلاؤ گے جو اسے معلوم نہیں۔ کیا تم انہوں کے پیچھے دوڑتے ہو کہ وہ تمہیں راہ دکھلا دیں۔ اے نادانوں! وہ جو خود اندما ہے وہ تمہیں کیلہا دکھائیگا بلکہ سچا فلسفہ روح القدس سے حاصل ہوتا ہے جسکا تمہیں وعدہ دیا گیا ہے تم روح کے وسیلہ سے ان پاک علوم تک پہنچائے جاؤ گے جن تک غیرین کی رسائی نہیں اگر صدق سے مانگو تو آخر تم اسے پاؤ گے۔ تب سمجھو گے کہ یہی علم ہے جو دل کو نازگی اور زندگی بخشتا ہے اور یقین کے مینار تک پہنچا دیتا ہے وہ جو خود مردار و خوار ہے وہ کہاں سے تمہارے لئے پاک غذا لائے گا۔ وہ جو خود اندما ہے وہ کیونکر تمہیں دکھائیگا۔ ہلاک پاک حکمت آسمان سے آتی ہے پس تم زمینی لوگوں کو کیا ڈھونڈتے ہو جنکی رحمت آسمان کی طرف جاتی ہیں وہی حکمت کے وارث ہیں جنکو خود پسلی نہیں ہے کیونکہ تمہیں تلی دی سکتے ہیں مگر پہلے دلی پاکیزگی ضروری ہے پہلے صدق و صفا ضروری ہے پھر بعد اسکے سب کچھ تمہیں ملے گا۔ یہ خیال مت کرو کہ خدا کی وحی آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے اور روح القدس اب آتر نہیں سکتا بلکہ پہلے زمانوں میں ہی آتر چکا۔ اور میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہر ایک دروازہ بند ہو جاتا ہے مگر روح القدس کے آتر نیکا کہی دروازہ بند نہیں ہوتا۔ تم اپنے دلوں کے دروازے کھول دو تا وہ انہیں داخل ہو تم اس کتاب کے خود اپنے تئیں دوڑا لے ہو جبکہ اس شعل کے داخل ہونے کی کڑکی کو بند کرتے ہو۔ اے نادان! اہٹہ اور اس کڑکی کو کہو کہ

یہ قرآن شریف پر شریعت ختم ہو گئی مگر وحی ختم نہیں ہوئی کیونکہ وہ پتھر دین کی جان ہے جس دین میں وحی الہی کا سلسلہ جاری نہیں وہ دین مردہ ہے اور خدا اس کے ساتھ نہیں۔ منہ

تب آفتاب خود بخود تیرے اندر داخل ہو جائیگا جبکہ خدا نے دنیا کے فیوض کی راہیں اس زمانہ میں نمبر بند نہیں کیں بلکہ زیادہ کیں تو کیا تمہارا ظن ہے کہ آسمان کے فیوض کی زمین جنگی اسوقت تمہیں بہت ضرورت تھی وہ تم پر کسے بند کر دی زمین ہرگز نہیں بلکہ بہت صفائی سے وہ دروازہ کھولا گیا ہے۔ اب جبکہ خدا نے اپنی تعلیم کے موافق جو سورہ فاتحہ میں سکھلائی تھی گذشتہ تمام نعمتوں کا تم پر دروازہ کھول دیا ہے تو تم کیوں ان کے لینے سے انکار کرتے ہو اُس چشمہ کے پیاسے بنو کہ پانی خود بخود آجائے گا۔ اس درودہ کے لٹو تم بچ کی طرح رزنا شروع کرو کہ درودہ پستان سے خود بخود آتا بیٹھا۔ رحم کے لائق بنو تا تم پر رحم کیا جائے اضطراب دکھلاؤ تا تسلی پاؤ بار بار چلاؤ تا ایک ہاتھ تمہیں پکڑ لے کیا ہی دشوار گزار وہ راہ ہے جو خدا کی راہ ہے پر اُن کیلئے آسان کیجاتی ہے جو مرنے کی نیت کر اس انتہا گڑھے میں پڑتے ہیں وہ اپنے دلوں میں فیصلہ کر لیتے ہیں کہ میں آگ منظور ہے ہم ہیں اپنے محبوب کے لئے جلیں گے پہرہ آگ میں اپنے تئیں ڈال دیتے ہیں پس کیا دیکھتے ہیں کہ وہ بہشت جی رہی ہے جو خدا نے فرمایا **وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا** الخ یعنی اسے برو او اسے نیکو تم میں سے کوئی ہی نہیں جو جہنم کی آگ پر گزرنے کرے مگر وہ جو خدا کے لئے اُس آگ میں پڑتے ہیں وہ نجات دئے جائینگے لیکن وہ جو اپنے نفس امارہ کیلئے آگ پر چلتا ہے وہ آگ سے کہا جائیگی پس مبارک ہو خدا کے لئے اپنے نفس سے جنگ کرتے ہیں اور بدبخت وہ جو اپنے نفس کیلئے خدا سے جنگ کر رہے ہیں اور اس سے موافقت نہیں کرتے جو شخص اپنے نفس کے لئے خدا کے حکم کو ٹالتا ہے وہ آسمان میں ہرگز داخل نہیں ہوگا سو تم کوشش کرو جو ایک نقطہ یا ایک شیشہ قرآن شریف کا ہی تم پر گواہی نہ دے تا تم اسی کے لٹو پکڑے سجاؤ کیونکہ ایک ذرہ بدی کا بھی قابل پاداش ہے وقت نہوڑا ہے اور کار عمر ناپیدائیز قدم اٹھاؤ جو شام نزدیک ہے جو کچھ پیش کرنا ہے وہ بار بار دیکھ لو ایسا نہ ہو کہ کچھ نہ جائے اور زبان کاری کا موجب ہو یا سب گندی اور کہنی متاع ہو جو شاہی دربار میں پیش کرنے کے لائق نہ ہو۔

میں نے سنا ہے کہ بعض تم سے حدیث کو کبھی نہیں مانتے اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو سخت غلطی





ایک ضعیف اور کمزور جانور ہے جسکو بلی بھی پکڑ سکتی ہے اسی لئے عیسائی دن بدن کمزوری کے  
 گرہ میں پڑتے گئے اور روحانیت انہیں باقی نہ رہی۔ کیونکہ تمام ان کے ایمان کا مدار کبوتر  
 پر تھا مگر قرآن کا روح القدس اس عظیم الشان شکل میں ظاہر ہوا تھا جس نے زمین سے لیکر آسمان  
 تک اپنے وجود سے تمام ارض و سما کو بہر دیا تھا۔ پس کجا وہ کبوتر اور کجا یہ عظیم جس کا قرآن  
 شریف میں یہی ذکر ہے قرآن ایک ہفتہ میں انسان کو پاک کر سکتا ہے اگر صوری یا معنوی  
 اعراض نہ ہو قرآن تکوینیوں کی طرح کر سکتا ہے اگر تم خود اس سے نہ بہاگو۔ مجز قرآن کس کتاب نے  
 اپنی ابتدا میں ہی اپنے پڑھنے والوں کو یہ دعا سکھلائی اور یہ میثری کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ  
 الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ یعنی ہمیں اپنی ان نعمتوں کی راہ دکھلا جو  
 پہلوں کو دکھلائی گئی۔ جو نبی اور رسول اور صدیق اور شہید اور صالح تھے پس اپنی ہمتیں  
 بلند کر لو اور قرآن کی دعوت کو رومت کرو کہ وہ تمہیں وہ نعمتیں دینا چاہتا ہے جو پہلوں  
 کو دی تھیں۔ کیا اوس نے بنی اسرائیل کا ملک اور بنی اسرائیل کا بیت مقدس تمہیں عطا  
 نہیں کیا جو آج تک تمہاری قبضہ میں ہے پس اسے مست اعتقاد و اور کمزور ہمتو کیا تمہیں خیال  
 ہے کہ تمہارے خدا نے جسمانی طور پر بنی اسرائیل کے تمام ملاک کا تمہیں قائم مقام کر دیا۔ مگر  
 روحانی طور پر تمہیں قائم مقام نہ کر سکا بلکہ خدا کا تمہاری نسبت ان سے زیادہ فیض سانی  
 کا ارادہ ہے خدا نے انکے روحانی جسمانی متاع و مال کا تمہیں وارث بنایا مگر تمہارا وارث  
 کوئی دوسرا نہ ہوگا جب تک کہ قیامت آجائے خدا تمہیں نعمت وحی اور الہام اور مکالمات  
 اور مخاطبات الہیہ سے ہرگز محروم نہیں رکھے گا وہ تم پر وہ سب نعمتیں پوری کرے گا جو  
 پہلوں کو دی گئیں لیکن جو شخص گناخی کی راہ سے خدا پر جھوٹا باندھے گا اور کہے گا کہ  
 خدا کی وحی میری پر نازل ہوئی حالانکہ نہیں نازل ہوئی اور یا کہے گا کہ مجھے شرف مکالمات  
 اور مخاطبات الہیہ کا نصیب ہوا حالانکہ نہیں نصیب ہوا تو میں خدا اور اس کے ملائکہ کو گواہ  
 رکھ کر کہتا ہوں کہ وہ ہلاک کیا جائیگا کیونکہ اوس نے اپنے خالق پر جھوٹ باندھا اور فریب کیا  
 اور سخت بیباکی اور شوخی ظاہر کی سو تم اس مقام میں ڈرو لعنت ہو ان لوگوں پر جو جھوٹی

خوابین بناتے ہیں اور جوڑے مکالمات اور مخاطبات کا دعویٰ کرتے ہیں گویا وہ دل میں خیال کرتے ہیں کہ خدا نہیں پر خدا کا عقاب انکو سخت پکڑے گا اور ان کا بُرا دن اُن سے ٹل نہیں سکتا سو تم صدق اور راستی اور تقویٰ اور محبت ذاتیہ الہیہ میں ترقی کرو اور اپنا کام ہی سمجھو جتنا کُنڈنگی ہے پھر خدا تم میں سے جسکی نسبت چاہیگا اسکو اپنے مکالمہ مخاطبہ سے بھی مشرف کریگا تمہیں اسی تمنا ہی نہیں چاہئے تا نفسانی تمنا کی وجہ سے سلسلہ شیطانیہ شروع نہ ہو جائے جس سے کئی لوگ ہلاک ہو جاتے ہیں پس تم خدمت اور عبادت میں لگو رہو تمہارے تمام کوشش اسی میں مصروف ہونی چاہئے کہ تم خدا کے تمام احکام کے پابند ہو جاؤ اور یقین میں ترقی چاہو نجات کے لئے نہ الہام نامی کیلئے قرآن شریف نے تمہارے لئے بہت پاک احکام لکھے ہیں جنہیں سے ایک یہ ہے کہ تم شرک سے بکلی پرہیز کرو کہ شرک حشرِ چھبہ نجات سے بے نصیب ہے۔ تم جوڑ نہ بولو کہ جوڑ ہی ایک حصہ شرک ہے۔ قرآن تمہیں انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ صرف بد نظری اور شہوت کے خیال سے نامحرم عورتوں کو مت دیکھو اور بچڑا سکے دیکھنا حلال۔ بلکہ وہ کہتا ہے کہ ہرگز نہ دیکھو نہ بد نظری سے اور نیک نظری سے کہ یہ سب تمہارے لئے ٹھوکر کی جگہ ہے بلکہ چاہئے کہ نامحرم کے مقابلہ کیوقت تیری آنکھ خوابیدہ رہے تجھے اسکی صورت کی کچھ بھی خبر نہ ہو مگر اسی قدر جیسا کہ ایک دہندلی نظر سے ابتدا نزول الما میں انسان دیکھتا ہے۔ قرآن تمہیں انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ اتنی شراب مت پیو کہ مست ہو جاؤ بلکہ وہ کہتا ہے کہ ہرگز نہ پیو نہ تجھے خدا کی راہ نہیں ملیگی اور خدا تجھ سے ہمکلام نہیں ہوگا اور نہ ملپیڈیون سے پاک کرے گا اور وہ کہتا ہے کہ یہ شیطان کی عیب دہی تم اس سے بچو۔ قرآن تمہیں انجیل کی طرح فقط یہ نہیں کہتا کہ اپنی بیہوشی پر بے سبب غصہ مت ہو بلکہ وہ کہتا ہے کہ صرف اپنی ہی غصہ کو تہام بلکہ تواصولاً لہم رحمہم پر عمل ہی کرو دوسروں کو بھی کہتا رہ کہ ایسا کریں اور نہ صرف خود رحم کر بلکہ رحم کیلئے اپنے تمام بیہوش کو وصیت ہی کر۔ اور قرآن تمہیں انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ سبزدناہ کے اپنی بیوی کی ہر کبک ناما پاکی پر صبر کرو اور طلاق مت دے بلکہ وہ کہتا ہے الطیبات للطیبین قرآن کا پینشا ہے

نما پاک پاک کے ساتھ نہ نہیں سکتا۔ پس اگر تیری بیوی زنا تو نہیں کرنی مگر شہوت کی نظر سے  
غیر لوگوں کو دیکھتی ہے اور اُن سے بغل گیر ہوتی ہے اور زنا کے مقدمات اُس کو صادر ہوئے  
ہیں گواہی تکمیل نہیں ہوئی اور غیر کو اپنی برہنگی دکھا دیتی ہو اور شرک اور منہ ہے اور جس پاک خدا  
پر تو ایمان رکھتا ہے اُس سے وہ بیزار ہے تو اگر وہ باز نہ آوے تو تو اُس سے طلاق دیکھتا ہے  
کیونکہ وہ اپنے اعمال میں تجھ سے علیحدہ ہو گئی بتیرے جسم کا ٹکڑہ نہیں رہی۔ پس تیرے لہو اب  
جائز نہیں ہے کہ تو دیوثی سے اسکو ساتھ بسر کرے کیونکہ اب وہ تیرے جسم کا ٹکڑہ نہیں ایک  
گندہ اور متعفن عضو ہے جو کاٹنے کے لائق ہے ایسا نہ ہو کہ وہ باقی عضو کو بھی گندہ کر دے  
اور تو مر جاوے۔ اور قرآن تمہیں انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ ہرگز قسم نہ کہا بلکہ یہ وہ قسموں  
سے تمہیں روکتا ہے کیونکہ بعض صورتوں میں قسم فیصلہ کے لئے ایک ذریعہ ہے اور خدا کسی  
ذریعہ ثبوت کو ضائع کرنا نہیں چاہتا کیونکہ اس سے اسکی حکمت تلف ہوتی ہے یہ طبعی امر ہے  
کہ جب کوئی انسان ایک تکرار فیما بین گواہی نہ دے تب فیصلہ کے لئے خدائی گواہی کی ضرورت  
ہے اور قسم خدا کو گواہ ٹھہرانا ہے۔ اور قرآن تمہیں انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ ہر ایک جبکہ ظالم  
کا مقابلہ نہ کرنا بلکہ وہ کہتا ہے جواز سیئۃ سیئۃ مثلاً ہا فمن عفا واصلہ فاجر علی اللہ  
یعنی بدی کا بدلہ اسقدر بدی ہے جو کی گئی لیکن جو شخص عفو کرے اور گناہ بخش دے اور اس  
عفو سے کوئی اصلاح پیدا ہوتی ہو نہ کوئی خرابی تو خدا اس سے راضی ہے اور اُسے اُس کا  
بدلہ دینگا۔ پس قرآن کے رو سے نہ ہر ایک جبکہ انتقام محمود ہے اور نہ ہر ایک جبکہ عفو قابل تعریف  
ہے بلکہ محل شناسی کرنی چاہئے اور چاہئے کہ انتقام اور عفو کی سیرت بپابندی محل اور مصلحت ہو  
نہ بقیہ کے رنگ میں یہی قرآن کا مطلب ہے۔ اور قرآن انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ اپنے  
دشمنوں سے پیار کرو بلکہ وہ کہتا ہے کہ چاہے کہ نفسانی رنگ میں تیرا کوئی ہی دشمن نہ ہو تو تیرا  
ہمدردی ہر ایک کیلئے عام ہو مگر جو تیرے خدا کا دشمن تیرے رسول کا دشمن اور کتاب اللہ کا دشمن  
ہے وہی تیرا دشمن ہو گا سو تو ایسوں کو بھی دعوت اور دعا سے محروم نہ رکھہ اور چاہئے کہ تو انکو  
اعمال سے دشمنی رکھے نہ انکی ذات سے اور کوشش کرے کہ وہ درست ہو جائیں اور اس باری میں

فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ يَآتُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ ذِي الْقُرْبَىٰ اپنے خدا تم سے  
 کیا چاہتا ہے بس یہی تم تمام نوع انسان سے عدل کے ساتھ پیش آیا کرو پہر اس سے بڑھ کر یہ ہے  
 کہ ان سے بھی نیکی کرو جنہوں نے تم سے کوئی نیکی نہیں کی۔ پہر اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ تم مخلوق  
 خدا سے ایسی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ کہ گویا تم اُنکے حقیقی رشتہ دار ہو جیسا کہ مائیں اپنے بچوں سے  
 پیش آتی ہیں کیونکہ احسان میں ایک خود نمائی کا مادہ بھی مخفی ہوتا ہے اور احسان کرنا والا کبھی  
 اپنے احسان کو جتلا بھی دیتا ہے لیکن وہ جو ان کی طرح طبعی جوش سے نیکی کرتا ہے وہ کبھی  
 خود نمائی نہیں کر سکتا۔ پس آخری درجہ نیکیوں کا طبعی جوش ہے جو ان کی طرح ہو اور یہ آیت  
 نہ صرف مخلوق کے متعلق ہے بلکہ خدا کے متعلق بھی ہے خدا سے عدل یہ ہے کہ اسکی نعمتوں کو  
 یا د کو کے اسکی فرمان برداری کرنا اور خدا سے احسان یہ ہے کہ اسکی ذات پر ایسا یقین کر لینا  
 کہ گویا اسکو دیکھ رہا ہے اور خدا سے ایثار ذی القربے یہ ہے کہ اسکی عبادت نہ تو بہت کے  
 طمع سے ہو اور نہ دوزخ کے خوف سے۔ بلکہ اگر فرض کیا جائے کہ نہ بہت ہو اور نہ دوزخ ہے  
 تب بھی جوش محبت اور اطاعت میں فرق نہ آوے۔ اور انجیل میں لکھا گیا ہے کہ جو لوگ تم پر  
 لعنت کریں اُن کے لئے برکت چاہو مگر قرآن کہتا ہے کہ تم اپنی خودی سے کچھ بھی نہ کرو۔  
 تم اپنے دل سے جو خدا کی تجلیات کا گھر ہے فتوے پوچھو کہ ایسے شخص کے ساتھ کیا معاملہ چاہیے  
 پس اگر خدا تمہارے دل میں ڈالے کہ یہ لعنت کرنا قابلِ رحم ہے اور آسمان میں اس لعنت  
 نہیں تو تم بھی لعنت نہ کرو تا خدا کے مخالف نہ ٹھہرو۔ لیکن اگر تمہارا کائنات اسکو معذور نہیں ٹھہراتا  
 اور تمہارے دل میں ڈالا گیا ہے کہ آسمان پر اس شخص پر لعنت ہو تو تم اس کے لئے برکت نہ چاہو  
 جیسا کہ شیطان کے لئے کسی نبی نے برکت نہیں چاہی اور کسی نبی نے اسکو لعنت سوازا نہیں  
 کیا۔ مگر کسی کی نسبت لعنت میں جلدی نہ کرو کہ بہتیری بدظنیان جو ہٹیاں ہیں اور بہتیری لعنتیں  
 اپنے ہی پر پڑتی ہیں سنبھل کر قدم رکھو اور خوب پرتال کر کے کوئی کام کرو اور خدا سے مدد مانگو  
 کیونکہ تم اندھے ہو ایسا نہ ہو کہ عادل کو ظالم ٹھہراؤ۔ اور صادق کو کاذب خیال کرو۔ اس طرح تم اپنی  
 خدا کو ناراض کرو اور تمہارے سب نیک اعمال حبط ہو جاویں۔



ایسا ہی انجیل میں کہا گیا ہے کہ تم اپنے نیک کاموں کو لوگوں کے سامنے دکھانے کیلئے نہ کرو مگر قرآن کہتا ہے کہ تم ایسا مت کرو کہ اپنے سارے کام لوگوں سے چھپاؤ بلکہ تم مصلحت بعض اپنے نیک اعمال پوشیدہ طور پر بجالاؤ جبکہ تم دیکھو کہ پوشیدہ کرنا تمہاری نفس کے لئے بہتر ہے اور بعض اعمال دکھلا کر بھی کرو جبکہ تم دیکھو کہ دکھلانے میں عام لوگوں کی پہلائی ہے مانتہین دودلے ملین اور تاکمزدور لوگ کہ جو ایک نیکی کے کام پر جرات نہیں کر سکتے وہ بھی تمہاری پیروی سے اس نیک کام کو کر لیں۔ غرض خدا نے جو اپنے کلام میں فرمایا۔ مدبر اور علامتیں یعنی پوشیدہ ہی خیرات کرو اور دکھلاؤ دکھلا کر ہی ان احکام کی حکمت اوس نے خود فرمادی ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ نہ صرف قول سے لوگوں کو سمجھاؤ بلکہ فعل سے بھی تحریک کرو کیونکہ ہر ایک جبکہ قول اثر نہیں کرتا بلکہ اکثر جبکہ نمونہ کا بہت اثر ہوتا ہے۔

ایسا ہی انجیل میں ہے کہ جب تو دعا مانگے تو اپنی کوٹھری میں جا۔ مگر قرآن کہتا ہے کہ اپنی دعا کو ہر ایک موقع پر پوشیدہ مت کرو بلکہ تم لوگوں کے روبرو اور اپنے بہائیوں کے مجمع کے ساتھ ہی کہلی کہلی طور پر دعا کیا کرو تا اگر کوئی دعا منظور ہو تو اس مجمع کیلئے ایمان کی ترقی کا موجب ہو اور تا دوسرے لوگ بھی دعا میں رغبت کریں۔

ایسا ہی انجیل میں ہے کہ تم اس طرح دعا کرو کہ اسے ہمارے باپ کہ جو آسمان پر ہے تیرے نام کی تقدیس ہو۔ تیری بادشاہت آوے تیری مرضی جیسی آسمان پر ہے زمین پر آوے ہماری روزانہ رومی آج ہمیں بخش۔ اور جس طرح ہم اپنے قرضداروں کو بخشے ہیں تو اپنے قرض کو ہمیں بخش دے اور ہمیں آزمائش میں نہ ڈال بلکہ بُرائی سے بچا کیونکہ بادشاہت اور قدرت اور جلال ہمیشہ تیرے ہی ہیں۔ مگر قرآن کہتا ہے کہ یہ ہیں کہ زمین تقدیس سے خالی ہے بلکہ زمین پر ہی خدا کی تقدیس ہو رہی ہے نہ صرف آسمان پر جیسا کہ وہ فرماتا ہے ولان من شئ الا سیبہ بمعہ۔ سیبہ اللہ مافی السموات وما فی الارض یعنی ذرہ زمین کا اور آسمان کا خدا کی تحمید اور تقدیس کر رہا ہے اور جو کچھ انہیں ہے وہ تحمید اور تقدیس میں مشغول ہے پہاڑ اوسکو ذکر میں مشغول ہیں دریا اوسکے ذکر میں مشغول ہیں درخت اُسکے ذکر میں مشغول ہیں اور بہت سی رہتیاں

اسکے ذکر میں مشغول ہیں اور جو شخص دل اور زبان کے ساتھ اسکے ذکر میں مشغول نہیں اور خدا کے آگے فروتنی نہیں کرتا اس سے طرح طرح کے شکبجوں اور عذابوں سے قضا و قدر الہی فروتنی کر رہی ہے اور جو کچھ فرشتوں کے بارے میں خدا کی کتاب میں لکھا ہے کہ وہ نہایت درجہ طاعت کر رہے ہیں یہی تعریف زمین کے پات پات اور ذرہ ذرہ کی نسبت قرآن شریف میں موجود ہے کہ ہر ایک چیز اس کی اطاعت کر رہی ہے ایک پتہ ہی سچو اسکے امر کے گرنہیں سکتا اور سچو اس کے حکم کے نہ کوئی دوا شفا دی سکتی ہے اور نہ کوئی غذا موافق ہو سکتی ہے اور ہر ایک چیز غایت درجہ کی تذلل اور عبودیت سے خدا کے آستانہ پر گری ہوئی ہے اور اس کی فرمانبرداری میں مستغرق ہے پہاڑوں اور زمین کا ذرہ ذرہ اور دریاؤں اور سمندر وں کا قطرہ قطرہ اور درختوں اور بوٹیوں کا پات پات اور ہر ایک جزا کا اور انسان اور حیوانات کے کل ذرات خدا کو پہچانتے ہیں اور اس کی اطاعت کرتے ہیں اور اس کی تحمید و تقدیس میں مشغول ہیں ایسا سطور اللہ تعالیٰ نے فرمایا بسم اللہ ما فی السموات وما فی الارض یعنی جیسے آسمان پر ہر ایک چیز خدا کی تسبیح و تقدیس کر رہی ہے ویسے زمین پر بھی ہر ایک چیز اس کی تسبیح و تقدیس کرتی ہے پس کیا زمین پر خدا کی تحمید و تقدیس نہیں ہوتی ایسا کلمہ ایک کامل عارف کے مونہ سے نہیں نکل سکتا بلکہ زمین کی چیزوں میں سے کوئی چیز تو شریعت کے احکام کی اطاعت کر رہی ہے اور کوئی چیز قضا و قدر کے احکام کے تابع ہے اور کوئی دونوں کی اطاعت میں کمر بستہ ہے کیا بادل کیا ہوا کیا آگ کیا زمین سب خدا کی اطاعت اور تقدیس میں محو ہیں اگر کوئی انسان الہی شریعت کے احکام کا سرکش ہے تو الہی قضا و قدر کے حکم کا تابع ہے۔ ان دونوں حکومتوں سے باہر کوئی نہیں کسی کسی آسمانی حکومت کا جواہر ایک گردن پر ہے۔ ہاں البتہ انسانی دلوں کی صلاح اور فساد کے لحاظ سے غفلت اور ذکر الہی نوبت بہ نوبت زمین پر اپنا غلبہ کرتے ہیں مگر بغیر خدا کی حکمت و مصلحت کے یہ تدوین جز خود بخود نہیں خدا نے چاہا کہ زمین میں ایسا ہو سو ہو گیا سو ہدائت اور عنایت کا دور بھی دن رات کے دور کی طرح خدا کے قانون اور اذن کے موافق چل رہا ہے نہ خود بخود باوجود اسکے ہر ایک چیز اس کی آواز سنتی ہے اور اس کی پاکی یاد کرتی ہے مگر انجیل کہتی ہے کہ زمین خدا کی تقدیس و تعالیٰ

ہے؟ اسکا سبب اس انجیلی دعا کے اگلے فقرہ میں بطور اشارہ بیان کیا گیا ہے اور وہ یہ کہ ابھی اوسمیں خدا کی بادشاہت نہیں آئی اسلئے حکومت نہ ہو نیکی وجہ سے نہ کسی اور وجہ سے خدا کی مرضی ایسے طور سے زمین پر نافذ نہیں ہو سکی جیسا کہ آسمان پر نافذ ہے مگر قرآن کی تعلیم سراسر اس کے برخلاف ہے وہ تو صاف لفظوں میں کہتا ہے کہ کوئی چور خونی۔ زانی۔ کافر فاسق۔ سرکش۔ جبرائیم پیشہ کسی قسم کی بدی زمین پر نہیں کر سکتا جتنک کہ آسمان پر سے اسکو اختیار نہ دیا جائے پس کیونکہ کہا جائے کہ آسمانی بادشاہت زمین پر نہیں کیا کوئی مخالف قبضہ میں پر خدا کو احکام کے جاری ہونے سے مزاحم ہے سبحان اللہ ایسا ہرگز نہیں بلکہ خدا نے خود آسمان پر فرشتوں کے لئے جہا قانون بنایا اور زمین پر انسانوں کے لئے جہا اور خدا نے اپنی آسمانی بادشاہت میں فرشتوں کوئی اختیار نہیں دیا بلکہ ان کی فطرت میں ہی اطاعت کا مادہ رکھ دیا ہے وہ مخالفت کر ہی نہیں سکتے اور سہو و لسان ان پر وارد نہیں ہو سکتا لیکن انسانی فطرت کو قبول عدم قبول کا اختیار دیا گیا ہے اور چونکہ اختیار اوپر سے دیا گیا ہے اسلئے نہیں کہہ سکتے کہ فاسق انسان کے وجود سے خدا کی بادشاہت زمین سے جاتی رہی بلکہ ہر رنگ میں خدا کی ہی بادشاہت ہے، مان صرف قانون دوہیں۔ ایک آسمانی فرشتوں کے لئے قضا و قدر کا قانون ہے کہ وہ بدی کر ہی نہیں سکتے اور ایک زمین پر انسانوں کیلئے خدا کے قضا و قدر کے متعلق ہے اور وہ یہ کہ آسمان سے ان کو بدی کرنیکا اختیار دیا گیا ہے مگر جب خدا سے طاقت طلب کریں یعنی استغفار کریں تو روح القدس کی تائید سے انکی کمزوری دور ہو سکتی ہے اور وہ گناہ کے ازکاب سے بچ سکتے ہیں جیسا کہ خدا کے نبی اور رسول بچتے ہیں اور اگر ایسے لوگ ہیں کہ گناہ کا ہو چکے ہیں تو استغفار ان کو یہ فائدہ پہنچاتا ہے کہ گناہ کے نتائج سے یعنی عذاب سے بچائے جاتے ہیں کیونکہ نوز کے آنے سے ظلمت باقی نہیں رہ سکتی۔ اور جرائم پیشہ جو استغفار نہیں کرتے یعنی خدا سے طاقت نہیں مانگتے وہ اپنے جرائم کی سزا پاتے رہتے ہیں۔ دیکھو آج کل طاعون ہی بطور سزا کے زمین پر اتاری ہے اور خدا کے سرکش اس سے ہلاک ہوتے

جاتے ہیں پہر کیونکر کہا جائے کہ خدا کی بادشاہت میں پر نہیں یہ خیال مت کرو کہ اگر زمین پر خدا کی بادشاہت ہے تو پہر لوگوں سے جرائم کیوں ظہور میں آتے ہیں کیونکہ جرائم ہی خدا کے قانون قضاء و قدر کے نیچے ہیں سو اگرچہ وہ لوگ قانون شریعت سے باہر ہو جائے ہیں مگر قانون تکوین یعنی قضاء و قدر سے وہ باہر نہیں ہو سکتے پس کیونکر کہا جائے کہ جرائم پیشہ لوگ الہی سلطنت کا جو اپنے گردن پر نہیں رکھتے دیکھو اس ملک بڑش انڈیا میں چوریاں بھی ہوتی ہیں خون بھی ہوتے ہیں زنا کار اور خائں اور قشتی وغیرہ ہر ایک قسم کے جرائم پیشہ ہی پائے جاتے ہیں مگر نہیں کہہ سکتے کہ اس ملک میں سرکار انگریزی کا راج نہیں۔ کیونکہ راج تو ہے مگر گورنمنٹ نے عمداً ایسے سخت قانون کو مناسب نہیں سمجھا جسکی مہلت سے لوگوں پر زندگی مشکل ہو جائے ورنہ اگر گورنمنٹ تمام جرائم پیشہ کو ایک تکلیف دہ زندان میں رکھے کہ انکو جرائم سے روکنا چاہے تو بہت آسانی سے وہ رک سکتے ہیں یا اگر قانون میں سخت سزائیں رکھی جائیں تو ان جرائم کا انباد ہو سکتا ہے پس تم سمجھ سکتے ہو کہ جس قدر اس ملک میں شراب پی جاتی ہے فاحشہ عورتیں بڑھتی جاتی ہیں چوری اور خون کی وارداتیں ہوتی ہیں یہ اس لئے نہیں کہ گورنمنٹ انگریزی کا یہاں راج نہیں بلکہ گورنمنٹ کے قانون کی نرمی نے جرائم میں کثرت پیدا کر دی ہے نہ یہ کہ گورنمنٹ انگریزی اس جگہ سے اٹھ گئی ہے بلکہ سلطنت کا اختیار ہے کہ قانون کو سخت کر کے اور سنگین سزائیں مقرر کر کے ارتکاب جرائم سے روک دی جبکہ انسانی سلطنت کا یہ حال ہے کہ جو الہی سلطنت کے مقابل پر کچھ ہی چیز نہیں تو الہی سلطنت کس قدر اقتدار اور اختیار کرتی ہے اگر خدا کا قانون ابھی سخت ہو جائے اور ہر ایک زنا کر نیوالے پر سبکی پڑے اور ہر ایک چور کو یہ بیماری پیدا ہو کہ ہاتھ گل طر کر جائیں اور ہر ایک سرکش خدا کا منکر اسکے دین کا منکر طاعون سے مرے تو ایک ہفتہ گزرنے سے پہلے ہی تمام دنیا رہسبنازی اور نیک بختی کی چادر پہن سکتی ہے۔ پس خدا کی زمین پر بادشاہت تو ہے لیکن انسانی قانون کی نرمی نے اس قدر آزادی دے رکھی ہے کہ جرائم پیشہ جلدی نہیں پکڑے جاتے ان سزائیں

بھی ملتی ہوتی ہیں۔ زلزلے آتے ہیں۔ بجلیاں پڑتی ہیں۔ کوہ آتش فشان آتش بازی کی  
 طرح مشتعل ہو کر ہزاروں جانوں کا نقصان کرتے جاتے ہیں جہاں غرق ہوتے ہیں یا گلابوں  
 کے ذریعہ سے صد ہا جانیں تلف ہوتی ہیں۔ طوفان آتے ہیں مکانات گرتے ہیں سانپ  
 کاٹتے ہیں درندے پہاڑ تے ہیں وبا میں پڑتی ہیں اور فنا کرنے کا نہ ایک دروازہ بلکہ ہزار  
 دروازے کھلے ہیں جو مجرمین کی پاداش کیلئے خدا کے قانون قدرت نے مقرر کر رکھے ہیں  
 پہر کیونکر کہا جائے کہ خدا کی زمین پر بادشاہت نہیں سچ یہی ہے کہ بادشاہت تو ہے  
 ہر ایک مجرم کے ہاتھ میں ہتکڑیاں پڑی ہیں اور پادشہ زمین زنجیر ہیں مگر حکمت الہی نے اس قدر  
 اپنے قانون کو نرم کر دیا ہے کہ وہ ہتکڑیاں اور وہ زنجیریں فی الفور اپنا اثر نہیں دکھاتی ہیں  
 اور آخر اگر انسان باز نہ آوے تو دائمی جہنم تک پہنچاتی ہیں اور اس عذاب میں ڈالتی ہیں  
 جس سے ایک مجرم زندہ رہے اور دوسرے غرض قانون دو ہیں ایک وہ قانون  
 جو فرشتوں کے متعلق ہے یعنی یہ کہ وہ محض اطاعت کیلئے پیدا کئے گئے ہیں اور انکی اطاعت  
 محض فطرت روشن کا ایک خاصہ ہے وہ گناہ نہیں کر سکتے مگر نیکی میں ترقی ہی نہیں کر سکتے (۲)  
 دوسرا قانون وہ ہے جو انسانوں کے متعلق ہے یعنی یہ کہ انسانوں کی فطرت میں یہ رکھا  
 گیا ہے کہ وہ گنہگار کر سکتے ہیں مگر نیکی میں ترقی بھی کر سکتے ہیں یہ دونوں فطرتی قانون غیر  
 متبدل ہیں اور جیسا کہ فرشتہ انسان نہیں بن سکتا ہے ایسا ہی انسان ہی فرشتہ نہیں ہو سکتا ہے یہ  
 دونوں قانون بدل نہیں سکتے ازلی اور ازل میں اسلئے آسمان کا قانون زمین پر نہیں  
 آسکتا اور نہ زمین کا قانون فرشتوں کے متعلق ہو سکتا ہے۔ انسانی خطا کاریاں اگر توبہ  
 کے ساتھ ختم ہوں تو وہ انسان کو فرشتوں سے بہت اچھا بنا سکتی ہیں کیونکہ فرشتوں میں ترقی  
 کا مادہ نہیں انسان کے گنہگار سے بچھے جاتے ہیں اور حکمت الہی نے بعض افراد میں سلسلہ  
 خطا کاریوں کا باقی رکھا ہے اور گناہ کو کہ اپنی کمزوری پر اطلاع پادین اور بہ توبہ کر کے بخشنے  
 جا دین یہی قانون ہے جو انسان کے لئے مقرر کیا گیا ہے اور اسی کو انسانوں کی فطرت  
 چاہتی ہے یہ وہ بنیاد انسانی فطرت کا خاصہ ہے فرشتہ کا خاصہ نہیں یہ وہ قانون جو فرشتوں کے



متعلق ہے انسانوں میں کیونکر نافذ ہو سکے۔ یہ خطا کی بات ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف کمزوری  
 منسوب کی جاوے صرف قانون کے نتائج میں جو زمین پر جاری ہو رہے ہیں لغو و باطل  
 کیا خدا ایسا کمزور ہے جسکی بادشاہت اور قدرت اور جلال صرف آسمان تک ہی محدود ہے  
 یا زمین کا کوئی اور خدا ہے جو زمین پر مخالفانہ قبضہ رکھتا ہے اور عیسائیوں کو اس پر زور دینا چاہتا  
 نہیں کہ صرف آسمان میں ہی خدا کی بادشاہت ہے جو ابھی زمین پر نہیں آئی کیونکہ وہ اس  
 بات کے قائل ہیں کہ آسمان کچھ چیز نہیں اب ظاہر ہے کہ جبکہ آسمان کچھ چیز نہیں جسے خدا کی  
 بادشاہت ہو اور زمین پر ابھی خدا کی بادشاہت آئی نہیں تو گویا خدا کی بادشاہت کسی جگہ ہی  
 نہیں۔ ماسوا اسکے ہم خدا کی زمینی بادشاہت کو بچشم خود دیکھ رہے ہیں اس کے قانون کے  
 موافق ہماری عمریں ختم ہو جاتی ہیں اور ہماری حالتیں بدلتی رہتی ہیں اور صد ہا رنگ کے رحمت  
 اور سنج ہم دیکھتے ہیں ہزار ہا لوگ خدا کے حکم سے مرتے ہیں اور ہزار ہا پیدا ہوتے ہیں دعائیں  
 قبول ہوتی ہیں نشان ظاہر ہوتے ہیں زمین ہزار ہا قسم کے نباتات اور پھل اور پھول اسکے حکم  
 سے پیدا کرتی ہے تو کیا یہ سب کچھ خدا کی بادشاہت کے بغیر ہو رہا ہے بلکہ اسمانی اجرام تو ایک  
 ہی صورت اور منوال پر چلے آتے ہیں اور ان میں تغیر تبدیل جس سے ایک مغیر تبدیل کا پتہ  
 ملتا ہو کچھ محسوس نہیں ہوتی مگر زمین ہزار ہا تغیرات اور انقلابات اور تبدلات کا نشانہ ہو رہی ہے  
 ہر روز کروڑ ہا انسان دنیا سے گزرتے ہیں اور کروڑ ہا پیدا ہوتے ہیں اور ہر ایک پہلو اور ہر ایک  
 طور سے ایک مقتدر صانع تصوف محسوس ہو رہا ہے تو کیا ابھی تک خدا کی بادشاہت میں  
 پر نہیں اور انجیل نے اس پر کوئی دلیل پیش نہیں کی کہ کیوں ابھی تک خدا کی بادشاہت زمین پر  
 نہیں آئی۔ البتہ مسیح کا بلغم میں اپنے بچ جانیکے لئے ساری رات دعا کرنا اور دعا قبول یہی  
 ہو جانا جیسا کہ عبرانیان ۵ آیت ۷ میں لکھا ہے مگر پھر ہی خدا کا اسکے چہرے پر قادر نہ ہونا  
 یہ یزعم عیسائیوں ایک دلیل ہو سکتی ہے کہ اُس زمانہ میں خدا کی بادشاہت زمین پر نہیں تھی  
 مگر منہو اس سے بڑھ کر ابتداء کیجئے ہیں اور ان سے نجات پائی ہے ہم کیونکر خدا کی بادشاہت  
 کا انکار کر سکتے ہیں کیا وہ خون کا مقدمہ جو میرے قتل کرنے کے لئے مارٹن کلارک کی طرف

سے عدالت کپتان ڈگلس مین پیش ہوا تھا وہ اس مقدمہ سے کچھ خفیف تھا جو محض مذہبی اختلاف کی وجہ سے نہ کسی خون کے اتہام سے یہودیوں کی طرف سے عدالت ہیلٹوس میں دائر کیا گیا تھا مگر چونکہ خدا زمین کا بھی بادشاہ ہے جیسا کہ آسمان کا اس لئے اس نے اس مقدمہ کی پہلے ہی خبر دیدی کہ یہاں تک آئیوالا ہے اور پھر خبر دیدی کہ مین تکویری کو اور وہ خبر صد ا انسانوں کو قبل از وقت سنائی گئی اور آخر مجھے بری کیا گیا پس یہ خدا کی بادشاہتی جس نے اس مقدمہ سے مجھے بچا لیا جو مسلمانوں اور ہندوؤں اور عیسائیوں کے اتفاق سے مجھ پر کھڑا کیا تھا ایسا ہی نہ ایک دفعہ بلکہ مسیون دفعہ مینے خدا کی بادشاہت کو زمین پر دیکھا اور مجھے خدا کی اس آیت پر ایمان لانا پڑا کہ **لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ** یعنی زمین پر بھی خدا کی بادشاہت ہے اور آسمان پر بھی۔ اور یہ اس آیت پر ایمان لانا پڑا کہ **إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ** یعنی تمام زمین و آسمان اس کی اطاعت کر رہے ہیں جب ایک کام کو چاہتا ہے تو کہتا ہے کہ ہو جا تو فی الفور وہ کام ہو جاتا ہے اور پھر فرماتا ہے **وَاللَّهُ غَالِبٌ عَلَى أَمْرِهِ** و لکن اکثر الناس لا یعلمون یعنی خدا اپنے ارادہ پر غالب ہے مگر اکثر لوگ خدا کے قہر اور حرمت سے بغیر ہر غرض یہ تو انجیل کی دعا ہے جو انسانوں کو خدا کی رحمت سے نوبہد کرتی ہے اور اس کی ربوبیت اور افاضہ اور جزا سزا سے عیسائیوں کو بیک کرتی ہے اور اس کو زمین پر مدد دینے کے قابل نہیں جانتی جیسا کہ اس کی بادشاہت زمین پر نہ آوے لیکن اس کے مقابل پر جو خدا نے مسلمانوں کو قرآن میں سکھلائی ہے وہ اس بات کو پیش کرتی ہے کہ زمین پر خدا سلطنت لوگوں کی طرح بیکار نہیں ہے بلکہ اس کا سلسلہ ربوبیت اور رحمت اور حرمت اور مجازات زمین پر جاری ہے اور وہ اپنے عابدوں کو مدد دینے کی طاقت رکھتا ہے اور مجرموں کو اپنے غضب سے ہلاک کر سکتا ہے وہ دعا ہے

**الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ - آمین - ترجمہ**

وہ خدا ہی ہے جو تمام تعریفوں کا مستحق ہے یعنی اسکی بادشاہت میں کوئی نقص نہیں اور اسکی خوبیوں کے لئے کوئی ایسی حالت منتظرہ باقی نہیں جو آج نہیں مگر کل حاصل ہوگی اور اسکی بادشاہت کے لوازم میں سے کوئی چیز بیکانہیں تمام عالموں کی پرورش کر رہا ہے بغیر عوض اعمال کے حمت کرتا ہے اور نیز بعض اعمال حمت کرتا ہے جزا سنرا وقت مقرر پر دیتا ہے اُسی کی ہم عبادت کرتے ہیں اور اُسی سے ہم مدد چاہتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ ہمیں تمام نعمتوں کی راہیں دکھلا اور غضب کی راہوں اور ضلالت کی راہوں سے دور رکھے۔

یہ دعا جو سورۃ فاتحہ میں ہے انجیل کی دعا سے بالکل نفیض ہے کیونکہ انجیل میں زمین پر خدا کی موجودہ بادشاہت ہونے سے انکار کیا گیا ہے پس انجیل کے رو سے زمین پر خدا کی ربوبیت کچھ کام کر رہی ہے نہ رحمانیت نہ حمیت نہ قدرت جزا سنرا کیونکہ اسی زمین پر خدا کی بادشاہت نہیں آئی۔ مگر سورۃ فاتحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین پر خدا کی بادشاہت موجود ہے اسی لئے سورۃ فاتحہ میں تمام لوازم بادشاہت کے بیان کئے گئے ہیں ظاہر ہے کہ بادشاہ میں یہ صفات ہونی چاہئیں کہ وہ لوگوں کی پرورش پر قدرت رکھتا ہو سورۃ فاتحہ میں رب العالمین کے لفظ سے اس صفت کو ثابت کیا گیا ہے۔ پہر دوسری صفت بادشاہ کی یہ چاہئے کہ جو کچھ اسکی رعایا کو اپنی آبادی کے لئے ضروری سامان کی حاجت ہے وہ بغیر عوض اسکی خدمات کے خود رحم خرمن سے بچا لاوے سوال رحمن کے لفظ سے اس صفت کو ثابت کر دیا ہے تیسری صفت بادشاہ میں یہ چاہئے کہ جن کاموں کو اپنی کوشش سے رعایا انجام تک نہ پہنچا سکے انکے انجام کیلئے مناسب طریقہ پر مدد دے سوال رحیم کے لفظ سے اس صفت کو ثابت کیا ہے چوتھی صفت بادشاہ میں یہ چاہئے کہ جزا سنرا پروردگار ہو یا نہ ہو اسکی کام میں خلل نہ پڑے سوال ملک یوم الدین کی لفظ سے اس صفت کو ظاہر کر دیا ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ سورۃ موصوفہ بالانے تمام وہ لوازم بادشاہت پیش کئے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ زمین پر خدا کی بادشاہت اور بادشاہی تصرفات موجود ہیں چنانچہ اسکی ربوبیت بھی موجود اور رحمانیت بھی موجود اور حمیت بھی موجود اور سلسلہ امداد بھی موجود اور سلسلہ سزا بھی موجود غرض جو کچھ بادشاہ کے لوازم میں سے ہوتا ہے زمین پر سب کچھ خدا کا موجود ہے اور ایک ذرہ ہی اس کے حکم سے باہر نہیں

ہر ایک جزا اور اسکے ہاتھ میں ہے ہر ایک حمت اُسکے ہاتھ میں ہے مگر انجیل یہ دعا سکھلاتی ہے کہ ابھی خدا کی بادشاہت تم میں نہیں آئی اوس کے آنے کے لئے خدا سے دعا مانگا کرو تا وہ آجائے یعنی ابھی تک ان کا خدا زمین کا مالک اور بادشاہ نہیں اس لئے ایسے خدا سے کیا امید ہو سکتی ہے سُنو اور سمجھو کہ بڑی معرفت یہی ہے کہ زمین کا ذرہ ذرہ ہی ایسا ہی خدا کے قبضہ اقتدار میں ہے جیسا کہ آسمان کا ذرہ ذرہ خدا کی بادشاہت میں ہے اور جیسا کہ آسمان پر ایک عظیم الشان تجلی ہے زمین پر بھی ایک عظیم الشان تجلی ہے بلکہ آسمان کی تجلی تو ایک ایمانی امر ہے عام انسان نہ آسمان پر گئے نہ اوس کے مشاہدہ کیا مگر زمین پر جو خدا کی بادشاہت کی تجلی ہے وہ تو صرح ہر ایک شخص کو آنکھوں سے نظر آرہی ہے ہر ایک انسان خواہ کیسا ہی دولت مند ہو اپنی خواہش کے مخالف موت کا پیالہ پیتا ہے پس دیکھو اس شاہِ حقیقی کے حکم کی کیسی زمین پر تجلی ہے کہ جب حکم آجاتا ہے کوئی اپنی موت کو ایک سکینہ ہی روک نہیں سکتا۔ ہر ایک خبیث اور ناقابلِ علاج مرض جب دامگیر ہوتی ہے تو کوئی طبیب ڈاکٹر کو دور نہیں کر سکتا۔ پس غور کرو یہ کیسی خدا کی بادشاہت کی زمین پر تجلی ہے جو اُسکے حکم رو بہنیں ہو سکتے۔ پہر کیونکر کہا جائے کہ زمین پر خدا کی بادشاہت نہیں بلکہ آئندہ کسی زمانہ میں آئیگی دیکھو اسی زمانہ میں خدا کے آسمانی حکم نے طاعون کے ساتھ زمین کو ہلا دیا تا اسکے مسیح موعود کے لئے ایک نشان ہو پس کون ہے جو اسکی مرضی کے سوا اسکو دور کر سکے پس کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ ابھی زمین پر خدا کی بادشاہت نہیں۔ ہاں ایک بدکار قیدیوں کی طرح اسکی زمین میں زندگی بسر کرتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ کبھی نہ مرے لیکن خدا کی سچی بادشاہت اُسکو ہلاک کر دیتی ہے اور وہ آخر بچہ ملک الموت میں گرفتار ہو جاتا ہے پہر کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ ابھی تک خدا کی زمین پر بادشاہت نہیں۔ دیکھو زمین پر ہر روز خدا کے حکم سے ایک ساعت میں کروڑوں انسان مر جاتے ہیں اور کروڑوں اوس کے ارادہ سے پیدا ہو جاتی ہیں اور کروڑوں اوسکی مرضی سے فقیر سے امیر اور امیر سے فقیر ہو جاتے ہیں پہر کیونکر کہہ سکتے ہیں

آیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی حالاتِ کرب و خفا میں تھے تو اپنی طاقت کو قسمت کو قسمت اور شوق کو شوق پہنچاتا ہے اور خدا کی بادشاہت کو ہر ایک جزا پر ثابت کرنا ہے پس یہ طاقت جو دراصل سے ملی ہوئی ہے فرشتے اس کو کس بجائے لائے ہیں۔ صنف

کہ ابھی تک زمین پر خدا کی بادشاہت نہیں آسمانوں پر تو صرف فرشتے رہتے ہیں مگر زمین پر آدمی بھی ہیں اور فرشتے بھی جو خدا کے کارکن اور اس کی سلطنت کے خادم ہیں جن انسانوں کے مختلف کاموں کے محافظ چھوڑے گئے ہیں اور وہ ہر وقت خدا کی اطاعت کرتے ہیں اور اپنی رپورٹیں بھیجتے رہتے ہیں پس کیونکہ کہہ سکتے ہیں کہ زمین پر خدا کی بادشاہت نہیں بلکہ خدا سب سے زیادہ اپنی زمینی بادشاہت سے ہی پہچانا گیا ہے کیونکہ ہر ایک شخص خیال کرتا ہے کہ آسمان کا راجہ ہے اور غیر شہود ہے بلکہ حال کے زمانہ میں قریباً تمام عیسائی اور ان کے فلاسفر آسمانوں کے وجود کے ہی قائل نہیں جن پر خدا کی بادشاہت کا انجیلوں میں سارا مدار رکھا گیا ہے مگر زمین تو فی الواقع ایک کہ ہماری پونچھ نچوڑے اور نہ ہڑا قضا و قدر کے امور اس پر ایسے ظاہر ہو رہے ہیں جو خود سمجھ آتا ہے کہ یہ سب کچھ تغیر و تبدل اور حدوث اور فنا کسی خاص مالک کے حکم سے ہو رہا ہے پر کیونکہ کہا جائے کہ زمین پر ابھی خدا کی بادشاہت نہیں بلکہ ایسی تعلیم ایسے زمانہ میں جبکہ عیسائیوں میں آسمانوں کا بڑے زور سے انکار کیا گیا ہے نہایت نامناسب ہے کیونکہ انجیل کی اس دعا میں تو قبول کر لیا گیا ہے کہ ابھی زمین پر خدا کی بادشاہت نہیں اور دوسری طرف تمام محققین عیسائیوں نے سچو دل سے یہ بات مان لی ہے یعنی اپنی تحقیقات جدیدہ سے فیصلہ کر لیا ہے کہ آسمان کچھ چیز ہی نہیں ان کا کچھ وجود ہی نہیں پس ماحصل یہ ہوا کہ خدا کی بادشاہت زمین میں ہے نہ آسمان میں آسمانوں سے تو عیسائیوں نے انکار کیا اور زمین کی بادشاہت انکی انجیل نے خدا کو جواب دیا تو اب بقول ان کے خدا کے پاس نہ زمین کی بادشاہت ہی نہ آسمان کی مگر ہمارے خدائے عز و جل نے سورۃ فاتحہ میں نہ آسمان کا نام لیا نہ زمین کا نام اور یہ کہ حقیقت سے ہمیں خبر دے دی کہ وہ

**رب العالمین** ہے یعنی جہاں تک آبادیاں ہیں اور جہاں تک کسی قسم کی مخلوق کا وجود موجود ہے خواہ اجسام خواہ ارواح ان سب کا پیدا کر مینوالا اور پرورش کرنے والا خدا ہے جو ہر وقت انکی پرورش کرتا ہے اور ان کے مناسب حال ان کا انتظام کر رہا ہے

۴۶۰ دیکھو یہ لفظ رب العالمین کیا جامع کلمہ ہے اگر ثابت ہو کہ جہاں تک آبادیاں ہیں آبادیاں اس کلمہ کے تحت آئیں گی۔



اور تمام عالموں پر ہر وقت ہر دم اسکا سلسلہ ربوبیت اور رحمانیت اور رحمتیت اور جبرائیل کا جاری ہے۔ اور یاد رہے کہ سورہ فاتحہ میں **قُرْءَہُ مَلِکِ یَوْمِ الدِّینِ** سے صرف یہ مراد نہیں ہے کہ قیامت کو جزا سزا ہوگی بلکہ قرآن شریف میں بار بار اور صاف صاف بیان کیا گیا ہے کہ قیامت تو مجازات کبریٰ کا وقت ہو مگر ایک قسم کی مجازات اسی دنیا میں شروع ہے جسکی طرف آئیہجیل لکھ فرکانا اشارہ کرتی ہے۔ اب یہ بات بھی سنو کہ انجیل کی دعائیں تو ہر روزہ روٹی مانگی گئی ہے جیسا کہ کہا کہ ہماری روزانہ روٹی آج ہمیں بخش "مگر تعجب کہ جسکی ابھی تک زمین پر بادشاہت نہیں آئی وہ کیونکر روٹی دیکھتا ہو ابھی تک تو تمام کہیت اور تمام پہل نہ اس کے حکم سے بلکہ خود بخود پکتے ہیں اور خود بخود بارشیں ہوتی ہیں اسکا کیا اختیار ہے کہ کسی کو روٹی دے جب بادشاہت زمین پر آجائے گی تب اس سے روٹی مانگنی چاہئے ابھی تو وہ ہر ایک مبینی چیز سے **بیدخل** ہے جب اس عابد پر پورا قبضہ پائیکا تب کسی کو روٹی دے سکتا ہے اور اسوقت اس سے مانگنا بھی لازماً ہے اور پہلے کے بعد یہ قول کہ جس طرح ہم اپنے قرضداروں کو بخشتے ہیں تو اپنے قرض کو ہمیں بخش دے اس صورت میں یہ بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ زمین کی بادشاہت ابھی اسکو حاصل نہیں اور ابھی عیسائیوں نے کچھ اسکے ہاتھ سے لیکر کہا یا نہیں تو پہر قرضہ کونسا ہوا پس ایسے تہیدست خدا سے قرضہ بخشوانے کی کچھ ضرورت نہیں اور نہ اس سے کچھ خوف ہو کیونکہ زمین پر ابھی اسکی بادشاہت نہیں اور نہ اسکی حکومت کا نازیانہ کوئی عیب بٹھا سکتا ہے۔ کیا مجال کہ وہ کسی مجرم کو سزا دے سکے یا موسیٰ کے زمانہ کی نافرمان قوم کی طرح طاعون سے ہلاک کر سکے یا قوم لوط کی طرح ان پر تہریریا سکے یا زلزلہ یا بجلی یا کسی اور عذاب سے نافرمانوں کو نابود کر سکے کیونکہ ابھی خدا کی زمین پر بادشاہت نہیں پس چونکہ عیسائیوں کا خدا ایسا ہی کمزور ہے جیسا کہ اسکا بیٹا کمزور تھا اور ایسا ہی بیدخل ہے جیسا اسکا بیٹا بیدخل تھا تو پہلے اس سے ایسی دعائیں مانگنا لا حاصل ہیں کہ ہمیں قرض بخش دے اس نے کب قرض دیا تھا جو بخش دے کیونکہ ابھی تک تو اسکی زمین کی بادشاہت نہیں جبکہ اسکی زمین پر بادشاہت

ہی نہیں تو زمین کی روئیدگی اُسکے حکم سے نہیں اور زمین چیزیں اسکی نہیں بلکہ خود بخود ہی  
ہیں کیونکہ اسکا زمین پر حکم نافذ نہیں اور جبکہ زمین پر وہ سرما نزل اور بادشاہ نہیں اور کوئی  
زمینی آسائش اُسکے شانہ حکم سے نہیں تو اُسکو سنز کا اختیار ہے نہ حق حاصل لہذا ایسا کمزور اپنا  
خدا بنانا اور اس سے زمین پر ہر کسی کا روئائی کی امید رکھنا حماقت ہو کیونکہ ابھی اسکی  
زمین پر بادشاہی نہیں لیکن سورۃ فاتحہ کی دعا ہمیں سکھلاتی ہے کہ خدا کو زمین پر ہر وقت ہی  
اقتدار حاصل ہے جیسا کہ اور عالموں پر اقتدار حاصل ہے اور سورۃ فاتحہ کے سر پر خدا کے  
اُن کامل اقتداری صفات کا ذکر ہے جو دنیا میں کسی دوسری کتاب نے ایسی صفائی سے ذکر نہیں  
کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ رحمان ہے وہ رحیم ہے وہ مالک یوم الدین ہے پھر اس  
سے دعا مانگنے کی تعلیم کی ہے اور دعا جو مانگی گئی ہے وہ مسیح کی تعلیم کردہ دعا کی طرح صرف  
ہر روزہ روٹی کی درخواست نہیں بلکہ جو انسان فطرت کو ازل سے مستعد بخشتی گئی ہے  
اور اسکو پیاس لگا دی گئی ہے وہ دعا سکھلائی گئی ہے اور وہ یہ ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ  
الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ یعنی اے ان کامل صفتوں کے مالک  
اور ایسے فیاض کہ ذرہ ذرہ تجھ سے پرورش پاتا ہے اور تیری رحمانیت اور رحیمیت اور قدرت  
جو اسرا سے متبع اٹھاتا ہے تو ہمیں گزشتہ رہنما زون کا وارث بنا اور ہر ایک نعمت جو انکو  
دی ہے ہمیں ہی دے اور ہمیں بچا کہ ہم نافرمان ہو کر مود و غضب نہ ہو جائیں اور ہمیں بچا کہ  
ہم تیری مدد سے بے نصیب ہو کر گمراہ نہ ہو جائیں۔ آمین +

اب اس تمام تحقیقات سے انجیل کی دعا اور قرآن کی دعائیں فرق ظاہر ہو گیا کہ انجیل  
تو خدا کی بادشاہت آنیکا ایک وعدہ کرتی ہے مگر قرآن بتلاتا ہے کہ خدا کی بادشاہت تم میں  
موجود ہے نہ صرف موجود بلکہ علیٰ طورِ تم پر فیض ہی جاری ہیں غرض انجیل میں تو صرف ایک وعدہ  
ہی ہے مگر قرآن نہ محض وعدہ بلکہ قائم شدہ بادشاہت اور اسکے فیض کو دکھلا رہا ہے اب قرآن  
کی فضیلت اس سے ظاہر ہے کہ وہ اس خدا کو پیش کرتا ہے جو اسی زندگی دنیا میں رہتا ہے  
کا منجی اور آرام دہ ہے اور کوئی نفس اُسکے فیض سے خالی نہیں بلکہ ہر ایک نفس پر حسب

اس کے ربوبیت اور رحمانیت اور رحیمیت کا فیض جاری ہے مگر انجیل اس خدا کو پیش کرتی ہے جو ابھی اسکی بادشاہت دنیا میں نہیں آئی صرف وعدہ ہے اب سچ لو کہ عقل کو کسکو قابل پیروی سمجھتی ہے حافظ شیرازی نے سچ کہا ہے ۔

میرید پر مغناہم ز من مرنج اشد شخہ چہ کہ وعدہ تو کردی وادب آورد  
اور انجیلوں میں علیمون غریبون مسکینوں کی تعریف کی گئی ہے اور نیز ان کی تعریف جو سنائی جاتے ہیں اور مقابلہ نہیں کرتے مگر قرآن صرف یہی نہیں کہتا کہ تم ہر وقت مسکین بنے رہو اور شر کا مقابلہ نہ کرو بلکہ کہتا ہے کہ عالم اور مسکینی اور غربت اور ترک مقابلہ اچھا ہے مگر اگر بے محل استعمال کیا جائے تو برا ہے پس تم محل اور موقعہ کو دیکھ کر ہر ایک نیکی کرو کیونکہ وہ نیکی بدی ہے جو محل اور موقعہ کے برخلاف ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ مینہ کس قدر عرصہ اور ضروری چیز ہے لیکن اگر وہ یہ موقعہ ہو تو وہی تباہی کا موجب ہو جاتا ہے تم دیکھتے ہو کہ ایک ہی سرد غذا یا گرم غذا کی مادہ سے تمہاری صحت قائم نہیں رہ سکتی بلکہ صحت تہی قائم ہو سکتی جب موقعہ اور محل کے موافق تمہارے کہانے اور پینے کی چیزوں میں تبدیلی ہوتی رہے پس درتشی اور نرمی اور عفو اور انتقام اور دغا اور بد دغا اور دوسرے اخلاق میں جو تمہارے لئے مصلحت وقت ہو وہ بھی اسی تبدیلی کو چاہتی ہے اعلیٰ درجہ کے حلیم اور خلیق بنو لیکن نبی محل اور یہ موقعہ اور ساتھ اس کے یہ بھی یاد رکھو کہ حقیقی اخلاق فاضلہ جنکے ساتھ نفسانی غرائز کی کوئی زہریلی آمیزش نہیں وہ اوپر سے بذریعہ روح القدس آتے ہیں سو تم ان خلاق فاضلہ کو محض اپنی کوششوں سے حاصل نہیں کر سکتے جب تک تم کو اوپر سے وہ اخلاق عنایت نہ کئے جائیں اور ہر ایک جو آسمانی فیض سے بذریعہ روح القدس اخلاق کا حصہ نہیں پاتا وہ اخلاق کے دعویٰ میں جھوٹا ہے اور اسکے پانی کے نیچے بہت سا کچر ہے اور بہت سا گوبر ہے جو نفسانی جوشوں کے وقت ظاہر ہوتا ہے سو تم خدا سے ہر وقت قوت مانگو جو اس کی پھر اور اس کی برتری تم نجات پاؤ اور روح القدس تم میں سچی طہارت اور لطافت پیدا کرے ۔ یاد رکھو کہ سچے اور پاک اخلاق راستبازوں کا معجزہ ہے جنہیں کوئی غیر شریک نہیں کیونکہ وہ خود خدا

میں محو نہیں ہوتے وہ ادھر سے قوت نہیں پاتے اس لئے انکے لئے ممکن نہیں کہ وہ پاک اخلاق حاصل کر سکیں سو تم اپنے خدا سے صاف بول پیدا کرو ٹھٹھاہنسی کینہ وری گندہ زبانی لالچ جھوٹہ بدکاری بد نظری بد خیالی دنیا پرستی تکبر غرور خود پسندی شرارت کج بختی سب چھوڑ دو۔ پھر یہ سب کچھ تمہیں آسمان سے ملے گا جب تک وہ طاقت بالاجو تمہیں اوپر کی طرف کھینچ کر لیجائے تمہارے شامل حال نہ ہو اور روح القدس جو زندگی بخشتا ہے تم میں داخل نہ ہو تب تک تم بہت ہی کمزور اور تاریکی میں پڑے ہوئے ہو بلکہ ایک مُردہ ہو جس میں جان نہیں اس حالت میں نہ تو تم کسی مصیبت کا مقابلہ کر سکتے ہو نہ اقبال اور دولت مند کی حالت میں کبر اور غرور سنبھال سکتے ہو اور ہر ایک پہلو سے تم شیطان اور نفس کے مغلوب ہو سو تمہارا علاج تو درحقیقت ایک ہی ہے کہ روح القدس جو خاص خدا کے ہاتھ سے تیری ہر تمہارا مونہ نیکی اور راستبازی کی طرف پھیر دے تم ابنا، السماء بنو، ابنا الارض اور نبی کے وارث بنو نہ تاریکی کے عاشق تا تم شیطان کی گذرگاہوں سے امن میں آ جاؤ کیونکہ شیطان کو ہمیشہ اس سے غرض ہے دن سے کچھ غرض نہیں کیونکہ وہ پورا رانا پور ہے جو تاریکی میں قدم رکھتا ہے۔

سورۃ فاتحہ نری تعلیم ہی نہیں بلکہ اسمین ایک بڑی پیشگوئی بھی ہے اور وہ کہ خدا نے اپنی چاروں صفات ربوبیت، رحمانیت، رحیمیت، مالکیت یوم الدین یعنی اقتدار جزا سزا کا ذکر کر کے اور اپنی عام قدرت کا اظہار فرما کر پھر اسکے بعد کی آیتوں میں یہ دعا سکھائی ہے کہ خدایا ایسا کر کہ گذشتہ راستباز نبیوں رسولوں کے ہم وارث ٹھہرائی جائیں انکی راہ ہم پر کھولی جائے انکی نعمتیں ہم کو دی جائیں خدایا ہمیں اس سے بچا کہ ہم اس قوم میں سے ہو جائیں جن پر دنیا میں ہی تیرا عذاب نازل ہو یعنی یہود جو حضرت عیسیٰ مسیح کے وقت میں تہی جوطاعون سے ہلاک کی گئی۔ خدایا ہمیں اس سے بچا کہ ہم اس قوم میں سے ہو جائیں جنکو شامل حال تیری رہنمائی نہ ہوئی اور وہ گمراہ ہو گئی یعنی نصاریٰ اس دعا میں یہ پیشگوئی مخفی ہے کہ بعض مسلمانوں میں سے ایسے ہونگے کہ وہ اپنے صدق و صفا کی وجہ سے پہلے



نبیوں کے وارث ہو جائیں گے اور نبوت اور رسالت کی نعمتیں پائیں گے اور بعض ایسے ہوں گے کہ وہ یہودی صفت ہو جائیں گے جن پر دنیا میں ہی عذاب نازل ہوگا اور بعض ایسے ہوں گے کہ وہ عیسائیت کا جام پہن لیں گے۔ کیونکہ خدا کی کلام میں یہ سنت مستمرہ ہے کہ جب ایک قوم کو ایک کام سے منع کیا جاتا ہے تو ضرور بعض انہیں سے ایسے ہوتے ہیں کہ خدا کے علم میں اُس کام کے مرتکب ہونے والے ہوتے ہیں اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ وہ نیکی اور سعادت کا حصہ لیتے ہیں ابتداء دنیا سے اخیر تک جس قدر خدا نے کتاب میں بھیجا اُن تمام کتابوں میں خدا تعالیٰ کی یہ قدیم سنت ہے کہ جب وہ ایک قوم کو ایک کام سے منع کرتا ہے یا ایک کام کی رغبت دیتا ہے تو ایسے علم میں یہ مقدر ہوتا ہے کہ بعض اُس کام کو کرینگے اور بعض نہیں۔ پس یہ سورۃ پیشگوئی کر رہی ہے کہ کوئی فرد اس امت میں سے کامل طور پر نبیوں کے رنگ میں ظاہر ہوگا تا وہ پیشگوئی جو آیت صراط الذین نغمت علیہم سے مستنبط ہوتی ہے وہ مکمل اور اتم طور پر پوری ہو جائے۔ اور کوئی گروہ انہیں سے ان یہودیوں کے رنگ میں ظاہر ہوگا جن پر حضرت عیسیٰ نے لعنت کی تھی اور وہ عذاب الہی میں مبتلا ہوئے تھے تا وہ پیشگوئی جو آیت غیر المغضوب علیہم سے مستنبط ہوتی ہے ظہور پذیر ہو۔ اور کوئی گروہ انہیں سے عیسائیوں کے رنگ میں ہو جائیگا عیسائی بنجامین کا جو خدا کی رہنمائی سے جو جانہی شراب خواری اور اباحت و فسق و فجور کے بے نصیب ہو گئے تا وہ پیشگوئی جو آیت فلا الصالین سے مترشح ہو رہی ہے ظاہر ہو جائے۔ اور چونکہ یہ بات مسلمانوں کے عقیدہ میں داخل ہے کہ آخری زمانہ میں ہزار ہا مسلمان کہلانے والے یہودی صفت ہو جائیں گے اور قرآن شریف کی کئی ایک مقامات میں بھی یہ پیشگوئی موجود ہے اور صد ہا مسلمانوں کا عیسائی ہو جانا یا عیسائیوں کی ہی بے قید اور آزاد زندگی اختیار کرنا خود مشہود اور محسوس ہو رہا ہے بلکہ بہت سے لوگ مسلمان کہلانے والے ایسے ہیں کہ وہ عیسائیوں کی طرز معاشرت پسند کرتے ہیں اور مسلمان کہلا کر ناز و فخر اور حلال اور حرام کے احکام کو بُری نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور یہ دونوں فرقے یہودی صفت



اور عیسائی صفت اس ملک میں پھیلے ہوئے نظر آتے ہیں تو یہ دو پیشگوئیاں سورۃ فاتحہ کی  
تو تم پوری ہوتی دیکھ چکے ہو اور پچھتم خود مشاہدہ کر چکے ہو کہ کس قدر مسلمان یہودی صفت  
اور کس قدر عیسائیوں کے لباس میں ہیں۔ تو اب تیسری پیشگوئی خود ماننے کے لائق ہے کہ  
جیسا کہ مسلمانوں نے یہودی عیسائی بننے سے یہود نصاریٰ کی بدی کا حصہ لیا ایسا ہی ان کا حق  
تہا کہ بعض افراد ان کے اُن مقدس لوگوں کے مرتبہ اور مقام سے بھی حصہ لین جو بنی اسرائیل  
میں گذر چکے ہیں یہ خدا تعالیٰ پر بظنی ہے کہ اُس نے مسلمانوں کو یہود نصاریٰ کی بدی کا  
تو حصہ دار ٹھہرا دیا ہے یہاں تک کہ اُن کا نام یہود بھی رکھ دیا مگر اُن کے رسولوں اور نبیوں کے مراتب  
میں سے اس امت کوئی حصہ دیا پھر یہ امت خیر الامم کس وجہ سے ہوئی بلکہ شر الامم ہوئی  
کہ ہر ایک نمونہ شر کا انکو ملا مگر نیکی کا نمونہ نہ ملا۔ کیا ضرور نہیں کہ اس امت میں بھی کوئی نبیوں  
اور رسولوں کے رنگ میں نظر آوے جو بنی اسرائیل کے تمام نبیوں کا وارث اور اُن کا  
ظہل ہو۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی حرمت سے بعید ہے کہ وہ اس امت میں اس زمانہ میں ہزار ہا  
یہودی صفت لوگ تو پیدا کرے اور ہزار ہا عیسائی مذہب داخل کرے مگر ایک شخص بھی ایسا  
ظاہر نہ کرے جو انبیاء گذشتہ کا وارث اور انکی نعمت پانے والا ہو تا پیشگوئی سچو آیت  
اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم سے مستنبط ہوتی ہے وہ بھی ایسی  
ہی پوری ہو جائے جیسا کہ یہودی اور عیسائی ہونیکے پیشگوئی پوری ہو گئی اور جس حالت  
میں اس امت کو ہزار ہا بُرے نام و شر گئے ہیں اور قرآن شریف اور احادیث سے ثابت ہوتا ہے  
کہ یہود ہو جانا بھی انکے نصیب میں ہی تو اس صورت میں خدا کے فضل کا خود یہ مقتضائے  
چاہیے تھا کہ جیسے گذشتہ نصاریٰ سے انہوں نے بُری چیزیں لین اس طرح وہ نیک چیز  
کے بھی وارث ہوں اسی لئے خدا نے سورۃ فاتحہ میں آیت اهدنا الصراط المستقیم  
میں بشارت دی کہ اس امت کے بعض افراد انبیاء گذشتہ کی نعمت بھی پائیں گے نہ یہ کہ  
نرے یہود ہی بنیں یا عیسائی بنیں اور ان تو مومن کی بدی تو لے لیں مگر نیکی نہ لے سکیں  
اسی کی طرف سورۃ تحریم میں بھی اشارہ کیا ہے کہ بعض افراد امت کی نسبت فرمایا ہے کہ

وہ مریم صدیقہ سے مشابہت کہیں گے جس نے پارسائی اختیار کی تب اس کے جسم میں عیسیٰ کی روح پہونکی گئی اور عیسیٰ اس سے پیدا ہوا اس آیت میں اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اس امت میں ایک شخص ہوگا کہ پہلے مریم کا مرتبہ اسکو ملیگا پھر مسیح عیسیٰ کی روح پہونکی جاوے گی تب مریم میں سے عیسیٰ نکل آئے گا یعنی وہ مریم کی صفات سے عیسوی صفت کی طرف منتقل ہو جائے گا گویا مریم ہونے کی صفت عیسیٰ ہونیکا بچہ دیا اور اس طرح پر وہ ابن مریم کہلایا گیا جیسا کہ براہین احمدیہ میں اول میر نام مریم رکھا گیا اور اسی کی طرف اشارہ ہے الہام صفحہ ۴۴ میں اور وہ یہ ہے کہ انی لکھتا ہوں یعنی اے مریم تو نے یہ نعمت کہاں سے پائی اور اسی کی طرف اشارہ ہے صفحہ ۲۲۶ میں یعنی اس الہام میں کہ **هَذَا إِلَهِكَ بِجَذْعِ النَّخْلَةِ** یعنی اے مریم کچور کے تنہ کو ملا۔ اور پھر اس کے بعد صفحہ ۴۹۹ میں **يَا هَام هَلْ يَأْتِيهِمْ اسْكُنْ أُنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ تَحْتَ فَاكِتْ مِنْ لَدُنِي رُوحَ الصَّدَقِ** یعنی اے مریم قوم اپنے دوستوں کے بہشت میں داخل ہوئے تھے میں اپنے پاس سے صدق کی روح پہونکے دی۔ خدا نے اس آیت میں میر نام روح الصدق رکھا۔ یہ اس آیت کے مقابل پر ہے کہ **نَفْخَ نَافِثَةٍ مِنْ دُوحِهَا** پس اس جگہ گویا استعارہ کے رنگ میں مریم کے پیٹ میں عیسیٰ کی روح جا پڑی جبکہ نام روح الصدق ہے ہر سب کے آخر صفحہ ۵۵۶ میں احمدیہ میں وہ عیسیٰ جو مریم کے پیٹ میں تھا اسکے پیدا ہونیکے بارے میں یہ الہام ہوا۔ **يَا عِيسَىٰ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَىٰ وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فِي الدِّينِ كَفَرُوا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَمَةِ**۔ اس جگہ میر نام عیسیٰ رکھا گیا اور اس الہام نے ظاہر کیا کہ وہ عیسیٰ پیدا ہو گیا جسکے روح کا نفخ صفحہ ۴۹۶ میں ظاہر کیا گیا تھا۔ پس اس لحاظ سے میں عیسیٰ بن مریم کہلایا کیونکہ میری عیسوی حیثیت میری حیثیت سے خدا کے نفخ سے پیدا ہوئی دیکھو صفحہ ۴۹۶ اور صفحہ ۵۵۶ میں احمدیہ۔ اور اسی واقعہ کو سورۃ تحریم میں بطور مشکوٰۃ کمال تفسیر سے بیان کیا گیا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم اس امت میں اس طرح پیدا ہوگا کہ پہلے کوئی فرد اس امت کا مریم بنایا جائیگا اور پھر بعد اسکے اس مریم میں عیسیٰ کی روح پہونکے گی

پس وہ مہمیت کے ہم میں ایک مدت تک پرورش پاکر عیسیٰ کی روحانیت میں تولد پائے گا اور اس طرح پر وہ عیسیٰ بن مریم کہلائے گا یہ وہ خبر محمدی ابن مریم کے بار میں ہے جو قرآن شریف یعنی سورۃ تحریم میں اس نامہ سے تیرہ سو برس پہلے بیان کی گئی ہے اور پھر براہین احمدیہ میں سورۃ التحریم کے ان آیات کی خدا تعالیٰ نے خود تفسیر فرمادی ہے قرآن شریف موجود ہے ایک طرف قرآن شریف کو رکھو اور ایک طرف براہین کو اور پھر انصاف اور عقل اور تقویٰ سے سوچو کہ وہ پیشگوئی جو سورۃ تحریم میں تھی یعنی یہ کہ اس امت میں بھی کوئی فرد مریم کہلائیگا اور پر مریم سے عیسیٰ بنایا جائیگا گویا اسمین سے پیدا ہوگا وہ کس نام میں براہین کے الہامات سے پوری ہوئی کیا یہ انسان کی قدرت کیا یہ میرے اختیار میں تھا اور کیا میں اس وقت موجود تھا جبکہ قرآن شریف نازل ہو رہا تھا تا میں عرض کرتا کہ مجھے ابن مریم بنائیکے لئے کوئی آیت اتاری جائے اور اس اعتراض سے مجھے سبکدوش کیا جا کہ تمہیں کیوں ابن مریم کہا جائے اور کیا آج سے بیس بائیس برس پہلے بلکہ اس سے بھی زیادہ میری طرف سے یہ منصوبہ ہو سکتا تھا کہ میں اپنی طرف سے الہام تراش کر اول اپنا نام مریم رکھنا اور پھر آگے چلکر افترا کے طور پر یہ الہام بنانا کہ پہلے زمانہ کی مریم کی طرح مجھ میں بھی عیسیٰ کی روح پہونکی گئی اور پھر آخر کا صفحہ ۵۹۵ براہین احمدیہ میں یہ لکھ دیتا کہ اب میں مریم میں سے عیسیٰ بن گیا۔ اے عزیز و غور کرو اور خدا سے ڈرو ہرگز یہ نساں کا فعل نہیں یہ باریک اور دقیق حکمتیں انسان کے فہم اور قیاس سے بالاتر ہیں اگر براہین احمدیہ کی تالیف کیوقت جس پر ایک نامہ گذر گیا مجھے اس منصوبہ کا خیال ہوتا تو میں سے براہین احمدیہ میں یہ لکھتا کہ عیسیٰ مسیح ابن مریم آسمان سے دوبارہ آئے گا سوچو نہ خدا جانتا تھا کہ اس نکتہ پر علم ہونے سے یہ دلیل ضعیف ہو جائے گی اس لئے گو اس نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا ہے جیسا کہ براہین احمدیہ سے نظام ہے دو برس تک صفت مہمیت میں میں نے پرورش پائی اور پردی میں نشوونما پاتا رہا پھر جب اُس برس گذر گئے تو جیسا کہ براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے مریم کی





تب اس وقت جو کرب اور قلق نا سمجھوں کا شور و غوغا دیکھ کر میری دل پر گزرا اسکا سبب  
 خدا تعالیٰ نے نقشہ کھینچ دیا ہے اور اس کے متعلق اور بھی الہام ہے جیسا تقدیر جنت  
 شمیم گھریا۔ ماکان ایولٹ اہل سوسور و ماکانت اسلایغیا اور پھر اس کے  
 ساتھ کا الہام براہین احمد کے صفحہ ۵۲ میں موجود ہے اور وہ یہ ہے۔ الیس اللہ  
 بکاف عبدک و لیسعلیٰ ایتہ للناس رحمتنا و کان امر مقضیا قول الحق  
 الذی فیہ تمیزون دیکھو براہین احمد یہ صفحہ ۵۱ سطر ۱۲ و ۱۳۔ ترجمہ اور لوگوں نے  
 کہا کہ اسے مریم تو نے یہ کیا مکروہ اور قابل نفرتین کام دکھلایا جو راستے سے دور ہے تیس  
 باپ اور تیری مان تو ایسے نہ تھے مگر خدا ان تمہنوں سے اپنے بندہ کو بری کرے گا اور ہم  
 اسکو لوگوں کے لئے ایک نشان بنا دیں گے اور یہ بات ابتداء سے مقدر تھی اور ایسا ہی  
 ہونا تھا یہ عیسیٰ بن مریم ہے جس میں لوگ شک کر رہے ہیں یہی قول حق ہے۔ یہ ب  
 براہین احمد یہ کی عبارت ہی اور یہ الہام اصل میں آیات قرآنی ہیں جو حضرت عیسیٰ اور  
 ان کی مان کے متعلق ہیں۔ ان آیتوں میں جس عیسے کو لوگوں نے ناجائز پیدایش کا  
 ان قرآنیہ ہے اسی کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم اسکو اپنا نشان بنائیں گے  
 اور یہی عیسیٰ ہے جسکی انتظار تھی اور الہامی عبارتوں میں مریم اور عیسیٰ سے میں ہی مراد  
 ہوں۔ میری نسبت ہی کہا گیا کہ ہم اس کو نشان بنا دیں گے اور نیز کہا گیا کہ یہ وہی عیسیٰ  
 بن مریم ہے جو آئینہ الہامی میں لوگ شک کرتے ہیں یہی حق ہے اور آنے والا ہی ہے  
 اور شک محض نا فہمی سے ہی جو خدا کے اسرار کو نہیں سمجھتے اور صورت پرست ہیں حقیقت پر انکی نظر نہیں

موقوف۔ اس الہام پر مجھے یاد آیا کہ ہالہ میں فضل شاہ یا ہر شاہ نام ایک سید تہجو میر داد صاحب سے بہت محبت کرتے تھے  
 اور بہت تعلق تھا جب میری دعویٰ مسیح موعود ہوئی کسی انکو خبر دی تو وہ بہت رکو اور کہا کہ انکے والد صاحب بہت بڑے  
 آدمی تھے یعنی یہ شخص کس پر پیدا ہوا ان کا باپ تو نیک ناسخ اور فرائض کے کاموں میں روز اور سید کا اور صاف دل مسلمان  
 تھا ایسا ہی بہتوں نے کہا کہ تم نے اپنے خاندان کو دغا لگایا کہ ایسا دعویٰ کیا۔ منہ



یہی یاد رہے کہ سورۃ فاتحہ کے عظیم الشان مقاصد میں سے یہ دعا ہے کہ اھدنا  
 الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم۔ اور جس طرح انجیل کی دعائیں ملی  
 مانگی گئی ہے اس دعائیں خدا تعالیٰ سے وہ تمام نعمتیں مانگی گئی ہیں جو پہلے رسولوں اور  
 نبیوں کو دی گئی تھیں یہ مقابلہ ہی قابلِ نظارہ ہے اور جس طرح حضرت مسیح کی دعا قبول ہو کر  
 عیسیٰ بن ماری کو روٹی کا سامان بہت کچھ مل گیا ہے اسی طرح یہ قرآنی دعا اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے ذریعہ سے قبول ہو کر اختیار ابراہیم علیہ السلام بالخصوص ان کے کامل فرد انبیاء بنی اسرائیل  
 کے وارث ٹھہرائے گئے اور دراصل مسیح و عود کا اس امت میں سے پیدا ہونا یہی اس دعا  
 کی قبولیت کا نتیجہ ہے کیونکہ کو مخفی طور پر بہت سے اختیار و ابراہیم نے انبیاء بنی اسرائیل کی  
 مائیت کا حصہ لیا ہے مگر اس امت کا مسیح موعود کہلے کہلے طور پر خدا کے حکم اور ان سے  
 اسرائیلی مسیح کے مقابل کھڑا کیا گیا ہے تا موسوی اور محمدی سلسلہ کی مائیت سمجھ آ جائے  
 اسی غرض سے اس مسیح کو ابن مریم سے ہر ایک پہلو سے تشبیہ دی گئی ہے یہاں تک کہ  
 کہ اس ابن مریم پر ابتلا بھی اسرائیلی ابن مریم کی طرح آئے اول جیسا کہ عیسیٰ ابن مریم محض خدا  
 کے نفع سے پیدا کیا گیا اسی طرح یہ مسیح بھی سورۃ تخریم کے وعدہ کے موافق محض خدا کے  
 نفع سے مریم کے اندر پیدا کیا گیا اور جیسا کہ عیسیٰ ابن مریم کی پیدائش پر بہت شور مچا  
 اور اندھے مخالفوں نے مریم کو کہا لقد جئت شیئا فریاً اسی طرح اس جگہ بھی کہا گیا  
 اور شور قیامت مچا یا گیا اور جیسا کہ خدا نے اسرائیلی مریم کے وضع حمل کے وقت مخالفوں  
 کو عیسے کی نسبت جواب دیا وَلَنَجْعَلَنَّ آیۃً لِلنَّاسِ وَرَحْمۃً مِّنَّا وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضٰی  
 یہی جواب خدا تعالیٰ نے میری نسبت براہین احمدیہ میں روحانی وضع حمل کے وقت  
 جو استعارہ کے رنگ میں تھا مخالفوں کو دیا اور کہا کہ تم اپنے فریبوں سے اسکو نابود  
 نہیں کر سکتے میں اس کو لوگوں کے لئے رحمت کا نشان بناؤں گا اور ایسا ہونا  
 ابتداء سے مقدر تھا۔ اور پھر جس طرح یہودیوں کے علماء نے حضرت عیسیٰ پر فتویٰ تکفیر کا لگایا  
 اور ایک شریر فاضل یہودی نے وہ سفہنا طیار کیا اور دوسرے فاضلوں نے اس پر فتویٰ

دیا یہاں تک کہ بیت المقدس کے صد ہا عالم فاضل جو اکثر اہل حدیث تھے۔ انہوں نے حضرت عیسیٰ پر تکفیر کی مہرین لگا دیں یہی معاملہ مجھ سے ہوا اور پھر جیسا کہ اُس تکفیر کے بعد حضرت عیسیٰ کی نسبت کی گئی تھی انکو بہت ستایا گیا سخت سخت گالیوں دی گئیں تہنیں ہجو اور بدگوئی میں کتابیں لکھی گئی تہنیں یہی صورت اس جگہ پیش آئی گویا اٹھارہ سو برس کے بعد وہی عیسیٰ پھر پیدا ہو گیا اور وہی یہودی پھر پیدا ہو گئے۔ آہ یہی معنی تو اس منشی گوئی کے تھے کہ غیر المغضوب علیہم جو خدا نے پہلے سے سمجھا دیا تھا مگر ان لوگوں نے صبر کیا جب تک یہودیوں کی طرح مغضوب علیہم نہ بن گئے اس مماثلت کی ایک ایٹل توضیح نے اپنے ہاتھ سے لگا دی کہ مجھے عین چودہویں صدی کے سرپرست جیسا کہ مسیح ابن مریم چودہویں صدی کے سرپرست تھا مسیح اسلام کر کے بھیجا اور میرے لئے اپنے زبردست نشان دکھلا رہا ہے اور آسمان کے نیچے کسی مخالف مسلمان یا یہودی یا عیسائی وغیرہ کو طاقت

۱۰  
 خلاصہ حضرت علیؑ کی قوت میں بیہوشی اگرچہ بہت فرق تھی مگر جو حق پر سمجھے جاتے تھے وہ دوسرے ہو گئے تھے  
 (۱) ایک جو تورات کے پابند تھے اسی سے اجتناب کے طور پر مسائل استنباط کرتے تھے (۲) دوسرے فرقہ  
 اہل حدیث تھا جو تورت پر احادیث کو قاضی سمجھتے تھے یہ اہل حدیث اسرائیلی بلا دین بہت پھیل گئے تھے  
 اور ایسی ہی حدیثوں پر عمل کرتے تھے جو اکثر تورت کی معارض و نقیض تھیں اور انکی یہ حجت تھی کہ بعض  
 مسائل شرع مثلاً عبادات اور معاملات و تقانون مجازات کے مسائل تورت کے ملتے نہیں ہیں ان پر حدیث  
 کی رو سے اطلاع ہوتی ہے اور حدیث کی کتاب کا نام طالمو تھا اور امین ہر ایک نبی کے زمانہ کی حدیثیں  
 تھیں یہ حدیثیں مدت تاکہانی زمین اور مدت کے بعد قلمبند ہوئیں اسلئے انہیں کچھ موضوعات کا  
 حصہ ہی مل گیا تھا اور یہ باعث اسکو کہ اسوقت یہودیوں کے تہتر فرقے ہو گئے تھے اور ہر ایک فرقہ اپنی اپنی  
 حدیثیں جدا جدا کہتا تھا اور محدثیں نے تورت کی طرف توجہ ہوڑ دی تھی اکثر حدیثوں پر عمل تھا اور تورت کو  
 منترک اور محجور طریقہ تھی اگر حدیث کے مطابق نہ تو اسکو مانا ورنہ اسکو رد کیا۔ پس اس زمانہ میں حضرت علیؑ کی  
 پیادہ ہوا اور انکو مخاطب خاص طور پر اہل حدیث تھے جو تورت کے زیادہ حدیثوں کی عزت کرتے تھے اور نبیوں کے نوشتوں

نہیں کہ اُن کا مقابلہ کرے اور خدا کا مقابلہ عاجز اور ذلیل انسان کیا کر سکے یہ تو وہ بنیادی  
 اینٹ ہے جو خدا کی طرف سے ہے ہر ایک جو اس اینٹ کو توڑنا چاہے گا وہ توڑ نہیں سکیگا  
 مگر یہ اینٹ جب اسپرٹنگی تو اسکو ٹکڑے ٹکڑے کر دیگی کیونکہ اینٹ خدا کی اور مانتہ خدا کا ہے  
 اور دوسری اینٹ میرے مخالفوں نے طیار کر کے اس کے مقابل پر رکھ دی کہ میرے مقابل  
 پر وہ کام کئے جو اس وقت کے یہودیوں نے کئے تھے یہاں تک کہ میرے ہلاک کر نیکی  
 لئے ایک خون کا مقدمہ ہی بنایا گیا جسکی میرے خدا نے مجھے پہلے خبر دیدی تھی وہ مقدمہ  
 جو میرے پر بنایا گیا وہ حضرت عیسیٰ ابن مریم کے مقدمہ سے بہت سخت تھا کیونکہ حضرت  
 عیسیٰ پر جو مقدمہ کیا گیا اسکی بنا محض ایک مذہبی اختلاف پر تھی جو حاکم کے نزدیک ایک  
 خفیف بات تھی بلکہ کچھ ہی نہ تھی مگر میرے پر جو مقدمہ کھڑا کیا گیا وہ اقدام قتل کا دعویٰ تھا اور  
 جیسا کہ مسیح کے مقدمہ میں یہودی مولویوں نے جا کر گواہی دی تھی ضرور تھا کہ اس مقدمہ  
 میں بھی کوئی مولویوں میں سے گواہی دیتا اسلئے اس کام کے لئے خدا نے مولوی محمد حسین  
 بٹالوی کو انتخاب کیا اور وہ ایک بڑا المنیا جبہ پہن کر گواہی کے لئے آیا اور جیسا کہ سردار کا  
 مسیح کو صلیب دلانیکے لئے عدالت میں گواہی دینے کے لئے آیا تھا یہ بھی موجود ہوئے  
 صرف فرق اس قدر تھا کہ سردار کاہن کو پیلاطوس کی عدالت میں کرسی ملی تھی کیونکہ  
 یہودیوں کے معزز و بزرگوں کو گورنمنٹ رومی میں کرسی ملتی تھی اور بعض انہیں سوازیری  
 مجسٹریٹ بھی تھے اسلئے اس سردار کاہن نے عدالت کے قواعد کے لحاظ سے کرسی  
 پائی اور مسیح ابن مریم ایک مجرم کی طرح عدالت کے سامنے کھڑا تھا۔ لیکن میرے مقدمہ  
 میں اس کے برعکس ہوا یعنی یہ کہ برخلاف دشمنوں کی امیدوں کے کپتان ڈوکلس نے جو  
 پیلاطوس کی جگہ عدالت کی کرسی پر تھا مجھے کرسی دی اور یہ پیلاطوس مسیح ابن مریم کے  
 پیلاطوس کی نسبت زیادہ بااخلاق ثابت ہوا کیونکہ عدالت کے امر میں وہ دلیری اور ہمت  
 سے عدالت کا پابند رہا اور بالائی سفارشنوں کی اس نے کچھ ہی پروا نہ کی اور قومی اور مذہبی  
 خیال نے ہی اس میں کچھ تغیر پیدا نہ کیا اور اس نے عدالت پر پورا قدم مارنے سے ایسا عمدہ

شونہ دکھایا کہ اگر اس کے وجود کو قوم کا فخر اور حکام کے لئے نمونہ سمجھا جائے تو بجا نہ ہوگا عدالت  
 ایک مشکل امر ہے جب تک انسان تمام تعلقات سے علیحدہ ہو کر عدالت کی کرسی پر نہ بیٹھے  
 تب تک اس فرض کو عمدہ طور پر ادا نہیں کر سکتا مگر ہم اس سچی گواہی کو ادا کرتے ہیں کہ اس  
 پیلاطوس نے اس فرض کو پورے طور پر ادا کیا۔ اگرچہ پہلا پیلاطوس جو رومی تھا اس فرض کو  
 اچھے طور پر ادا نہیں کر سکا اور اس کی بزدلی نے مسیح کو بڑی بڑی تکالیف کا نشانہ بنایا یہ فرق  
 ہماری جماعت میں ہمیشہ تذکرہ کے لائق ہے جب تک کہ دنیا قائم ہے اور جیسے جیسے یہ جہاں  
 لاکھوں کروڑوں افراد تک پہنچے گی ایسی ایسی تعریف کیسا تہہ اس نیک نیت حاکم کا تذکرہ  
 رہے گا اور یہ اس کی خوش قسمتی ہے کہ خطائے اس کام کے لئے اسی کو چننا۔ ایک حاکم کے لئے کس قدر  
 یہ امتحان کا موقع ہے کہ دو فریق اسکے پاس آویں کہ ایک انہیں سے اسکو مذہب کا مشنری  
 اور دوسرا فریق وہ ہے جو اسکے مذہب کا مخالف ہے اور اسکے پاس بیان کیا گیا ہے کہ  
 وہ اسکے مذہب کا سخت مخالف ہے لیکن اس بہادر پیلاطوس نے اس امتحان کو بڑے  
 استقلال سے برداشت کر لیا اور اسکو ان کتابوں کے مقام دکھلائے جنہیں کم فہمی سے عیسائی مذہب کی  
 نسبت سخت الفاظ سمجھے گئے تھے اور ایک مخالفانہ تحریک کی گئی تھی مگر اسکے چہرہ پر کچھ تغیر پیدا نہوا  
 کیونکہ وہ اپنی روشن کائنات سے حقیقت تک پہنچ گیا تھا اور چونکہ اُسے مقدمہ کی صلیت  
 کو سچے دل سے تلاش کیا اسلئے خدا نے اسکی مدد کی اور اسکے دل پر سچائی کا الہام کیا اور اس پر  
 واقعی حقیقت کہولی گئی اور وہ اس سے بہت خوش ہوا کہ عدل کی راہ اسکو نظر آگئی اس نے  
 مجھے محض عدل کے لحاظ سے مدعی کے مقابل پر کرسی دی اور جب مولوی محمد حسین جو سردار  
 کاہن کی طرح مخالفانہ گواہی کے لئے آیا تھا مجھے کرسی پر بیٹھا ہوا پایا اور جس ذلت کو دیکھنے  
 کے لئے میری نسبت اسکی آنکھ شوق رکھتی تھی اس ذلت کو اس نے نہ دیکھا تب مساوت  
 کو غنیمت سمجھ کر وہ بھی اس پیلاطوس سے کرسی کا خواہشمند ہوا مگر اس پیلاطوس نے اسے  
 ڈانٹا اور زور سے کہا کہ تجھے اور تیرے باپ کو کبھی کسی نہیں ملی ہمارے دفتر میں  
 تمہاری کرسی کے لئے کوئی ہدایت نہیں۔ اب یہ فرق ہی غمہ لگاتے ہیں کہ پہلے پیلاطوس

نے یہودیوں سے ڈر کر ان کے بعض معزز گواہوں کو کرسی دیدی اور حضرت مسیح کو جو مجرم کے طور پر پیش کئے گئے تھے کھڑا کہا حالانکہ وہ سچے دل سے مسیح کا خیر خواہ تھا بلکہ مرید کی طرح تھا اور اسکی بیوی مسیح کی خاص مرید تھی جو ولی اللہ کہلاتی ہے لیکن خوف نے اس سے یہاں تک حرکت صادر کرائی کہ ناحق بگیناہ میسح کو یہودیوں کے حوالہ کر دیا میری طرح کوئی خون کا الزام نہ تھا صرف معمولی طور پر مذہبی اختلاف تھا لیکن وہ رومی پیلاطوس دل کا قوی نہ تھا اس بات کو سن کر ڈر گیا کہ قیصر کے پاس اسکی شکایت کی جائیگی۔ اور پہرا ایک اور محالیت پہلے پیلاطوس اور اس پیلاطوس مین یا در رکھنے کے لائق ہے کہ پہلے پیلاطوس نے اسوقت جو مسیح ابن مریم عدالت مین پیش کیا گیا یہودیوں کو کہا تھا کہ میں اس شخص مین کوئی گناہ نہیں دیکھتا ایسا ہی جب آخری مسیح اس آخری پیلاطوس کے روبرو پیش ہوا اور اس مسیح نے کہا کہ مجھے چند روز تک جواب کے لئے مہلت دینی چاہئے کہ مجھ پر خون کا الزام لگایا جاتا ہے تب اس آخری پیلاطوس نے کہا کہ میں آپ پر کوئی الزام نہیں لگاتا یہ دونوں قول دونوں پیلاطوسوں کے بالکل باہم مشابہ ہیں اگر فرق ہے تو صرف اس قدر ہے کہ پہلا پیلاطوس اپنے اس قول پر تسلیم نہ سکا اور جب اسکو کہا گیا کہ قیصر کے پاس تیری شکایت کرینگے تو وہ ڈر گیا اور حضرت مسیح کو اس نے عدالت خانہ سے یہودیوں کے حوالہ کر دیا گو وہ اس سپردگی سے غمگین تھا اور اسکی عورت بھی غمگین تھی۔ کیونکہ وہ دونوں مسیح کے سخت معتقد تھے لیکن یہودیوں کا سخت شور و غوغا دیکھ کر بڑی افسر غالب آگئی ہاں البتہ پوشیدہ طور پر اس نے بہت سعی کی کہ مسیح کی جان کو صلیب سے بچایا جاوے اور اس سعی مین وہ کامیاب بھی ہو گیا مگر بعد اسکے کہ مسیح صلیب پر چڑھایا گیا اور شدت درد سے ایک ایسی سخت غشی مین آگیا کہ گویا وہ موت ہی تھی۔ بہر حال پیلاطوس رومی کی کوشش سے مسیح ابن مریم کی جان بچ گئی اور جان بچنے کے لئے پہلے سے مسیح کی دعا منظور ہو چکی تھی۔ دیکھو عبرانیان یا رب آیت ۷۔ بعد اسکے مسیح اُس مین سو خوشیہ طور پر بہاگ کر کشمیر کی طرف آگیا اور وہیں فوت ہوا اور تم سن چکے ہو کہ سری نگر محلہ خان یا

نور اہلکار جس طرح ہوسن نہیں ہی چھلی کے پیٹ میں داخل ہوا اور زندہ ہی نکلا ایسا ہی میں بھی زندہ ہی قبر میں داخل ہو گیا اور زندہ ہی نکلا ہوا اور اس کے بعد کو لو اور سو سنا ہوا کہ میری زندگی بیک آ جا تا اور زندہ قبر میں

✽ مسیح نے بطور پیشگوئی خود بھی کہا کہ مجھ پر یونس کے نشان کے اور کوئی نشان دکھایا نہیں جائیگا کیسے نے اپنے اس قول میں یہ



میں اسکی قبر ہے یہ سب پیلایطوس کی سعی کا نتیجہ تھا لیکن تاہم اس پہلے پیلایطوس کی کارروائی  
 بزولی کی رنگ آمیزی سے خالی نہ تھی اگر وہ اپنے اس قول کا پاس کر کے کہیں اس شخص  
 کا کوئی گناہ نہیں دیکھتا مسیح کو چھوڑ دیتا تو اس پر کچھ مشکل نہ تھا اور وہ چھوڑنے پر قادر تھا مگر  
 وہ قیصر کی دو مائی سن کر ڈر گیا۔ لیکن یہ آخری پیلایطوس پادریوں کے ہجوم سے نہ ڈرا حالانکہ  
 اس جگہ ہی قیصرہ کی بادشاہی تھی لیکن یہ قیصرہ اس قیصرہ سے بدرجہا بہتر تھی اسلئے کسی کے  
 لئے ممکن نہ تھا کہ حاکم پرو باؤ ڈالنے کے لئے اور انصاف چھوڑانیکے لئے قیصرہ سے  
 ڈر دے بہر حال پہلے مسیح کی نسبت آخری مسیح پر بہت شور اور منصوبہ اٹھایا گیا تھا اور میرے  
 مخالف اور ساری قوموں کے سرگردہ جمع ہو گئے تھے مگر آخری پیلایطوس نے سچائی سے  
 پیار کیا اور اپنے اس قول کو پورا کر کے دکھلایا کہ جو اس نے مجھ کو مخاطب کر کے کہا تھا کہ میں تم پر  
 خون کا الزام نہیں لگاتا سو اس نے مجھے بہت صفائی اور مردانگی سے بری کیا اور پہلے  
 پیلایطوس نے مسیح کے بچانے کیلئے حیلوں سے کام لیا مگر اس پیلایطوس نے جو کچھ عدالت  
 کا تقاضا تھا اس طور سے اس تقاضا کو پورا کیا جس میں بزولی کا رنگ نہ تھا جس دن میں یہی  
 ہوا اس دن اس عدالت میں ملتی فوج کا ایک چور بھی پیش ہوا یہ اسلئے وقوع میں آیا کہ  
 پہلے مسیح کے ساتھ ہی ایک چور تھا لیکن اس آخری مسیح کے ساتھ کے چور کو جو پکڑا گیا اس  
 پہلے چور کی طرح جو پہلے مسیح کے ساتھ پکڑا گیا سلیب پر نہیں چڑھایا اور نہ اسکی ہڈیاں توڑی  
 گئیں بلکہ صرف تین ماہ کی قید ہوئی \*

اب پہریم اپنے بیان کی طرف رجوع کر کے لکھتے ہیں کہ سورۃ فاتحہ میں اس قدر  
 حقائق و وقایق و معارف جمع ہیں کہ اگر ان سب کو لکھا جائے تو وہ بائیس ایک دفتر میں ہی  
 ختم نہیں ہو سکتیں اسی ایک حکیمانہ دعا کو دیکھئے کہ جو اس سورہ میں سکھائی گئی ہے یعنی  
 اھذا الصراط المستقیم یہ دعا ایک ایسا مفہوم کلی اپنے اندر رکھتی ہے جو تمام دین اور  
 دنیا کے مقاصد کی ہی ایک کنجی ہے ہم کسی چیز کی حقیقت پر اطلال نہیں پاسکتے اور نہ اس کے  
 فوائد سے منتفع ہو سکتے ہیں جب تک کہ ہمیں اس کے پانچکے لئے ایک مستقیم راہ نہ ملے دنیا کی حقیقت





کافر فرض صرف دو امر تھے اور وہ یہ کہ خدا نے قرآن کو نازل کر کے مخلوق کو بذریعہ اپنے قول کے اپنے منشاء سے اطلاع دی۔ سمجھ تو خدا کے قانون کا فرض تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرض تھا کہ خدا کی کلام کو عملی طور پر دکھلا کر بخوبی لوگوں کو سمجھا دینا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ گفتنی باتیں کر دیں کہ پیرائے مین دکھلا دین اور اپنی سنت لینے عملی طور کا ردائی سے معضلات اور مشکلات مسائل کو حل کر دیا یہ کہنا بیجا ہے کہ یہ حل کرنا حدیث پر موقوف تھا کیونکہ حدیث کے وجود سے پہلے اسلام زمین پر قائم ہو چکا تھا کیا جب تک حدیثیں جمع نہ ہوئی تھیں۔ لوگ نماز پڑھتے تھے یا زکوٰۃ دیتے تھے یا حج نہ کرتے تھے یا حلال و حرام سے واقف نہ تھے۔ ہاں تیسرا ذریعہ ہدایت کا حدیث ہے کیونکہ بہت سے اسلام کے تاریخی اور اخلاقی اور فقہ کے امور کو حدیثیں کھول کر بیان کرتی ہیں اور نیز بڑا قایمہ حدیث کا یہ ہے کہ وہ قرآن کی خادم اور سنت کی خادم ہیں جن لوگوں کو ادب قرآن شریف نہیں دیا گیا وہ اس موقع پر حدیث کو قاضی قرآن کہتے ہیں جیسا کہ یہودیوں نے اپنی حدیثوں کی نسبت کہا مگر ہم حدیث کو خادم قرآن اور خادم سنت قرار دیتے ہیں اور ظاہر ہے کہ آفاق شوکت خادموں کے ہونے سے بڑھتی ہے قرآن خدا کا قول ہے اور سنت رسول اللہ کا فعل اور حدیث سنت کے لئے ایک تائیدی گواہ ہے۔ نعوذ باللہ کہنا غلط ہے کہ حدیث قرآن پر قاضی ہے اگر قرآن پر کوئی قاضی ہے تو وہ خود قرآن ہے۔ حدیث جو ایک ظنی مرتبہ پر ہے۔ قرآن کی ہرگز قاضی نہیں ہو سکتی صرف ثبوت سودیکے نگین ہیں قرآن اور سنت نے اصل کام سب کر دکھایا ہے اور حدیث صرف تائیدی گواہ ہے حدیث قرآن پر کیسی قاضی ہو سکتی ہے قرآن اور سنت اس زمانہ میں ہدایت کر رہے تھے جبکہ اس مصنوعی قاضی کا نام و نشان نہ تھا یہ مت کہہ کہ حدیث قرآن پر قاضی ہے بلکہ یہ کہ حدیث قرآن اور سنت کی تائیدی گواہ ہے البتہ سنت ایک ایسی چیز ہے جو قرآن کا منشا ظاہر کرتی ہے اور سنت سے وہ راہ مرا ہے جس راہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی طور پر صحابہ کو ڈال دیا تھا۔ سنت ان باتوں کا نام نہیں ہے جو سو ڈیرے سو برس بعد کتابوں میں لکھی گئیں بلکہ ان باتوں کا نام حدیث ہے اور

بجائی ہند

بجائی ہند

سنت اس عملی نمونہ کا نام ہے جو نیک مسلمانوں کی عملی حالت میں ابتداء سے چلا آیا ہے جس پر پھر ارباب مسلمانوں کو لکھا یا گیا۔ ان حدیث بھی اگرچہ اکثر حصہ اُسکا طعن کے مرتبہ پر ہے مگر بشرط عدم تعارض قرآن و سنت تمسک کے لائق ہے اور مؤید قرآن و سنت ہے اور بہت سہو اسلامی مسائل کا ذخیرہ اسکا اندر موجود ہے پس حدیث کا قدر نہ کرنا گویا ایک عضوِ سلام کا کاٹ دینا ہے ان اگر ایک ایسی حدیث ہو جو قرآن اور سنت کے نقیض ہو اور نیز ایسی حدیث کی نقیض ہو جو قرآن کے مطابق ہے یا مثلاً ایک ایسی حدیث ہو جو صحیح بخاری کے مخالف ہے تو وہ حدیث قبول کے لائق نہیں ہوگی کیونکہ اس کے قبول کرنے سے قرآن کو اور ان تمام احادیث کو جو قرآن کے موافق ہیں رد کرنا پڑتا ہے اور میں جانتا ہوں کہ کوئی پرہیزگار اس پر جرأت نہیں کریگا کہ ایسی حدیث پر عقیدہ رکھے کہ وہ قرآن اور سنت کے برخلاف اور ایسی حدیثوں کے مخالف ہے جو قرآن کے مطابق ہیں بہر حال احادیث کا قدر کرو اور ان سے فائدہ اُٹھاؤ کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہیں اور صحت قرآن اور سنت انکی تکذیب نہ کرے تم ہی انکی تکذیب نہ کرو بلکہ چاہئے کہ احادیث نبویہ پر ایسے کاربند ہو کہ کوئی حرکت نہ کرو اور نہ کوئی سکون اور نہ کوئی فعل کرو اور نہ ترک فعل۔ مگر اسکی تائید میں تمہارے پاس کوئی حدیث ہو لیکن اگر کوئی ایسی حدیث ہو جو قرآن شریف کے بیان کردہ قصص سے صریح مخالف ہو تو اسکی تطبیق کے لئے فکر کرو شاید وہ تعارض تمہاری ہی غلطی ہو اور اگر کسی طرح وہ تعارض دور نہ ہو تو ایسی حدیث کو پہنیک دو کہ وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نہیں ہے اور اگر کوئی حید ضعیف ہو مگر قرآن سے مطابقت کہتی ہے تو اس حدیث کو قبول کر لو کیونکہ قرآن اسکا مصدق ہے اور اگر کوئی ایسی حدیث ہو جو کسی پیشگوئی پر مشتمل ہے مگر محدثین کے نزدیک وہ ضعیف ہے اور تمہارے زمانہ میں یا پہلے اس سے اس حدیث کی پیشگوئی سچی نکلی ہے تو اس حدیث کو سچی سمجھو اور ایسے محدثوں اور راویوں کو مخطی اور کاذب خیال کرو جنہوں نے اس حدیث کو ضعیف اور موضوع قرار دیا ہو ایسی حدیثیں صدائیں جنہیں پیشگوئیاں ہیں اور اکثر ان میں سے محدثین کے نزدیک مجرہ یا موضوع یا ضعیف ہیں پس اگر کوئی حدیث ان میں سے پڑی ہو جائے اور تم بہ



کہہ کر ٹال دو کہ ہم اسکو نہیں مانتے کیونکہ یہ حدیث ضعیف ہو یا کوئی راوی اسکا متذکرہ نہیں ہے تو اس صورت میں تمہاری خود سبے ایمانی ہوگی کہ ایسی حدیث کو رو کر دو جبکا سچا ہونا خدا نے ظاہر کر دیا۔ خیال کرو کہ اگر ایسی حدیث ہزار ہو اور محدثین کے نزدیک ضعیف ہو اور ہزار پیشگوئی اسکی سچی نکلے تو کیا تم ان حدیثوں کو ضعیف قرار دیکر اسلام کے ہزار ثبوت کو ضائع کر دو گے پس اس صورت میں تم اسلام کے دشمن ٹھہرو گے اور اللہ تعالیٰ فرمائے **وَلَا يُلَظِّهْرُ عَلٰی عَيْنِيْهِ اَحَدًا اِلَّا مَن اُرْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ** پس سچی پیشگوئی سچے رسول کے کس کی طرف منسوب ہو سکتی ہے کیا ایسے موقع پر یہ کہنا مناسب حالت ایمان داری نہیں ہے کہ صحیح حدیث کو ضعیف کہیں کسی محدث نے غلطی کہائی اور یا یہ کہنا مناسب ہے کہ جوئی حدیث کو سچی کر کے خدا نے غلطی کہائی۔ اور اگر ایک حدیث ضعیف درجہ کی ہی ہو بشرطیکہ وہ قرآن اور سنت اور ایسی احادیث کے مخالف نہیں جو قرآن کے موافق ہیں تو اس حدیث پر عمل کرو لیکن بڑی احتیاط سے حدیثوں پر عمل کرنا چاہئے کیونکہ بہت سی احادیث موضوعہ ہی ہیں جنہوں نے اسلام میں فتنہ ڈالا ہے ہر ایک فرقہ اپنے عقیدہ کے موافق حدیث رکھتا ہے یہاں تک کہ نماز جیسے یقینی اور متواتر فرضیہ کو احادیث کے تفرقہ نے مختلف صورتوں میں کر دیا ہے کوئی آمین یا لھجہ کرتا ہے کوئی پوشیدہ کوئی خلف امام فاتحہ پڑھتا ہے کوئی اس پر کوفہ نماز جانتا ہے کوئی سینہ پر ماتہ باندھتا ہے کوئی ناف پر اصل وجہ اس اختلاف کی احادیث ہی ہیں **كُلُّ حَرْبٍ بِالْاِيْمَمِ فَرْحُونَ** ورنہ سنت کے ایک ہی طریق بتلایا تھا پھر روایات کے تداخل نے اس طریق کو جنبش دیدی۔ اسی طرح احادیث کی غلط فہمی نے کئی لوگوں کو ہلاک کر دیا۔ شیعہ ہی اسی سے ہلاک ہوئے اگر قرآن کو اپنا حکم ٹھہراتے تو ایک سورہ فوری انکو فوجیں سکنتی تھی مگر حدیثوں نے انکو ہلاک کیا اسی طرح حضرت مسیح کے وقت وہ یہودی ہلاک ہو گئے جو اٹھ حدیث کہلاتے تھے کچھ مدت سے ان لوگوں نے تورات کو چھوڑ دیا تھا اور عیساکہ آج تک اذن کا عقیدہ ہے ان کا یہ مذہب تھا کہ حدیث تورات پر قاضی ہے سو انہیں ایسی حدیثیں بکثرت موجود تھیں کہ جب تک ایلینا دوبارہ آسمان سے اپنی غصہ

بہت کمزور ہے۔ یہاں تک کہ تورات کو چھوڑ دیا تھا اور عیساکہ آج تک اذن کا عقیدہ ہے ان کا یہ مذہب تھا کہ حدیث تورات پر قاضی ہے سو انہیں ایسی حدیثیں بکثرت موجود تھیں کہ جب تک ایلینا دوبارہ آسمان سے اپنی غصہ



بغیر یقینی تجلی کے ترک سکتے ہو۔ کیا تم بغیر یقین کے کوئی تسلی پاسکتے ہو۔ کیا تم بغیر یقین کے کوئی سچی تبدیلی پیدا کر سکتے ہو کیا تم بغیر یقین کے کوئی سچی خوشحالی حاصل کر سکتے ہو۔ کیا آسمان کے نیچے کوئی ایسا کفارہ اور ایسا فریہ ہے جو تم سے گناہ ترک کر اسکے۔ کیا مریم کا بیٹا عیسیٰ ایسا ہے کہ اس کا مصنوعی خون گناہ سے چھڑائے گا۔ اے عیسائیو ایسا جھوٹا مست بولو جس سے زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔ یسوع خود اپنی نجات کیلئے یقین کا محتاج تھا اور اس نے یقین کیا اور نجات پائی۔ افسوس ہے ان عیسائیوں پر جو یہ کہہ کر مخلوق کو دھوکا دیتے ہیں کہ ہم نے مسیح کے خون سے گناہ سے نجات پائی ہے۔ حالانکہ وہ سر سے پیر تک گناہ میں غرق ہیں وہ نہیں جانتے کہ ان کا کون خدا ہے بلکہ زندگی تو غفلت آمیز ہے شراب کی مستی ان کے دماغ میں ہے مگر وہ پاک مستی جو آسمان سے اترتی ہے اس سے وہ بخیر ہیں اور جو زندگی خدا کے ساتھ ہوتی ہے اور جو پاک زندگی کے نتائج ہوتے ہیں وہ اس سے بے نصیب ہیں پس تم یاد رکھو کہ بغیر یقین کے تم تاریک زندگی سے باہر نہیں آ سکتے اور نہ روح القدس تمہیں مل سکتا ہے مبارک وہ جو یقین رکھتے ہیں کیونکہ وہی خدا کو دیکھیں گے۔ مبارک وہ جو شبہات اور شکوک سے نجات پا گئے ہیں کیونکہ وہی گناہ سے نجات پائیں گے۔ مبارک تم جبکہ تمہیں یقین کی دولت دی جائے کہ اسکے بعد تمہارے گناہ کا خاتمہ ہو گا۔ گناہ اور یقین دونوں جمع نہیں ہو سکتے کیا تم ایسے سوراخ میں ہاتھ ڈال سکتے ہو جس میں تم ایک سخت زہریلے سانپ کو دیکھ رہے ہو کیا تم ایسی جگہ کھڑے رہ سکتے ہو جس جگہ کسی کو آتش افشان سے پتھر بہتے ہیں یا بجلی پڑتی ہے یا ایک خونخوار شیر کے حملہ کرنے کی جگہ ہے یا ایک ایسی جگہ ہے جہاں ایک ہلاک طاعون نسل انسان کو معدوم کر رہی ہے پھر اگر تمہیں خدا پر ایسا ہی یقین ہے جیسا کہ سانپ پر یا بجلی پر یا شیر پر یا طاعون پر تو ممکن نہیں کہ اسکے مقابل پر تم نافرمانی کر کے سزا کی راہ اختیار کر سکو۔ یا صدق و وفا کا اس سے تعلق توڑ سکو۔

اے دے لوگو جو نیکی اور راستبازی کے لئے بلائے گئے ہو تم یقیناً سمجھو کہ خدا کی کشش اس وقت تم میں پیدا ہوگی اور اسی وقت تم گناہ کے مکروہ دماغ سے پاک کئے جاؤ گے

جبکہ تمہارے دل یقین سے پر جائیں گے شاید تم کہو گے کہ ہمیں یقین حاصل ہو سوا دوسرے  
 کہ یہ تمہیں دہوکا لگا ہوا ہے یقین تمہیں ہرگز حاصل نہیں کیونکہ اسکے لوازم حاصل نہیں وجہ یہ  
 تم گناہ سے باز نہیں آتے تم ایسا قدم آگے نہیں اٹھاتے جو اٹھانا چاہئے تم ایسے طور سے  
 نہیں ڈرتے جو ڈرنا چاہئے خود سوچ لو کہ جبکہ یقین ہے کہ فلان سوراخ میں سانپ ہو وہ اس  
 سوراخ میں کب ہاتھ ڈالتا ہے اور جبکہ یقین ہے کہ اسکے کہانے میں بھڑکے ہوئے ہیں اس کہانے  
 کو کب کہتا ہے اور جو یقینی طور پر دیکھ رہا ہے کہ اس فلان بن میں ایک ہزار خوشخوار شیر ہے اسکا  
 قدم کیونکر بے احتیاطی اور غفلت سے اس بن کی طرف اٹھ سکتا ہے سو تمہارا دماغ ہاتھ اور تمہاری پاؤں اور  
 تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں کیونکر گناہ پر دلیری کر سکتی ہیں اگر تمہیں خدا اور جزا سزا پر یقین  
 ہے گناہ یقین پر غالب نہیں ہو سکتا اور جبکہ تم ایک بہم کرنے اور کہا جانے والی آگ کو دیکھ رہے ہو  
 تو کیونکر اس آگ میں اپنے تئیں ڈال سکتے ہو۔ اور یقین کی دیواریں آسمان تک ہیں شیطان  
 ان پر چڑھ نہیں سکتا ہر ایک جو پاک ہو اور وہ یقین سے پاک ہو یقین کہہ اٹھانے کی قوت دیتا ہے  
 یہاں تک کہ ایک بادشاہ کو تخت سے اتارتا ہے اور فقیر کی جامہ پہناتا ہے۔ یقین ہر ایک کے  
 کو سہل کر دیتا ہے یقین خدا کو دکھاتا ہے ہر ایک کفارہ جو ٹپا ہے اور ہر ایک فدیہ باطل ہے۔  
 اور ہر ایک پاکیزگی یقین کی راہ سے آتی ہے وہ چیز جو گناہ سے چھڑاتی اور خدا تک پہنچاتی اور  
 فرشتوں سے بھی صدق اور ثبات میں آگے بڑھ دیتی ہے وہ یقین ہے ہر ایک مذہب جو یقین  
 کا سامان پیش نہیں کرتا وہ جھوٹا ہے ہر ایک مذہب جو یقینی وسائل سے خدا کو دکھانا نہیں سکتا  
 وہ جھوٹا ہے ہر ایک مذہب جس میں بچہ پرانے قصوں کے اور کچھ نہیں وہ جھوٹا ہے۔ خدا جیسے  
 پہلے تھا وہ اب بھی ہے اور اسکی قدرتیں جیسی پہلے تھیں وہ اب بھی ہیں اور اسکا نشان  
 دکھلانے پر جیسا کہ پہلے اقتدار تھا وہ اب بھی ہے پھر تم کیوں صرف قصوں پر ہنی ہو تو وہ  
 وہ مذہب ہلاک شدہ ہے جس کے معجزات صرف قصوں میں جسکی مشکوٰیات صرف قصوں میں  
 اور وہ جماعت ہلاک شدہ ہے جسپر خدا نازل نہیں ہوا اور جو یقین کے ذریعہ ہی خدا کے  
 ہاتھ سے پاک نہیں ہوئی جس طرح انسان نفسانی لذات کا سامان دیکھ کر انکی طرف کھینچا



جانتا ہے اسی طرح انسان جب روحانی لذات یقین کے ذریعہ سے حاصل کرتا ہے تو وہ خدا کی طرف کھینچا جاتا ہے اور اس کا حسن اس کو ایسا مست کر دیتا ہے کہ دوسری تمام چیزیں اس کو ہرگز رومی نہ کہائی دیتی ہیں اور انسان اسی وقت گناہ سے مخلصی پاتا ہے جبکہ وہ خدا اور اس کے جبروت اور جزا سزا پر یقینی طور پر اطلاع پاتا ہے ہر ایک بیباکی کی جڑ بھجیری ہے جو شخص خدا کی یقینی معرفت سے کوئی حصہ لیتا ہے وہ بیباک نہیں رہ سکتا۔ اگر کہہ کا مالک جانتا ہے کہ ایک پُر زور سیلاب نے اس کے گھر کی طرف رخ کیا ہے اور یا اس کے گھر کے ارد گرد آگ لگ چکی ہے اور صرف ایک ذرہ سی جگہ باقی ہے تو وہ اس گھر میں ٹھہر نہیں سکتا۔ تو پھر تم خدا کی جزا سزا کے یقین کا دعوے کر کے کیونکر اپنی خطرناک حالتوں پر ٹھہر رہے ہو سو تم انہیں کہو لو اور خدا کے اس قانون کو دیکھو جو تمام دنیا میں پایا جاتا ہے جو ہے موت بنو جو نیچے کی طرف جاتے ہیں بلکہ بلند پرواز کمبو تر بنو جو آسمان کے فضا کو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ تم توبہ کی بیعت کر کے پھر گناہ پر قائم نہ رہو اور سانپ کی طرح مت بنو جو کہاں اُتار کر پیر ہی سانپ ہی رہتا ہے موت کو یاد رکھو کہ وہ تمہارے نزدیک آتی جاتی ہے اور تم اس سوئے خبر ہو۔ کوشش کرو کہ پاک ہو جاؤ کہ انسان پاک کو تب پاتا ہے کہ خود پاک ہو جاوے مگر تم اس نعمت کو کیونکہ پاسکو اس کا جواب خود خدا نے دیا ہے جہاں قرآن میں فرماتا ہے **وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ** یعنی نماز اور صبر کے ساتھ خدا سے مدد چاہو نماز کیا چیز ہے وہ دعا ہے جو تسبیح تحمید تقدیس اور استغفار اور درود کے ساتھ تضرع سے مانگی جاتی ہے سو جب تم نماز پڑھو تو بے خبر لوگوں کی طرح اپنی دُعاؤں میں صرف عربی الفاظ کے پابند نہ رہو کیونکہ انکی نماز اور انکا استغفار سب زمین میں جن کے ساتھ کوئی حقیقت نہیں لیکن تم جب نماز پڑھو تو جو قرآن کے جو خدا کا کلام ہے اور سب بعض اوجہ ماثورہ کے کہ وہ رسول کا کلام ہے باقی اپنی تمام عام دُعاؤں میں اپنی زبان میں اسی الفاظ سے ادا کر لیا کرو تاہو کہ تمہارے دلوں پر اس عجز و نیاز کا کچھ اثر ہو۔ بچکانہ ناز میں کیا چیز ہیں وہ تمہارے مختلف حالات کا فوٹو ہے تمہاری زندگی کے لازم حال پانچ تغیر ہیں جو بلا کے وقت تم پر وارد ہوتے ہیں اور تمہاری فطرت کے لئے ان کا وارد ہونا ضروری ہے۔ (۱) پہلے جبکہ تم مطلق



کئے جاتے ہو کہ تم پر ایک بلا آئی والی ہے مثلاً جیسے تمہارے نام عدالت سے ایک وارنٹ جاری ہوا یہ پہلی حالت ہے جس نے تمہاری تسلی اور خوشحالی میں خلل ڈالا سو یہ حالت زوال کے وقت سے مشابہ ہے کیونکہ اس سے تمہاری خوشحالی میں زوال آنا شروع ہوا اس کے مقابل پر نماز ظہر متعین ہوئی جس کا وقت زوال آفتاب سے شروع ہوتا ہے۔

(۲) دوسرا تغیر اس وقت تم پر آتا ہے جبکہ تم بلا کے محل سے بہت نزدیک کئے جاتے ہو۔ مثلاً جبکہ تم بذریعہ وارنٹ گرفتار ہو کر حاکم کے سامنے پیش ہوتے ہو یہ وہ وقت ہے کہ جب تمہارا خوف سے خون خشک ہو جاتا ہے اور تسلی کا نور تم سے رخصت ہو نیکو ہوتا ہے سو یہ حالت تمہاری اس وقت سے مشابہ ہے جبکہ آفتاب سے نور کم ہو جاتا ہے اور نظر اسپر جم سکتی ہے اور صبح نظر آتا ہے کہ اب اس کا غروب نزدیک ہے۔ اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز عصر مقرر ہے۔

(۳) تیسرا تغیر تم پر اس وقت آتا ہے جو اس بلا سے رہائی پانے کی ہلکی امید منقطع ہو جاتی ہے۔ مثلاً جیسے تمہارے نام فرد قرار داد جرم لکھی جاتی ہے اور مخالفانہ گواہ تمہاری ہلاکت کے لئے گزر جاتے ہیں یہ وہ وقت ہے کہ جب تمہارے حواس خطا ہو جاتے اور تم اپنے تئیں ایک قیدی سمجھنے لگتے ہو۔ سو یہ حالت اس وقت سے مشابہ ہے جبکہ آفتاب غروب ہو جاتا ہے اور تمام امیدیں دن کی روشنی کی ختم ہو جاتی ہیں اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز مغرب مقرر ہے۔

(۴) چوتھا تغیر اس وقت تم پر آتا ہے کہ جب بلا تم پر وارد ہو جاتی ہے اور اسکی سخت لہری تم پر حاظر کر لیتی ہے مثلاً جبکہ فرد قرار داد جرم اور شہادتوں کے بعد حکم سننا تم کو سنایا جاتا ہے اور قید کے لئے ایک پولس مین کہ تم کو لے جاتے ہو سو یہ حالت اس وقت سے مشابہ ہے جبکہ رات پڑ جاتی ہے اور ایک سخت اندھیرا پڑ جاتا ہے اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز عشا مقرر ہے۔

(۵) پھر جبکہ تم ایک مدت تک اس مصیبت کی تاریکی میں بسر کرتے ہو تو پھر آخر خدا کا رحم تم پر جو شازما ہے اور تمہیں اس تاریکی سے نجات دیتا ہے مثلاً جیسے تاریکی کے بعد پھر آخر کار صبح نکلتی ہے اور پھر وہی روشنی دن کی اپنی جگہ کے ساتھ ظاہر ہو جاتی ہے سو اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز فجر مقرر ہے اور خدا نے تمہارے فطرتی تغیرات میں پانچ حالتیں دیکھ کر

پانچ نمازین تمہارے لئے مقرر کیں اس سے تم سمجھ سکتے ہو کہ یہ نمازین خاص تمہاری نفس کے فائدہ کے لئے ہیں پس اگر تم چاہتے ہو کہ ان بلاؤں سے بچے رہو تو تم بچکانہ نمازوں کو ترک نہ کرو کہ وہ تمہاری اندرونی اور روحانی تغیرات کا ظہر ہیں۔ نماز میں آنے والی بلاؤں کا علاج ہے تم نہیں جانتے کہ نیا دن چڑھنے والا کس قسم کے قضا و قدر تمہارے لئے لایکا پس قبل اسکے جو دن چڑھے تم اپنے مولے کی جناب میں تضرع کرو کہ تمہارے لئے خیر و برکت کا دن چڑھے +

اے امیر اور بادشاہو! اور دولت مندو! آپ لوگوں میں ایسے لوگ بہت ہی کم ہیں جو خدا سے ڈرتے اور اسکی تمام راہوں میں راستباز ہیں اکثر ایسے ہیں کہ دنیا ملک اور دنیا کے املاک سے دل لگاتے ہیں اور پھر اسی میں عمر بسر کر لیتے ہیں اور موت کو یاد نہیں رکھتے۔ ہر ایک امیر جو نماز نہیں پڑھتا اور خدا سے لاپرواہ ہے اسکے تمام نوکروں چاکروں کا گناہ اسکی گردن پر ہے۔ ہر ایک امیر جو شراب پیتا ہے اسکی گردن پر ان لوگوں کا بھی گناہ ہے جو اسکے ماتحت ہو کر شراب میں شریک ہیں۔ اے عقلمندو یہ دنیا ہمیشہ کی جگہ نہیں تم سنبھل جاؤ۔ تم ہر ایک کے اعتدالی کو چوڑو دہر ایک نشہ کی چیز کو ترک کرو انسان کو تباہ کرنے والی صرف شراب ہی نہیں بلکہ افیون۔ گانجا۔ چرس۔ بہنگ۔ تافی اور ہر ایک نشہ جو ہمیشہ کے لئے عادت کر لیا جاتا ہے وہ دماغ کو خراب کرتا اور آخر ہلاک کرتا ہے سو تم اس سے بچو۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ تم کیوں ان چیزوں کو استعمال کرتے ہو جی شامت سے ہر ایک سال ہزارہا تمہارے جیسے نشہ کے عادی اس دنیا سے کوچ کرتے جاتے ہیں پھر آخرت کا عذاب اگاسے۔ پرہیزگار انسان بن جاؤ تا تمہاری عمریں زیادہ ہوں اور تم خدا سے برکت پاؤ۔ حد سے زیادہ عیاشی میں بسر کرنا لعنتی زندگی ہے۔ حد سے زیادہ غلبہ ہونا لعنتی زندگی ہے۔ حد زیادہ خدا یا اسکی بندگی ہمدردی لا پڑنا لعنتی زندگی ہے۔ ہر ایک امیر خدا کے حقوق اور انسانوں کے حقوق سے ایسا ہی پوچھا جائیگا جیسا کہ ایک فقیر کو اس سے زیادہ پس کیا قیمت وہ شخص ہے جو اس مختصر زندگی پر ہر دسہ کر کے بجلی خدا سے مومنہ پیر لیتا ہے اور خدا کے حرام کو

پانچ نمازین تمہارے لئے مقرر کیں اس سے تم سمجھ سکتے ہو کہ یہ نمازین خاص تمہاری نفس کے فائدہ کے لئے ہیں پس اگر تم چاہتے ہو کہ ان بلاؤں سے بچے رہو تو تم بچکانہ نمازوں کو ترک نہ کرو کہ وہ تمہاری اندرونی اور روحانی تغیرات کا ظہر ہیں۔ نماز میں آنے والی بلاؤں کا علاج ہے تم نہیں جانتے کہ نیا دن چڑھنے والا کس قسم کے قضا و قدر تمہارے لئے لایکا پس قبل اسکے جو دن چڑھے تم اپنے مولے کی جناب میں تضرع کرو کہ تمہارے لئے خیر و برکت کا دن چڑھے +



اور نیز جس کام کے لئے آپ لوگوں کے عقیدہ و ن کے موافق مسیح ابن مریم آسمان سے اُنیکا یعنی یہ کہ مہدی سے ملکر لوگوں کو جبراً مسلمان کر نیکی کے لئے جنگ کر گجایا یہ اکیسا عقیدہ ہے جو اسلام کو بدنام کرتا ہے قرآن شریف میں کہاں لکھا ہے کہ مذہب کے لئے جبر درست ہے بلکہ اللہ تعالیٰ تو قرآن شریف میں فرماتا ہے لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ یعنی دین میں جبر نہیں ہے پھر مسیح ابن مریم کو جبر کا اختیار کیونکر دیا جائیگا یہاں تک کہ مجبور اسلام یا قتل کے جزیہ بھی قبول نہ کر گجائے تعلیم قرآن شریف کی کس مقام اور کس سیارہ اور کس سورہ میں

۱۱۱ اگر کہو کہ عربوں کے لئے یہی حکم تھا کہ جبراً مسلمان کئے جائیں یہ خیال قرآن شریف سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا بلکہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ چونکہ تمام عرب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت ایذا پہنچایا تھا اور بہت سے صحابہ مردوں۔

اور خود تو کہ تو قتل کر دیتا اور یقیناً اسے قتل سے نکال دیتا اس لئے وہ تمام لوگ جو مرکب جرم قتل یا عیدین اس جرم کے تھے وہ سب خدا تعالیٰ کی نظر میں اپنی خونریزی کے عوض میں خونریزی کے لائق تھے اُنکی نسبت بطور قصاص اس حکم قتل کا تھا گداہم از رحیم کی طرف سے یہ رعایت دی کہ اگر کوئی انھیں سے مسلمان ہو جائے تو اسکا گناہ نہ جوڑا جاسکے اور جو یہود و نصاریٰ یا عیسائیوں کے ہوں







کی طرف سے نہیں ہو سکتا جو صرف تلوار کے سہارے سوہیل سکتا ہے نہ کسی اور طریق سے اگر تم ایسے جہاد سے باز نہیں آ سکتے اور اس پر غصہ میں آ کر استیلاؤں کا نام ہی دجال اور ملحد رکھتے ہو تو ہم ان دو فرقوں پر اس تقریر کو ختم کرتے ہیں۔ **قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ** اندرونی تفرقہ اور بیچوٹ کے زمانہ میں تمہارا فرضی مسیح اور فرضی مہدی کس کس پر تلوار چلائیگا کیا سنیوں کے نزدیک شیعہ اس لائق نہیں کہ اُن پر تلوار اٹھائی جاوے اور شیعوں کے نزدیک سنی اس لائق نہیں کہ ان سب کو تلوار سے نیست و نابود کیا جاوے پس جبکہ تمہارے اندرونی فرقے ہی تمہارے عقیدہ کی رو سے مستوجب سزا ہیں تو تم کس کس سے جہاد کرو گے۔ مگر یاد رکھو کہ خدا تلوار کا محتاج نہیں وہ اپنے دین کو آسمانی نشانوں کیساتھ زمین پر پھیلائیگا اور کوئی آسکور و ک نہیں سکے گا اور یاد رکھو کہ اب عیسیٰ تو ہرگز نازل نہیں ہوں گا کیونکہ جو اقرار اس نے آیت **قُلْ لَا تَوْحِيدَ لِي سِوَاكَ** کے ساتھ کیا ہے اس میں صفائی اسکا اعتراف پایا جاتا ہے کہ وہ دوبارہ دنیا میں نہیں آئیگا اور قیامت کو اسکا بھی وعدہ ہے کہ عیسیٰ کے بگڑنے کی مجھے خبر نہیں اور اگر وہ قیامت کے پہلے دنیا میں آتا تو کیا وہ یہی جواب دیتا کہ مجھے عیاسیوں کے بگڑنے کی کچھ خبر نہیں لہذا اس آیت میں اس نے صاف اقرار کیا ہے کہ میں دوبارہ دنیا میں نہیں آیا اگر وہ قیامت سے پہلے دنیا میں آیا ہوتا اور برابر چالیس برس بیٹھوالاتب تو یوں نے خدا تعالیٰ کے سامنے نہ ہٹ بولا کہ مجھے عیاسیوں کے حالات کی کچھ خبر نہیں اسکو تو کہنا چاہئے تھا کہ آمد ثانی کی وقت میں چالیس کروڑ کے قریب دنیا میں عیاسی پایا اور ان سب کو دیکھا اور مجھے اتنے بگڑنے کی خوب خبر ہے اور میں تو انعام کے لائق ہوں کہ تمام عیاسیوں کو مسلمان کیا اور صلیبوں کو توڑا یہ کیا جھوٹ کہ عیسیٰ کو کچھ خبر نہیں تھی۔

میں نہایت صفائی مسیح کا اقرار ہے کہ وہ دوبارہ دنیا میں نہیں آئیگا اور یہی سچ ہے کہ مسیح فوت ہو چکا اور سدی نگہ محلہ خان یار میں اسکی قبر ہے۔ آپ خدا خود نازل ہو گا اور ان لوگوں سے آپ لڑیگا جو سچائی سے لڑتے ہیں۔ خدا کا لڑنا قابل اعتراض نہیں کیونکہ وہ ناشوکی رنگ میں ہے لیکن انسان کا لڑنا قابل اعتراض ہے کیونکہ وہ جبر کے رنگ میں ہے۔

۴۰ ایک بیوی نے بھی اس قصہ کی کڑکڑاواں قدح سہی نگر بیویوں کے انیا کی قبر کی طرح بنی ہوئی ہے دیکھو یہ عجیب و غریب حاشیہ نمبر

بقیہ حاشیہ ص ۱۸ کہ ہم اپنا کام مکہ اور مدینہ میں ہی نہیں کر سکتے تھے مگر ان کے ملک میں یہ خدا کی طرف سے حکمت تھی

[illegible]

ان مولویوں پر افسوس اگر انہیں دیانت ہوتی تو وہ تقویٰ کی راہ سے اپنی تسلی ہر طرح سے کراتے اور خدا نے تو نیک روحوں کی تسلی کر دی مگر وہ لوگ جو ابوجہل کی مٹی سے بنے ہوئے ہیں وہ اُسی طریق کو اختیار کرتے ہیں جو ابوجہل نے اختیار کیا تھا ایک مولوی صاحب نے میرٹھ سے بذریعہ حبسری اطلاع دی ہے کہ امرتسر میں جلسہ ندوۃ العلماء ہے اس جگہ اگر بحث کرنی چاہئے مگر واضح ہو کہ اگر ان مخالفین کی تمیز نیک ہوتی اور فتح و شکست کا خیال نہ ہوتا تو ان کو اپنی تسلی کرانے کیلئے ندوہ وغیرہ کی کیا ضرورت تھی ہم ندوہ کے علماء کو امرتسر کے علماء سے الگ نہیں سمجھتے ایک ہی عقیدہ۔ ایک ہی جنس ایک ہی مادہ ہے ہر ایک کو اختیار ہے کہ **قادیان** میں آدے مگر بحث کے لئے نہیں بلکہ صرف طلب حق کے لئے ہماری تقریر کو سننے اگر شک رہی تو غریب اور ادب کے طریق سے اپنے شکوک رفع کرادے اور وہ جیتک قادیان میں رہے گا بطور مہما کے سمجھا جائیگا ہمیں ندوہ وغیرہ کی ضرورت نہیں اور نہ انکی طرف حاجت کہ یہ سب لوگ رہتی کے دشمن ہیں مگر رہتی دنیا میں پہیلی جاتی ہے کیا یہ خدا تعالیٰ کا عظیم الشان معجزہ نہیں کہ آئے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں اپنے الہام سے ظاہر کر دیا تھا کہ لوگ تمہارے ناکام ہو کیلئے بڑی کوشش کریں گے اور ناخون تک زور لگائیں گے مگر آخر میں تمہیں ایک بڑی جماعت بناؤں گا یہ اس وقت کی وحی الہی ہے جبکہ میرے ساتھ ایک آدمی ہی نہیں تھا پہ میرے دعویٰ کے شعلہ ہونے پر مخالفوں نے ناخون تک زور لگا آخر جب پیشگوئی مذکورہ بالا یہ سلسلہ پھیل گیا اور اب آج کی تاریخ تک بڑش انڈیا میں یہ جماعت ایک لاکھ سے بھی کچھ زیادہ ہے ندوۃ العلماء کو اگر مزایا دے تو براہین احمدیہ اور سرکاری کاغذات کو دیکھ کر تباہ و کے کہ کیا یہ معجزہ ہے یا نہیں پہر حیکتہ قرآن اور معجزہ دونوں پیش کئے گئے تو اب بحث کس غرض کیلئے ؟

ایسا ہی اس ملک کے گدی نشین اور پیرزادے دین سے ایسے بے تعلق اور اپنی بدعات میں ایسے دن رات مشغول ہیں کہ انکو اسلام کی مشکلات اور آفات کی کچھ ہی خبر نہیں

ان کی مجالس میں اگر جاؤ تو بجائے قرآن شریف اور کتب حدیث کے طرح طرح کے تنبورے اور سازنگیان اور ڈھولکیان اور قوال وغیرہ اسباب بدعات نظر آئیں گے اور پہرہ وجود اسکے مسلمانوں کے پیشوا ہونے کا دعوے اور اتباع نبوی کی لاف زنی اور بعض انہیں عورتوں کا لباس پہنتے ہیں اور ہاتھوں میں مہندی لگاتے ہیں اور چوڑیا پہنتے ہیں اور قرآن شریف کی نسبت اشعار پڑھنا اپنی مجلسوں میں پسند کرتے ہیں۔ یہ ایسے پڑانے لگتا رہیں جو خیال میں نہیں آسکتا کہ دور ہوسکین تاہم خدا تعالیٰ اپنی قدرتیں دکھائے گا اور اسلام کا حامی ہوگا ۴ [عورتوں کو کچھ نصیحت]

ہمارے اس زمانہ میں بعض خاص بدعات میں عورتیں بھی مبتلا ہیں وہ نقد و نکاح کے مسئلہ کو نہایت بڑی نظر سے دیکھتی ہیں گویا اسپر ایمان نہیں رکھتیں انکو معلوم نہیں کہ خدا کی شریعت ہر ایک قسم کا علاج اپنے اندر کہتی ہے پس اگر اسلام میں نقد و نکاح کا مسئلہ نہ ہوتا تو ایسی صورتیں کہ جو مردوں کے لئے نکاح ثانی کے لئے پیش آجاتی ہیں اس شریعت میں انکا کوئی علاج نہ ہوتا۔ مثلاً اگر عورت دیوانہ ہو جائے یا مجذوم ہو جائے یا ہمیشہ کے لئے کسی ایسی بیماری میں گرفتار ہو جائے جو بیکار کر دیتی ہے یا اور کوئی ایسی صورت پیش آجائے کہ عورت قابل رحم ہو مگر بیکار ہو جاوے اور مرد بھی قابل رحم کہ وہ تجرد پر صبر نہ کر سکے تو ایسی صورت میں مرد کے توئے پر یہ ظلم ہے کہ انکو نکاح ثانی کی اجازت نہ دی جاوے و حقیقت خدا کی شریعت نے انہیں امور پر نظر کر کے مردوں کے لئے یہ راہ کھلی رکھی ہے اور مجبور یوں کے وقت عورتوں کے لئے بھی راہ کھلی ہے کہ اگر مرد بیکار ہو جاوے تو حاکم کے ذریعہ سے خلع کرالین جو طلاق کے قائم مقام ہے خدا کی شریعت دو افروش کی دوکان کی مانند ہے پس اگر دوکان ایسی نہیں ہے جس میں سے ہر ایک بیماری کی دوا مل سکتی ہے تو وہ دوکان چل نہیں سکتی پس غور کرو کہ کیا بیسچ نہیں کہ بعض شکلات مردوں کے لئے ایسی پیش آجاتی ہیں جن میں وہ نکاح ثانی کے لئے مضطر ہوتے ہیں۔ وہ شریعت کس کام کی جس میں کل شکلات کا علاج نہ ہو۔ دیکھو انجیل میں

**طلاق** کے مسئلہ کی بابت صرف زنا کی شرط تھی اور دوسرے صدرِ طالع کے اسباب جو مرد اور عورت میں جانی دشمنی پیدا کر دیتے ہیں ان کا کچھ ذکر نہ تھا اس لئے عیسائی قوم اس خامی کی برداشت نہ کر سکی اور آخراً امریکہ میں ایک طلاق کا قانون پاس کرنا پڑا سو اب سوچو کہ اس قانون کی بحال کی گئی۔ اور عورتوں کو فکر نہ کرو جو تمہارے کتاب ملی ہے وہ انجیل کے طبع انسانی تصرف کی محتاج نہیں اور اس کتاب میں جیسے مردوں کے حقوق محفوظ ہیں عورتوں کے حقوق بھی محفوظ ہیں اگر عورت مرد کے تعدد ازواج پر ناراض ہے تو وہ بذریعہ حاکم خلع کر سکتی ہے۔ خدا کا یہ فرض تھا کہ مختلف صورتیں جو مسلمانوں میں پیش آئی ہوں انہیں اپنی شریعت میں انکا ذکر کرنا تا شریعت ناقص رہتی سو تم اے عورتو اپنے خاوندوں کے ان ارادوں کے وقت کہ وہ دوسرا نکاح کرنا چاہتے ہیں خدا تعالیٰ کی شکایت مت کرو بلکہ تم دعا کرو کہ خدا تمہیں مصیبت اور ابتلا سے محفوظ رکھے بیشک وہ مرد سخت ظالم اور قابلِ مواخذہ ہے جو دو چور و دہلیز کر کے انصاف نہیں کرتا مگر تم خود خدا کی نافرمانی کر کے موردِ قہر الہی مت بنو ہر ایک اپنے کام سے پوچھا جائیگا۔ اگر تم خدا تعالیٰ کی نظر میں نیک بنو تو تمہارا خاوند بھی نیک کیا جائیگا اگرچہ شریعت نے مختلف مصلح کی وجہ سے تعدد ازواج کو جائز قرار دیا ہے لیکن قضاء قدر کا قانون تمہارے لئے کہلا ہے اگر شریعت کا قانون تمہارے لئے قابلِ برداشت نہیں تو بذریعہ دعا قضاء قدر کے قانون سے فائدہ اٹھاؤ کیونکہ قضاء قدر کا قانون شریعت کے قانون پر ہی غالب آجائے تقویٰ اختیار کرو دنیا سے اور اسکی زینبت سے بہت دل مت لگاؤ۔ قومی فخر مت کرو کسی عورت سے ٹھٹھا منسی مت کرو خاوندوں سے وہ تقاضے نہ کرو جو انکی حیثیت سے باہر ہیں کوشش کرو کہ تا تم معصوم اور پاک دامن ہونکی حالت میں قبروں میں داخل ہو خدا کے فرائض نماز زکوٰۃ وغیرہ میں سستی مت کرو اپنے خاوندوں کی دل جان سے مطیع ہو بہت سا حصہ انکی عزت کا تمہارے ہاتھ میں ہے سو تم اپنی اس فہم داری کو ایسی عمدگی سے ادا کرو کہ خدا کے نزدیک صالحات و قانات میں گنی جاؤ۔ اسلئے نہ کرو اور خاوندوں کو نیچا طور پر خرچ نہ کرو۔ خیانت نہ کرو۔ چوری نہ کرو۔ گناہ نہ کرو ایک عورت دوسری عورت یا مرد پر پتیا نہ لگاؤ

## تقطیل جمع

مندرجہ ذیل میموریل حضرت مسیح موعودؑ کو گورنٹ آف انڈیا کی چند تین تقطیل جمع پیش کیا

چونکہ تاج پوشی کا جلسہ جو دہلی میں ہو گا ہر ایک فرقہ رعایا گورنٹ برطانیہ کو اس سہیت خوشی ہے اور مسلمانوں کو ایک خاص خوشی جو اس جلسہ میں ان کے اسلامی تخت گاہ کے شہر کو عزت دی گئی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عمن گورنٹ کو مسلمانوں پر ایک خاص نظر عنایت ہے اور مسلمانوں کی مدت دراز سے ایک ولی تمنا ہے جسکے پیش کر نیکی لئے اس وقت سے زیادہ مبارک کوئی وقت نہیں کہ ہمارے بادشاہ عالیجاہ قیصر کی تاج پوشی کے جلسہ کا دن قریب ہے اسلئے مجھے تحریک کی گئی کہ میں اس التماس کو اب سے پیش کروں کیونکہ میں ایک ایسے مسلمانوں کے گروہ کا امام ہوں کہ جو برٹش انڈیا اور دوسرے مقامات میں ایک لاکھ سے بھی زیادہ ہے اور میں ضروری نہیں سمجھتا کہ میں ان کے نام لکھوں کیونکہ وہ مجھ سے بیعت کرنے والے ہیں یعنی میرے مرید ہیں اور مجھ سے الگ نہیں ہیں یہ وہ فرقہ ہے جو فرقہ احمدیہ کے نام سے مشہور ہے اور پنجاب اور ہندوستان اور دیگر متفرق مقامات میں پھیلے ہوئے ہیں وہ فرقہ ہے جو دن رات کوشش کر رہا ہے کہ مسلمانوں کے خیالات میں سے جہاد کی بیہودہ رسم کو اٹھا کر چنانچہ ایک ساٹھ کے قریب میں نے ایسی کتابیں عربی اور فارسی اور اردو اور انگریزی میں تالیف کر کے شائع کی ہیں جن کا یہی مقصد ہے کہ یہ غلط خیالات مسلمانوں کے دلوں سے محو ہو جائیں اس قوم میں یہ خرابی اکثر نادان مولویوں نے ڈال رکھی ہے لیکن اگر خدا نے چاہا تو میں امید رکھتا ہوں کہ عنقریب اس کی اصلاح ہو جائے گی گورنٹ کے اسلئے حکام کی طرف سے ایسی کارروائیوں کا ہونا ضروری ہے جس سے مسلمانوں کے دلوں میں منقوش ہو جائے کہ یہ سلطنت اسلام کے لئے حقیقت چمٹہ فیض ہے اور نہایت خوشی کی بات ہے کہ حضور لارڈ کرزن بالقابہ نے ایسی نمایاں کارروائی کی ہیں کہ مسلمانوں کو بھی نہیں بھولیں گی جیسا کہ لاہور کے قلعہ کی مسجد کا مسلمانوں کو عطا کرنا اور



ایک باہر کی مسجد چسپریل والوں کا قبضہ تھا مسلمانوں کو عنایت فرما اور نیز اپنی طرف سے دہلی کی شاہی مسجد کے لئے ایک قیمتی لال ٹین اپنی جیب سے مرمت فرمانا ان فیاضانہ کارروائیوں سے جس قدر مسلمان شکر گزار اور گرویدہ ہیں اس کا اندازہ نہیں ہو سکتا لیکن ایک تئنان کی ہنوز باقی ہے اور وہ ایسے کہتے ہیں کہ جن ہاتھوں سے یہ مرادین پوری ہوئی ہیں وہ تنہا بھی انہیں ہاتھوں سے پوری ہوگی اور وہ آرزو یہ ہے کہ روز جمعہ ایک اسلامی عظیم الشان تہوار ہے اور قرآن شریف نے خاص کر اس دن کو تعطیل کا دن ٹھہرایا ہے اور اس بائے میں خاص ایک سورۃ قرآن شریف میں موجود ہے جس کا نام سورۃ الجمعہ ہے اور اس میں حکم ہے کہ جب جمعہ کی باگ بجائے تو تم دنیا کا ہر ایک کام بند کر دو اور مسجدوں میں جمع ہو جاؤ اور نماز جمعہ اس کی تمام شرائط کے ساتھ ادا کرو اور جو شخص ایسا نہ کریگا وہ سخت گنہگار ہے اور قریب ہے کہ اسلام سے خارج ہو اور جب قدر جمعہ کی نماز اور خطبہ سننے کی قرآن شریف میں تاکید ہے اس قدر عید کی نماز کی بھی تاکید نہیں اسی غرض سے قدیم سے اور جب سے کہ اسلام ظاہر ہوا ہے جمعہ کی تعطیل مسلمانوں میں چلی آئی ہے اور اس ملک میں بھی برابر آٹھ سو برس تک یعنی جب تک کہ اس ملک میں اسلام کی سلطنت رہی جمعہ میں تعطیل ہوتی تھی اسی وجہ سے یاسٹ پیالہ میں جمعہ کی تعطیل ان دنوں تک ہوتی رہی اور اس ملک میں تین قومیں ہیں ہندو عیسائی مسلمان - ہندوؤں اور عیسائیوں کو ان کے مذہبی رسوم کا دن گورنمنٹ نے دیا ہوا ہے یعنی اتوار جس میں وہ اپنے مذہبی رسوم ادا کرتے ہیں جس کی تعطیل عام طور پر ہوتی ہے لیکن یہ تیسرا فرقہ یعنی مسلمان اپنے تہوار کے دن سے یعنی جمعہ سے محروم ہیں۔ برٹش انڈیا میں کون مسلمان ہے جو آہ مار کر یہ نہیں کہتا کہ کاش جمعہ کی تعطیل ہوتی لیکن اس کرزنی دور میں جبکہ لارڈ کرزن اس ملک کے وائسرائے ہیں مسلمانوں کو اس تمنا کے پورے ہونے میں بہت کچھ امید بٹھ گئی ہے اور وہ خیال کرتے ہیں کہ جبکہ لارڈ کرزن نے دلی فیاضی اور ہمدردی سے ان کی مساجد و گھرانے کی مرمت کی ہے تو پھر وہ امر جو مسجدوں کی علت غائی ہے یعنی نماز جمعہ یا مذہبی ہاتھوں سے انجام پذیر ہوگا مسجد توشل دسترخوان یا مینبر کے ہے جس پر روٹی رکھی جاتی ہے مگر نماز جمعہ اصل روٹی ہے۔

تمام مساجد کی ٹہنی بھٹا کر عرض نماز جمعہ ہے پس کیا ہمارے عالی ہمت و ایسے لارڈ کرزن یہ روا رکھیں گے کہ وہ ہمیں دسترخوان تو دین مگر روٹی ندین ایسی دعوت تو ناقص ہے اور امیندین کہ ایسا فیاض دل جو امر دایہ کی کو اپنے پرگوارا کرے اور اگر ایسا ہمدرد و ایسے جس کے بعد کم امید ہے کہ اس کی نظیر ملے اس فیاضی کی طرف توجہ نہ فرماوے تو پھر اس کے بعد عقل تجویز نہیں کر سکتی کہ مسلمانوں کے لئے کبھی وہ دن آوے کہ دوسرے و ایسے سے یہ مراد یا سکین یا ایک ایسی مراد ہے کہ اسکا انجام پذیر ہونا مسلمانوں کے دلون کو گورنمنٹ برطانیہ کی محبت کی طرف ایک زبردست کشش سے کھینچ لے گا اور ان احسانوں کی فہرست میں جو اس گورنمنٹ نے مسلمانوں پر کئے ہیں اگر یہ احسان بھی کیا گیا جو عام طور پر جمعہ کی تعطیل دیا جائے تو یہ ایسا احسان ہو گا کہ جو آب زر سے لکھنے کے لائق ہو گا اور اسکا مسلمانوں کے دلون پر بڑا اثر پڑے گا بالخصوص جبکہ عین تاج پوشی کے جلسہ میں جہان نہار نارٹیس اور والیان ملک موجود ہوں گے اس احسان کو تاج پوشی کی ایک یادگار ٹھہرا کر سنایا جائے گا تو جو کچھ مسلمانوں کے دلون میں خوشی سے بھری ہوئی محبت پیدا ہوگی اسکا کیا اندازہ ہو سکتا ہے اس دن لوگ امام شہیدین خوشی کے نعروں کے ساتھ لارڈ کرزن کے گیت گائیں گے اور اسکے حق میں دعائیں کریں گے اور اس کارروائی سے اسلام اور عیسائیت میں ایک میدان پیدا ہو جائے گا اور تمام تعریف لارڈ کرزن کے عہد کی طرف ہمیشہ کیلئے منسوب رہے گی اور میری دانست میں عام مسلمانوں کو خوش کرنے کے لئے جو کارنامہ وہ چھوڑ جائینگے اس سے بہتر کوئی نہ ہو گا مسلمان ایک قوم ہے جو سب سے زیادہ مذہب کا رنگ اپنے اندر رکھتی ہے اور ہر ایک تالیف قلوب جو مذہبی رنگ میں کی جائے وہ ان کے دلون کو کھینچ لیتی ہے پس اعلیٰ سے اعلیٰ حکمت علی مسلمانوں کو مسخر کر چکی یہی ہے کہ مذہبی رنگ میں ان کو کوئی فائدہ پہنچایا جائے۔ چونکہ تاج پوشی کے جلسہ کا موقع ایک ایسا بابرکت موقع ہے کہ ہندو مسلمانوں کی اس طرف آنکھیں لگی ہوئی ہیں کہ اس مبارک رسم کی یادگار میں کیا کچھ سرفرازی ہر دو فرق کی کیجاتی ہے پس اگر گورنمنٹ اس مبارک دن کی یادگار کے لئے مسلمانوں کے جمعہ کی تعطیل کو ملوے یا اگر نہ ہو سکے تو نصف دن کی ہی تعطیل دیدے تو میں سمجھتا ہوں کہ

کہ عام دن کو خوش کر شیکے لئے اس سے زیادہ کوئی کارروائی نہیں مگر چونکہ گورنمنٹ کی قیاضی کاتنگ دائرہ نہیں ہے اور اگر توجہ پیدا ہو تو اسکو کچھ پروا نہیں ہے اس لئے صرف نصف دن کی تعطیل ایک ادنیٰ بات ہے یقین ہے کہ گورنمنٹ عالیہ اس مبارک یادگارین پورے دن کی تعطیل عنایت فرمائیگی اور یہی مسلمانوں کو توقع ہے۔ جمعہ کے دن کو کچھ مسلمانوں سے ہی خصوصیت نہیں بلکہ یہ دن عیسائی مذہب میں بھی قابلِ تعلیم ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جمعہ کے روز ہی صلیب دے گئے تھے اور عیسائی عقیدہ کے روئے تمام برکات کی جڑ ہی واقعہ ہے یہودیوں کا سبت بھی اس زمانہ تک کہ جب وہ مصر سے نہیں نکلے تھے جمعہ ہی تھا قدیم مصری سلطنت میں بھی جمعہ کی ہی تعطیل ہوتی تھی اور حضرت آدم بھی جمعہ کے دن ہی پیدا ہوئے تھے نوح کی کشتی اراٹ کے پہاڑ پر جمعہ کے دن ہی ٹکی تھی۔ پس اس تعطیل سے یہ تمام یادگارین قائم ہو سکتی ہیں اور مسلمان اس بات پر راضی ہیں کہ ان کی بعض غیر ضروری تعطیلات بند کر کے ان کی جگہ جمعہ کی تعطیل دی جائے اور مجھے اس بات کا خیال ہے کہ جمعہ کی تعطیل رعایا اور گورنمنٹ میں ایک حقیقی مصالحت کی بنیاد ڈالے گی اور خیالات پر ایک ایسا اثر ہوگا کہ وہ فوق العادہ تصور کیا جائے گا اگرچہ گورنمنٹ بہت دانشمند ہے لیکن عام مسلمانوں کے حالات سے ذاتی واقفیت مجھے اس بات کے اظہار کے لئے مجبور کرتی ہے کہ اس موقع پر مسلمانوں کو خوش کر شیکے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی طریق نہیں اس لئے ایک بڑی جماعت کی تحریک سے یہ میوریل رسالہ حضور کیا جاتا ہے اور امید کی جاتی ہے کہ توجہ سے اس پر غور کیا جائے خاص کر میرے بڑے بھائی سید عیسیٰ ہون کہ مسلمان لوگ گورنمنٹ کے ساتھ سچے اخلاص میں ترقی کریں اس تعطیل سے ایک دستاویز ملتی ہے اور گورنمنٹ کی عنایات ثابت کر شیکے لئے اور نئے دلائل حاصل ہوتے ہیں اسلئے میں اس عرض کیلئے جرات کرتا ہوں کہ اس عرضداشت پر ضرور توجہ فرمائی جائے اور اسکو ایک عمومی عرضی سمجھ کر مال نہ کیا جائے اور یہ تصور کیا جائے کہ صرف ایک شخص کی یہ درخواست ہے کیونکہ جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں ایک شخص کی درخواست نہیں بلکہ ایک لاکھ معزز مسلمان کی درخواست ہے اور چونکہ وہ لوگ مجھے بیعت اور مریدی کا تعلق رکھتی ہیں اسلئے ضرور ہی شہر سمجھا گیا کہ ان کے نام لکھے جائیں اور میں ان سب کی طرف سے بطور ایڈوکیٹ ہو کر امید بھرے ہوئے دل کے ساتھ یہ عرضداشت روانہ کرتا ہوں اور دعا ہے ختم کرتا ہوں \*

## اعجازِ زاجری

### دائی اور زندہ پتھر

مختلف مذاہب کے بیان کردہ معجزات کا مطالعہ تحقیق کا ایک وسیع میدان ہمارے سامنے پیش کرتا ہے لیکن ہمارے موجودہ مضمون کو اس سے کچھ بھی تعلق نہیں اس معجزہ کو جس کی طرف ہم ناظرین کو توجہ دلانا چاہتے ہیں معجزات کی تاریخ میں ایک مسلمہ بنی نظیر اور اس کے مرتبہ حاصل ہر گز ہم حضرت موسیٰ و عیسیٰ و دیگر انبیاء بنی اسرائیل علیہم السلام کی نبوت اور ان کے خدا کی طرف سے ہونے پر ایمان لاتے ہیں لیکن اس امر سے ہم انکار نہیں کر سکتے کہ انکو معجزات اور نشان صرف عارضی اور وقتی نشان تھے جو ایک خاص زمانہ اور خاص قوم کیلئے دکھائے گئے تھے مثلاً سب سے بڑا معجزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنے انکے عصا کا سانپ بن جانا صرف ناظرین کے لئے ہی ایک معجزہ تھا لیکن ان کی ذریت اور دیگر اشخاص کے سامنے یہ صرف ایک کہانی ہے اور تنکی طبیعتوں کیلئے یہ ایک مبالغہ آمیز افسانہ کے سوا اور کچھ نہیں۔ انجیل کے معجزات محض توریت و دیگر صحف انبیاء کے معجزات کی نقل ہیں۔ اور عظمت میں بعض حالتوں میں ان سے بہت کم درجہ پر ہیں دیو نکالنے پر آج لوگ ہنسی اڑاتے اور پانی کو شراب بنانے پر خیر خواہ بنی نوع تاسف کرتے ہیں۔ آم کا پودا فوراً اگانا انجیر کے درخت کے سکھانے سے بہت بڑھ چڑھ کر ہے۔ یسوع کے پانی پر چلنے کو لوگوں کے ہوا پر اڑنے کے بالکل مات کر دیا ہے۔ اس نے بیماروں کو چنگا کیا لیکن یہی کام سلوم کے تالاب نے اور یسوع کے ہم عصر مخالفوں نے بھی کئے اور ہر زمانہ میں لوگ سلب امراض کرتے آئے ہیں۔ امیرکہ کا جھوٹا رسول ڈاکٹر ڈوئی بھی آج کل وہی کام کرتا ہے جو یسوع دو ہزار سال پیشتر کیا کرتا تھا اور اپنی ناکامیوں کے وقت وہ یسوع کی ناکامیوں کو مثلاً پیش کر دیتا ہے۔ الغرض ایسے معجزات میں تاریخی پہلو سے بہت نقص ہیں۔ اول تو یہ عارضی باتیں ہوتی ہیں اور گو مشاہدہ کرنے والے لوگ کچھ عرصہ تک متعجب رہیں لیکن معجزہ ہو چکنے کے بعد یا آئینہ والی نسلوں کے لئے ایسے معجزات ان خصوصیتوں سے خالی ہوتے ہیں جو دلوں میں خدا تعالیٰ کی قدرت و عظمت کا رعب بٹھا سکے جیسا کہ ان کے ساتھ



دوسرے زندہ معجزات بطور شاہد کے موجود نہ ہوں بلکہ ان کا اثر بہت جلد دلوں سے ناپاٹا ہو جاتا ہے۔ دویم ایسے معجزات دعوے کی ایسی دلیل نہیں ہوتی جس سے قدرتی طور پر نتیجہ صداقت دعوے کا پیدا ہوا اور اس طرح پر صحیح تعلق دلیل اور دعوے کے درمیان کوئی نہیں ہوتا اگر کوئی شخص خاص پانی کی شراب بنائے تو اس سے یہ استدلال نہیں کر سکتے کہ اس کا کلام خدا کا کلام ہے یا وہ اپنے کسی حوے میں سچا ہے ان اس کرتب سے ہم زیادہ سے زیادہ یہی نتیجہ نکالیں گے کہ وہ پاک پانی کی ناپاک شراب بنانے میں ماہر ہے۔ سوئم ان معجزات کی پیش کردہ شہادت صاف اور صریح نہیں ہوتی۔ مدار یونکو ہتھکنڈے معمولی تلاش بینوں کی نظر میں معجزہ کا اثر رکھتے ہیں اس قسم کے اصلی معجزہ اور ہتھکنڈے میں امتیاز کرنے کیلئے کوئی کھلا کھلا معیار نہیں۔ کوئی معجزہ ایسا نہیں جس کی نقل شعبہ بازار اور جسمانی ورزش والوں نے نہ کی ہو اور ایسے معجزات اور مصنوعی باتوں میں بڑی مشابہت پائی جاتی ہے۔ چہارم چونکہ ایسے معجزات چند لمحوں کے لئے ہوتے ہیں اس لئے دیکھنے والے بھی اس کی اصلیت پر پورا یقین نہیں کر سکتے ممکن ہے کہ دیکھنے والے کو دھوکا لگا ہو یا کوئی ایسا فریب ہو جس کی وہ اصلیت تک نہ پہنچ سکا ہو کیونکہ حقیقت تک پہنچنے کے لئے کافی وقت نہیں ہوتا۔ پشتر اسکے کہ کوئی شخص اسپرینور کر کے معجزہ ختم ہو جاتا ہے پنجم ایسے معجزات دکھائے جائیں کہ بعد لمحاظ دلیل ایک صراحت و براہت و قدرت اپنے اندر نہیں رکھتے۔ دوسرے زمانہ میں انہیں کسی دعوے کی تائید میں پیش کرنا گویا دعویٰ ہی کو دلیل ٹھہراتا ہے کسی دعوے کے ثبوت میں انکو پیش کرنے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ ان کی سچائی کو زبردست شہادتوں اور صحیح دلائل سے ثابت کیا جائے۔ ششم انکی سچائی اور واقع ہونے کی لایہ نہی شہادت عموماً یافت سے باہر ہوتی ہے انکے مشاہدہ کر نیوالے صرف چند اشخاص ہوتے ہیں اور بسبب ایک آناؤنا کا نظارہ ہونیکے ان کا اثر زمانہ آئندہ پر کم پڑتا ہے خارق عادت واقعات پر ایمان لانے والے وہ لوگ ہوتے ہیں جو انکے مشاہدین ہوں لیکن دیگر اشخاص کے نزدیک ان میں اور مبالغہ آمیز فسادوں میں کوئی کافی اور کھلا کھلا امتیاز مشکل سے مل سکتا ہے رویت کی شہادت بالکل نہیں ہوتی۔ ممکن ہے کہ اراقصہ ہی غلط ہو۔ یا جس شخص کی شہادت بیان کی جاتی ہے اس نے جھوٹ بولا ہو یا اسکو دھوکا لگا ہو پس اس صورت میں اصلیت تک پہنچنا محال کے قریب قریب



جو انہیں بتاتا ہے

ہو جاتا ہے یہ مفتی۔ معجزات کی تعداد اتنی بڑھ گئی ہے کہ ایک انصاف پسند محقق کے لئے واقعات کا امتیاز اور جھوٹی باتوں کا رد نہایت مشکل امر ہے۔ ہر ایک مذہبی فرقہ اپنے پیشواؤں کے عجیب عجیب قصے بیان کرتا ہے لیکن اصلی واقعہ میں جھوٹ ایسا ملا ہوتا ہے کہ دونوں کو علیحدہ علیحدہ کرنا ایک سخت دشوار امر ہے۔ نیز اگر کوئی صحیح واقعہ موجود بھی مانا جائے تو بھی یہ جھوٹی کہانی کا عشرِ عشہ قرآن شریف ہی ایک لاثالی کتاب ہے جسے ان سب عیوب کے پاک عظیم الشان معجزہ پیش کرنے کا فخر حاصل ہے اس کے معجزہ کی صداقت ہر شخص اپنے زمانہ میں اپنے واسطے جانچ سکتا ہے یہ معجزہ تمام لوگوں اور تمام زمانوں کے لئے ہے۔ نیز اس معجزہ کو اس دعوئے سے بڑا بھاری تعلق ہے جس کی تائید میں وہ پیش کیا گیا ہے چنانچہ قرآن مجید کے شروع میں اس معجزہ کا یہون ذکر ہے **وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ** **وَاذْعُوا سَهْدًا كَمَا كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۚ فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاْتَقُوا النَّارَ ۚ**

(البقرہ کا) ترجمہ ”اور اگر تم شک کرتے ہو بیچ اس چیز کے جو تماری ہم نے اپنے بندے پر تو بنا لاؤ ایک سورۃ اس کی مانند اور بلا لو اپنی مدد کے لئے ان تمام مددگار کے خدا کے سوا جو تم بھروسہ کرتے ہو اگر تم بچے ہو اور اگر تم یہ نہ کرو اور تم ہرگز نہ سکو گے تو ڈرو ووزخ کی آگ سے“ ایک اور مقام پر آیا ہے **قُلْ لِّمَنِ اجْتَمَعَتِ الْجَنُّ وَالْإِنْسُ عَلَىٰ إِيَّاكُمْ أَمْ لَهُمْ آلَافُ مِثَالِ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا**

(بنی اسرائیل) ترجمہ ”کہہ دے اگر جمع ہو جائیں جن اور انسان اس بات پر کہ قرآن کی مثل بنالین نہین بنا سکیں گے اس کی مثل خواہ وہ ایک دوسرے کی مدد ہی کریں“ قرآن کریم کا یہ معجزہ ہمیشہ کے لئے زندہ اور تمام زمانوں میں اس کی صداقت کا میاں رہے اس معجزہ کا قیام جس سے بیمار چنگے ہوتے یا مردے زندہ کئے جاتے ہیں (اگر بالفرض ایسا ہوتا ہو) تو اس شخص کے وجود سے ہی وابستہ ہوتا ہے جسے اس معجزہ کے اثر سے فائدہ اٹھایا ہوا اور اس کی موت کیساتھ اس پر بھی ایک موت طاری ہو جاتی ہے لیکن قرآن کریم ہمیشہ زندہ ہے اور اس کے ساتھ اسکا چر شریکت

معجزہ بھی زندہ ہے۔ قرآن کریم کے اس دعوے کی منادی کہ وہ بے مثل اور الہی کلام ہے تیرہ صدیوں سے کی جا رہی ہے اور ہمیشہ تک بغیر کسی مقابلہ کے دنیا کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک ہوتی رہے گی۔ تمام دنیا اب اور آئندہ اسکے معجزہ کی سچائی پر گواہ ہے اور ہر سچی بات آج بھی اپنے مخالفین کو اپنا مثل بنانے کے لئے ویسا ہی چیلنج کرتا ہے جیسے گزشتہ زمانہ میں کیا کرتا تھا۔ انسانوں کی لیاقت اور عقل کی کمزوری اور ناقابلیت اسکے مثل بنانے میں اسکے معجزہ کی صداقت کی صاف اور قطعی دلیل ہے جسکے بعد کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں پڑتی اس معجزہ سے قرآن کریم کا صریح منجانب الہد ہونا بھی ثابت ہوتا ہے کیونکہ اگر کل انسانی طاقتیں قرآن مجید کے مثل بنانے میں عاجز ہیں تو معلوم ہوا کہ اسکا صدور کسی اعلیٰ منبع سے ہے اور اس طرح قرآن کریم کا یہ معجزہ اسکے منجانب الہد ہونے کی سچائی پر دال ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی یہی زندہ معجزہ عطا ہوا ہے کیونکہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ و منظم و سچا خادم ہے۔ قریباً دس سال ہوئے کہ آپ نے خدا سے الہام پا کر شہر کیا تھا کہ خدا نے مجھے فیض بلغ عربی لکھنے کا معجزہ بخشا ہے اور یہ کہ کوئی عربی دان بیری عربی کی مثل نہ بنا سکے گا خواہ تمام علماء ایک دوسرے کی مدد ہی کیوں نہ کریں۔ دس سال سے اس چیلنج کا کسی نے مقابلہ نہیں کیا گو آپ نے اس امر کی تجدید ہر تازہ تصنیف سے کی ہے۔ اور گو اسلامی ممالک کے تمام علماء بار بار اس چیلنج کو قبول کرنے کے لئے مدعو کئے گئے ہیں اعجاز المسیح میں جو سورۃ فاتحہ کی ایک معجزہ تفسیر ہے۔ یہی دعوے کیا گیا۔ جسکے بارے میں آپ نے تحریر فرمایا تھا کہ تمام عربی دان خواہ اس کی مثل بنانے میں متفق بھی ہو جائیں تو بھی نہ بنا سکیں گے اور اگر کسی نے اس امر کی جرأت کی تو وہ ذلیل اور ناکام ہوگا۔ عیسائی و مسلمان مخالفین نے اپنی خاموشی کے ساتھ ان الفاظ کی صداقت پر مہم کر دی ہے +

ایک اور کتاب اعجاز احمدی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے گزشتہ ۱۶ نومبر کو شائع کی۔ اس کتاب کے توڑے صفحہ میں اور یہ پانچ دن میں لکھی گئی اس کی تصنیف کا باعث ایک مباحثہ تھا۔ جو ضلع امرتسر کے ایک گاؤں مدنامی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مریدوں اور ایک مشہور مخالف

کے مابین ہوا۔ یہ مباحثہ ۲۹، ۳۰ اکتوبر گزشتہ کو ہوا اور اس کی خبر آپ کو دور روز بعد ملی۔ پہلے چالیس صفحات میں دیکھا کہ جس میں مباحثہ مذکور کے متعلق مخالف کے دلائل کی تردید ہے اور باقی حصہ میں ایک نہایت فصیح و بلیغ عربی نظم ہے جس میں واقعات مباحثہ و چند پیشگوئیاں شامل ہیں اس کتاب کے ساتھ مخالفوں کے لئے کہ اگر وہ اس کی مثل بنالائین دس ہزار روپیہ کا انعام بھی تھا اسکے مقابلہ کیا کر مخالفین کو صرف برابری کی سطح پر ہی مدعو نہیں کیا گیا تھا بلکہ ان کو دو طرح سے آسانی بھی دی گئی تھی اول یہ کہ اگر وہ چاہیں تو اپنی مدد کے لئے چھان سے چاہیں عربی دان ادیبوں اور علماء کو بلا لیں۔ دوسرے یہ بجائے پانچ روز کے جس میں یہ کتاب لکھی گئی مخالفین کو پچیس روز تک اس کی مثل تیار کرنے کی مہلت دی گئی تھی اس طرح پر وہ ہر سہولت ان کو دی گئی۔ مگر ان تمام سہولتوں کے باوجود مخالفین نے جنہیں اکثر بڑے بڑے لائین عربی دان بھی ہیں اپنی خاموشی سے قطعاً ثابت کر دیا ہے کہ انسانی طاقتیں اعجاز احمدی کے مثل بنانے میں عاجز ہیں اور اسلئے یہ انسانی کام نہیں بلکہ منجانب اللہ ہے۔ نیز یہ بھی واضح ہے کہ وہ پیشگوئی جو احمدیہ فرقہ کے اول اور نہایت شدید دشمن مولوی محمد حسین ثالوی اور منشی الہی بخش اکوٹھٹ پبلک ورکس لاہور کی نسبت جو وہ بھی سلسلہ عالیہ کا معاند ہے مع دو اور پیشگوئیوں کے کی گئی ہے انسانی فراست کی طرف منسوب نہیں کی جاسکتی کیونکہ اپنے کبھی سخت مخالفت کی نسبت ایسے وقت پر جبکہ وہ اپنی دشمنی میں حد تک پہنچا ہوا ہو۔ اس کی تبدیلی کی پیشگوئی کرنا سوائے الہی حکمت و علم کے کسی کا کام نہیں ہو سکتا۔

## یسوع کی عصمت کے متعلق انجیل کی تعلیم

یسوع کے سوانح لکھتے وقت ہر ایک محقق کو یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ انجیل نویسوں نے دورِ وادستہ اپنے پیش کردہ یسوع کے بچپن کے حالات کو اشارتاً بیان کر دیا ہے جو پہلو تہی کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی جوانی کے یام پارا وٹا پر وہ ڈالا گیا ہے جبکہ وہ عین شباب کے دنوں میں تھا اور جب اس کی اخلاقی حالت کیلئے بڑے جذبات کا رکنا نہایت قابل فخر تھا لیکن انجیل نویسوں نے دیدہ دانستہ اس کی پہلی تیس سال

زندگی کو بیان کر بیٹھے کنارہ کشی کی ہے انہوں نے اس کی زندگی اس دن سے شروع کی ہے جب وہ یرون کے پاک پانی سے صاف ہو کر اور یوحنا کے ہاتھ پر توبہ کا پتہ لیکر ایک تبدیل شدہ انسان بنا۔ اگر اس زمانہ کی نسبت جہان انجیل نویسون نے خاموشی اختیار کی ہے دوسرے ذرائع سے پتہ لگایا جائے اور مخالفین کے بیان کو صحیح تسلیم کیا جائے تو اس میں شک نہیں کہ اس کی سوانح میں اعلیٰ درجہ کی پاکیزگی کا نمونہ نہیں ملتا بلکہ مخالفین کے بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس وقت عیوب سے خالی نہ تھا مثلاً یہودی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ وہ ایک یہودی لڑکی پر عاشق ہو گیا اسوجہ اسکے استاد نے ناراض ہو کر اسے عاق کر دیا۔ اس قسم کے واقعات یسوع کی الوہیت و معصومیت پر ایک خطرناک حملہ ہیں لیکن ہم اس مضمون کو صرف انجیل کے حوالوں کے رو سے لکھنا چاہتے ہیں اور اسکے مخالفین کے بیانات کو ابھی چھوڑتے ہیں۔

اس بارہ میں یسوع کا ایک اپنا مقولہ قطعی ثبوت ہے انجیل متی ۱۹-۱۸ میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے یسوع کے پاس آکر کہا کہ ”اے نیک استاد میں کوئی نیک کام کروں کہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں“ اور اس نے جواب دیا ”تو مجھے نیک کیوں کہتا ہے نیک کوئی نہیں مگر ایک یعنی خدا“ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یسوع کا نیک کہلانے سے انکار کرنا اس واسطے تھا کہ وہ اپنے آپ کو گناہ سمجھتا تھا اس وقت جو جواب یسوع کی عصمت کے حامی دیتے ہیں وہ بجائے خود اس امر کی مضبوط دلیل ہے کہ ان کے پاس کوئی جواب نہیں وہ کہتے ہیں کہ چونکہ یسوع خدا تھا اسلئے ایسے جواب کے اسکا منشاء صرف یہ تھا کہ وہ شخص جو اسے صرف انسان سمجھتا ہے اسے نیک نہ کہے کیونکہ کوئی انسان گناہ سے بری نہیں اسلئے کوئی بشر نیک نہیں کہلا سکتا لیکن ایک موٹی سے موٹی عقل والا انسان بھی اس بیان کی بیوقوفی کو سمجھ سکتا ہے کیونکہ اگر یسوع صاف طور پر اپنی خدائی کا دعویٰ یہودیوں کے سامنے پیش کر چکا تھا تو ضرور تھا کہ وہ اپنی شریعت کے رو سے ایک مرتد اور نہایت گناہ کا شخص خیال کرتے ہوں اور شریعت موسوی کے لحاظ سے وہ موت کا سزاوار تھا ایا جاتا۔ پس کس طرح ایک یہودی اس دعوے کو جانکر اور مدعی کو نیک بنا کہہ کر خدا کے احکام کی خلاف ورزی کر سکتا تھا۔ برخلاف اسکے اگر اس شخص نے یسوع کے خدا کی دعویٰ کو قبول کیا ہوتا تھا تو یہ کہتا ہی بالکل لغو اور بے معنی ہے کیونکہ الوہیت کا تو اس وقت انکار ہی ہوتا



کیا گیا۔ یہ فرض کرنا ایک یہود وہ امر ہے کہ ایک یہودی نے جو اپنے مذہب پر قائم تھا یسوع کے دعویٰ الوہیت کو جانکر بھی اسے نیک استاد کے خطاب سے مخاطب کیا۔ یہودی مذہب اس بات کی تردید کرتا ہے کہ کبھی خدا بھی جسم میں ظاہر ہوا کرتا ہے اور ایسا دعوے کرنے والے کو نہایت درجہ کا گنہگار قرار دیتا ہے۔ اب یسوع کے حامیوں کو دو صورتوں میں سے ایک کا اقرار کرنا پڑے گا۔ یعنی یا تو سائل یسوع کی خدائی کے دعوے کو ماننا تھا۔ اس صورت میں مسیح کا جواب نہاد اور معنی ہے اور یا وہ خدائی کے دعوے کو نہ ماننا تھا اس صورت میں اس کا خطاب صحیح نہیں ہو سکتا۔ جو تشریح اس آیت کی عیسائی مفسرین نے کی ہے وہ یوں غلط ثابت ہوئی۔ نیز یسوع کے صاف صاف انجیلی الفاظ سے کھینچ کر ایسے معنی لکنا بھی نہیں جاسکتے اور کوئی عقلمند ایسی رکیک تالیفوں کو قبول نہیں کر سکتا۔ اگر انہیں باتوں پر یسوع کی عصمت کی بناء تو پادیرین کو جو دوسرے انبیاء کی عصمت پر اعتراض کیستہ میں یسوع کی عصمت سے ماتم و مہر دینے چاہتے تھے۔ حالانکہ یسوع نے بسے ان خاصات اور سیدھا مفہوم جسکو ہر ایک عقلمند انسان قبول کرے گا یہی ہے کہ اس نے اپنی بیگناہی کا اقرار کیا۔ اگر اس طرح پر عبارتوں کو کھینچ کر ان کے کچھ کے کچھ معنی مراد لئے جاویں تو کسی عبارت کا مفہوم بیان کرنے میں کوئی امن نہیں رہتا۔ غرض ان واقعات سے عیاں ہے کہ انجیلیں پر ایسے یسوع کی معصومیت کے مسئلہ کی تائید کرنے کے اسے گنہگار بتلا رہی ہیں کیونکہ آیت مذکورہ کے روئے یسوع نے نیک یا بیگناہ کہا نہ تھا انکار کیا وہ تمام بیانات بالکل بیہودہ ہیں جن الفاظ کے صریح معانی کو رد کرنے کے لئے پیش کی جاتے ہیں اور کوئی عقلمند انسان ان الفاظ سے سوائے یسوع کی گنہگاری کے کوئی اور نتیجہ نہیں نکال سکتا۔ یسوع کے افعال بھی اسی امر کے موید ہیں کہ وہ بیگناہ نہ تھا اس نے یوحنا بپتسمہ دینے والے کے بارے میں بپتسمہ لینے کے متعلق کئی امور مد نظر رکھنے چاہیے۔ اول یوحنا کا بپتسمہ توبہ اور گناہوں کے اقرار کا بپتسمہ تھا جیسا متی ۳: ۱۱ میں لکھا ہے کہ ”یہ شلم اور تمام یہودیہ اور یہود کے آس پاس کے ملکوں کے رہنے والے اسکے پاس گئے اور یہ دن میں اپنے گناہوں کا اقرار کر کے اس سے بپتسمہ پائے“ لوقا ۳: ۳ میں لکھا ہے ”اور وہ (یوحنا) یہود کے سارے آس پاس کے ملک



میں آگے گناہوں کی معافی کے لئے توبہ کے بپتسمہ کی منادی کرتا رہا۔ دوسری دو انجیلوں میں بھی اسی قسم کی آیتیں موجود ہیں ان آیات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یوحنا کا بپتسمہ گناہوں کی معافی کے لئے توبہ کا بپتسمہ تھا جیسا کہ لوٹانے صاف طور پر بیان کیا ہے۔ یسوع نے بھی دیگر یہودیوں کی طرح بپتسمہ پایا اور دوسرے گناہوں کی طرح ضرور اپنے گناہوں کا اقرار بھی کیا ہو گا اور بپتسمہ نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ یوحنا کے بپتسمہ میں بپتسمہ لینے والے کی طرف سے گناہوں کا اقرار ہوتا تھا اس اقرار کے بعد بپتسمہ لینے والا مرید کو پانی میں غوطہ دیتا تھا اور اس سے مراد یہ لیا جاتا تھا کہ بپتسمہ لینے والا گناہوں سے صاف ہو گیا ہے اگر گناہوں کا اقرار نہ ہوا ہو تو پانی میں غوطہ دینا بھی نہ ہوا ہو گا اور اس طرح بپتسمہ کی کوئی رسم بھی پوری نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ یوحنا کا بپتسمہ توبہ گناہوں کے اقرار اور بپتسمہ پانی میں غوطہ لینے کے بعد ان گناہوں کی معافی کا بپتسمہ تھا۔ یسوع نے خود اس طرح بپتسمہ حاصل کرنا چاہا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ کسی اور طریق سے گناہوں کی معافی اور روح القدس کا انعام نہیں مل سکتا۔ انسائیکلو پیڈیا بلیکا میں لکھا ہے کہ یوحنا کا بپتسمہ ”توبہ اور گناہوں کی معافی کا بپتسمہ تھا“ اور اس سے یہ مراد تھی کہ ”روحانی پلیدیوں سے صفائی حاصل ہو“ یہ کہنا کہ یسوع نے صرف بے معنی رسم پوری کی سخت بیہودگی ہے۔ انجیلیں کہتی ہیں کہ بپتسمہ ملا اور اس نے تمام رسم کو ادا کیا جس کا بڑا حصہ گناہوں کا اقرار تھا اسکو بے معنی رسم قرار دینا گویا یہ کہنا ہے کہ جب اس نے گناہوں کا اقرار کیا تو وہ کہتا کچھ تھا اور اسکے دل میں کچھ تھا۔ لیکن یہ تو بیاکاری ہی کسی نے اسے مجبور نہیں کیا تھا کہ گناہوں کا اقرار کرتا پھرے جبکہ اس نے کوئی بھی گناہ نہیں کیا تھا نیز اگر اسے ایک موقع چھوٹ بولا تو پھر کیوں نہیں کہ اس کی باقی تعلیم اور بیانات بھی اسی قبیل کے ہوں۔ کیا اس سے یہ نہیں پایا جاتا کہ اسکے تمام الفاظ اور کام جھوٹے اور بے معنی تھے۔ انجیل کے مطابق یسوع کا دعویٰ تو یہ تھا کہ میں معلم ہوں اور شریعت کو منسوخ کرنے آیا ہوں ہاں وہ دیکھ شریعت کے رسوم بے معنی اور مہمل اور بے حقیقت تھے اور پھر خود ایسے کام کئے جن میں کوئی حقیقت بھی نہ تھی اور ایسے الفاظ بولے جو محض جھوٹے تھے۔ اصل بات یہ ہے کہ ایسے بیانات صرف عیسائیوں کے ڈھکوسلے ہیں جو ایک جھوٹے دعویٰ کو قائم کرنے کیلئے پیش کئے جاتے ہیں۔ انجیلوں سے ہمیں معلوم

ہوتا ہے کہ یسوع نے صاف صاف نیک کہلائیے انکار کیا اور اس قول کی تائید اپنے قلب سے  
کی یعنی یوحنا کے ہاتھ پر پیشہ لیا۔

دوم انجیلو نے معلوم ہوتا ہے کہ روح القدس یسوع پر نہ اتری جب تک اس نے یوحنا  
کے ہاتھ سے پیشہ نہ پایا۔ اگر عیسائی مشنری اس امر پر غور کرتے تو انہیں آسانی سے معلوم ہوتا  
کہ یسوع کی زندگی کا سب سے عظیم الشان واقعہ جو اسکے لئے نزول برکات و انوار کا موجب ہوا یوحنا  
سے پیشہ لینا تھا جس کے بغیر روح القدس ہرگز اس پر نازل نہیں ہو سکتی تھی۔ اس کی کیا وجہ تھی  
کہ خدا نے روح القدس کا انعام یسوع کو نہ دیا جب تک اس نے یوحنا کے ہاتھ پر توبہ نہ کر لی تھی  
تو یہ ہے کہ یہ پیشہ بجائے ایک بے معنی رسم ہو نیلے یسوع کی زندگی میں ایک عظیم الشان واقعہ ہو  
اور انجیل ہی سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ واقعی یوحنا یسوع کا روحانی باپ بننے کے لائق تھا کیونکہ  
لوقا ۱/۱۵ سے ہمیں پتہ ملتا ہے کہ وہ یعنی یوحنا اپنی ماں کے پیٹ ہی سے روح القدس سے بھرا ہوا  
تھا، لیکن یسوع پر روح القدس نازل نہ ہوئی جب تک اس نے یوحنا کے سامنے عجز ظاہر نہ کیا  
اور اپنے گناہوں کا اقرار کر کے اسکے ہاتھ پر توبہ نہ کی۔ اس پیشہ کا اثر اتنی جلدی ہوا یا دوسرے  
لفظوں میں یون کہنا چاہئے کہ یوحنا کی روحانی طاقت ایسی بڑھی ہوئی تھی کہ جو نہی یسوع نے اسکے  
پاس توبہ کی اس وقت روح القدس کا انعام اسے بخشا گیا۔

نیز یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ یسوع اپنی راستبازی کو جب تک اس نے یوحنا سے پیشہ نہ لیا تھا  
خیال کرتا تھا۔ مگر یسوع کے وہ الفاظ لکھتا ہے جن میں اس نے یوحنا کے ہاتھ سے پیشہ لینے کی وجہ بیان  
کی ہے، کیونکہ ہمیں مناسب ہے کہ یونہی سب راستبازی پوری کریں۔ اس سے ظاہر ہے کہ اس وقت  
وہ اپنی راستبازی کو ناقص خیال کرتا تھا۔ اسی نقص کو اپنی راستبازی میں محسوس کر کے یا کسی دیگر  
گناہ کے باعث اس نے یوحنا کے سامنے انکساری کی اور اپنے گناہوں کی معافی مانگی یسوع کی  
راستبازی کا نقص اسکے اپنے اقرار سے ظاہر ہے کیونکہ اس نے کہا کہ میں شراب پیتا ہوں علحدہ  
یوحنا بقول اناجیل تمام مسکرات سے پہلے کہ نیو الا تھا۔ یوحنا کے وہ الفاظ جو متی نے لکھے ہیں اور  
چنے پائے جاتے ہیں کہ یوحنا نے یسوع کے مقابلہ میں نفسی دکھائی بالکل یہ بنیادیں کیونکہ ان کی نظیر

دوسری دو مستبر انجیلوں میں نہیں پائی جاتی۔ نیز ان الفاظ کی تردید متی کے ہی بیان سے ہوتی ہے۔ جہاں یسوع نے اقرار کیا کہ میری راستبازی یوحنا کے ہاتھ پر توبہ کرنے کے بغیر ناقص رہے گی نیز یوحنا یسوع کی مسیحیت پر آخر تک شک کرتا رہا (لوقا ۲۴) کیونکہ اس نے یسوع کو اس گروہ میں سے جو اپنے گناہوں کے اقرار کے لئے اسکے پاس آیا تھا ایک معمولی شخص سمجھ کر تپسمہ دیا تھا۔

ماسوا ان امور کے کہ یسوع نے خود گناہوں کا اقرار کیا اور نیز اپنے مرشد یوحنا تپسمہ دینے والے کے پاس اقرار کیا۔ ناجیل میں اسکے کئی ایک دیگر اقوال و افعال دیکھے جاتے ہیں جن سے اس کی معصومیت بالکل ملیا میٹ ہو جاتی ہے اول اسے شراب پینے کی عادت تھی لوقا ۲۲: ۱۵-۱۶ "کیونکہ یوحنا تپسمہ دینے والا آیا جو نہ روٹی کھاتا اور نہ پیتا ہے۔۔۔۔۔ ابن آدم کھاتا پیتا آیا اور تم کہتے ہو دیکھو ایک کھاؤ اور مے خوار محمول لینے والوں اور گنہ گاروں کا دوست" اس لئے اس نے اپنی تعلیم اور نمونہ سے لاکھوں جانوں کو تباہ کر دیا جو شراب کا شکار بن گئے ہزاروں خاندان اس زہر سے ہلاک ہو گئے اور اس طوفان کو بجائے روکنے کے یسوع نے اور بھی جوش دیا تاہم جو ان اور مجر د ہونیکے اس کی آشنائی بعض بدکار عورتوں سے تھی جو ہمیشہ اسکے پاس رہتی تھیں بلکہ ایک جگہ وہ بدکار عورتوں کی تعریف بھی کرتا ہے متی ۲۳: ۱۰۔ سنے ایک کچنی سے عطر ملو یا جو اس کی حرام کاری کی کمائی تھی اور اراؤ تا اس عورت کو اپنے جسم سے جسم لگانے کی اجازت دی لوقا ۲۲: ۱۵ وہ اپنے والدین کی بے ادبی کرتا تھا اور اپنی مان کی اس نے بے ادبی کی۔ (متی ۱۲: ۱۲) جو شریعت موسوی کی مطابقت سخت گناہ ہے۔ سنے ایک بیگناہ شخص کو جس نے اسے کچھ نقصان پہنچایا تھا۔ قریباً دو ہزار سوڑوں کے گلہ کو تلف کر دیا۔ مرقس ۱۱: ۱۷۔ اس نے اپنی حاضری میں اپنے شاگردوں کو بغیر رضامندی مالک کے ایسی چیز کھانے کی اجازت دی جو شرعاً ناجائز تھی اور جس واقعہ پتینوں مقبرہ ناجیل تنقہ میں (متی ۲۳: ۱۷ مرقس ۱۱: ۱۷۔ لوقا ۲۲: ۱۷)۔ اس نے یہودیوں کے بزرگوں کو سخت گالیوں دیں اور بہت نامناسب محلے ان کی عزت پر کئے جیسا آگے بیان ہوگا۔ اس نے تمام انبیاء اور اولیاء کو جو اس سے پیشتر گزر چکے تھے چوراہے پر بٹا رکھا (یوحنا ۸: ۱۲) اور اس بات کا خیال نہ کیا کہ اس کی تمام تعلیم انہیں سے چرائی ہوئی ہے اس نے خدا کی مرضی کے خلاف دعا مانگی جبکہ اسے یقین تھا کہ اس کی موت مل نہیں

سکتی۔ اس نے اس چور سے وعدہ خلافی کی جو اسکے ساتھ صلیب پر لٹایا گیا تھا۔ اتنی جلدی سے  
ظاہر ہے کہ یسوع نے چور کو کہا: ”آج تو میرے ساتھ بہشت میں ہو گا۔“ لیکن یسوع خود تین دن  
دورخ میں رہا اور یہ بھی شکیلا ہے کہ آیا وہ چور کو بھی دورخ میں ساتھ لے گیا یا نہیں بہشت  
میں جانے سے تو وہ ناکام رہا پس کم سے کم اسے مناسب تھا کہ اس چور کو دورخ ہی میں لیجا تا۔  
اس سوال کا جواب عیسائی مشنریوں کے ذہن ہے انجیلوں سے صرف یہ پایا جاتا ہے کہ یسوع نے  
وعدہ کا خلاف کیا کیونکہ وہ مصلوب ہوئے بعد کئی روز اور بعض روایتوں کے موافق چالیس روز  
زمین پر رہا یا عیسائی تعلیم کے بموجب دورخ میں اتر گیا۔ اور یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ یسوع چور  
کے ساتھ پہلے بہشت میں گیا ہو اور اسے وہاں چھوڑ کر زمین پر یا دورخ میں اتر چکا ہو کیونکہ پوچھا  
جائے میں وہ صاف صاف کہتا ہے کہ ”میں ہنوز اوپر اپنے باپ کے پاس نہیں گیا۔“  
یسوع کی ایک اور وعدہ شکنی بھی انجیلوں سے معلوم ہوتی ہے اس نے وعدہ کیا تھا کہ ابھی  
یہ نسل گزر نہ جائے گی کہ ابن آدم جلال کے ساتھ آئے گا۔ مگر افسوس کہ یہ وعدہ بھی جھوٹا نکلا اور وہ لوگ  
جنگو مسیح نے واپس آکر دیکھنا تھا اور انکے دیدار سے دل ٹھنڈا کرنا تھا۔ وہ سب کے سب مرٹ گئے  
اور انکے بیٹے اور پوتے وغیرہ سب مر گئے اور انیس برس کے قریب انکے مرنے پر گزر گئے تو اب دوبارہ  
آدمین یسوع مسیح کو کیا خوشی ہوگی اور کس کو دیکھ کر انھیں ٹھنڈی کر لیا گیا انکی قبر کو دیکھے گا۔  
یا ان کی اجڑی ہوئی بستیوں کا نظارہ کوے گا۔ افسوس کہ ان لوگوں کی زندگی جنگویہ وعدہ دیا گیا تھا۔  
کس مایوسی میں گزری ہوگی اور پھر موت کے وقت انکو کسی کسی حسرتیں سامنے آئی ہونگی۔  
سب سے بڑا گناہ جو انجیلوں کے رو سے یسوع پر عاید ہوتا ہے اسکا خدا کا دعوے کرنا ہے باوجود اس  
بات کے کہ اسکو یہ علم تھا کہ وہ میریم کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے اور خون حیم سے اسکے اعضا بنے ہیں  
اور ساری انسانی کمزوریاں اور بیماریاں اور لاپرواہیاں اور بھوک پیاس کی تنگیاں اس پر وارد ہوئی  
ہیں یہ بیہودہ دعوے ایک بڑا نقص ہے جو اس کی فہم اور عقل میں پایا گیا ہے چاہے تھا کہ وہ خدائی  
کا دعوے اس وقت کرتا جبکہ خدائی کی طاقتیں اپنے اندر پاتا نہ یہ کہ بیہودیوں سے مارین کھانا حکام  
کی عدالتوں میں کھینچا جاتا غور سے جان کھیتی بھوک سے جان نکلنے کو ہوتی اور اگر خدائی کے دعوے



کیلئے یہ کہا جاسکے کہ اس نے معجزات دکھلائے تو اسکا کیا ثبوت ہے کہ اس نے دکھلائے اور کیوں؟  
 نہیں کہ ہندوؤں کی ان کہانیوں کی طرح جو پورانوں میں موجود ہیں یہ بھی کہانیاں ہوں مردہ کا زندہ  
 کرنا تو ایسا حیرت انگیز معجزہ ہے کہ اگر ہوتا تو اس سے اسرائیل کی قوم میں ایک شورش مچ جاتا اور سب  
 یہودی روتے روتے پیرون پر آگرتے نہ یہ کہ ان کے پیرون میں زنجیر ڈالتے اور حوالات میں کرتے  
 اور آخر بڑی بے رحمی سے صلیب پر چڑھا دیتے اور اگر فرض کے طور پر کوئی نشان ظاہر ہوا ہو تو  
 وہ صرف صحت نبوت کی دلیل ہوگی نہ کہ خدائی کا کوئی نشان کیونکہ اگر نشانوں سے خدائی ثابت ہو سکتی  
 تو ایلیاہی کی خدائی بوجہ اولیٰ ثابت ہو جاتی وجہ یہ کہ اسلاطین اور روسلاطین میں ایلیاہی کے استقدر  
 زبردست اور اقتداری معجزات کا ذکر ہے کہ مسیح کی نسبت ذکر کرنا حواری شاید بھول گئے ایلیاہی نے  
 اپنے پیٹ سے پیٹ لگا کر ایک مردہ کو زندہ کر دیا۔ ایک عورت کو اسکے ایک پاؤ آٹے میں یہ برکت  
 دی کہ وہ اخیر عمر تک ختم نہ ہو سکا اور دشمن جب اسکو پکڑنے گئے تو وہ دفعہ پچاس پچاس آدمی  
 کو صرف نظر کرنے سے ہلاک کر دیا اور بادشاہ کو یہ کہا کہ قبل اسکے کہ تو لپنگ کے نیچے اترے  
 تیری جان نکل جائے گی۔ مگر مسیح پیلاطوس کا کچھ بھی بگاڑ نہ سکا۔ اور پھر آخری وقت میں عزت  
 کے ساتھ رتھ پر سوار کر کے آسمان پر اٹھایا گیا مگر یسوع مسیح کی نسبت ثابت نہیں کہ وہ آسمان  
 پر کھینچے جانیکے وقت ایک گھوڑے پر بھی سوار کیا گیا ہو اور پھر جب ایلیاہی دوبارہ دنیا میں نازل  
 ہو گا تو ثابت کر دے گا کہ ایسا مسیح جھوٹا تھا جو اسکے پہلے آگیا غرض خدائی کا دعوے ایک بڑے  
 گناہ کا ارتکاب ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر اسکا خدا ہونا اسکے بزرگوں کو جن میں نبی اور کاہن بھی تھے  
 پہلے سے معلوم ہوتا اور وہ جانتے کہ وہ تین خداؤں میں ایک ہے اور کتابوں میں مثلث علیٰ خیر ملتی تو پھر  
 کیا مصیبت پڑی تھی کہ اس کی مان کے تارک ہوئی حالت میں یہ بے ادبی کہتے کہ اسکے لئے  
 کوئی خافہ تلاش کر کے خواہ خواہ بے باپ پیدا ہونے کی رونق پر خاک ڈال دیتے اور مریم کو نذر  
 لشکری کی مجرم ٹھہراتے اور اسکا نکاح کرتے اور اپنے خدا کی مان کو کسی دوسرے کی جو روپناتے  
 اور پھر جب مسیح پیدا ہوا جو انکے زعم میں خدا تھا تو خدا کے حق نہ کرنے کی باتیں کیا ضرورت تھی  
 اسکے گوشت کا تو سب حصہ خدائی کے رنگ سے رنگین تھا اسکا ٹٹا تو ہرگز مناسب نہ تھا۔



اور اگر کاٹا گیا تھا تو تبرک کی طور پر رکھنا چاہئے تھا ختنہ کی اصل جڑ یہ ہے کہ تا اس بات کا نشانہ ہو کہ جس طرح وہ زائد گوشت کاٹا گیا اسی طرح اس عضو کی ناجائز گردن کشیوں پر خدا کے حکم کی تیز چھری چلائی جائے کہ وہ بے اعتدالی اس کی کٹ جائے اور بالخصوص اسلئے بھی ختنہ کرایا کرتے ہیں کہ تا پیشاب نہ رکے کیونکہ اس مرض کو ختنہ کرنا قائمہ کرتا ہے لیکن مسیح کی نسبت نہ تو یہ خیال ہو کیا گیا ہے کہ بزرگوں نے اسلئے اسکا ختنہ کرایا تھا کہ تا شہوات کا وحشیانہ جوش کم ہو جائے جیسا کہ غیر مومن تو موہن ہوتا ہے اور نہ یہ خیال کیا گیا ہے کہ اسکا پیشاب بند ہونیکا اندیشہ تھا اسلئے ختنہ کرایا گیا۔

پھر یسوع مسیح کا یہ قول جو متی باب ۲۱ - آیت ۳۱ میں درج ہے کہ یسوع نے اسے یعنی یہو وکرا کہا کہ کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ محصول لینے والے اور کسبیاں تم سے پہلے خدا کی بادشاہت میں داخل ہوتی ہیں یہ خطاب یہودیوں کے مولویوں اور فقیہوں اور فریسیہ کو تھا جسکا دوسرے لفظوں میں خلاصہ یہ تھا کہ اسے مولویوں اور فقیہوں اور بنی اسرائیل کے عالمو اور موسے کی گدی پر بیٹھنے والو کنجریان جو ہمیشہ زنا کرتی تھے اور حرام کی خرجی پر گزارہ کرتی ہیں وہ تم سے بہتر ہیں اور وہ تم سے پہلے بہشت میں جائیں گے یہ اس قدر سخت کلامی اور بڑبڑاتی ہے کہ شاید اس سے بڑھکر دنیا میں نہ ہو اور کیا حقیقت میں یہودیوں کے علماء اور فقہاء اور انکے ربائی مولوی جن میں سے بعض حضرت مسیح کے استاد بھی تھے وہ کنجریہ تھے برتر تھے ایسا کہ اگر اس زمانہ کے مولویوں یا پڑتو کی نسبت کہا جائے تو وہ گلے کاٹے ہو جائیں اور کوشش کریں کہ اول تو خود ورنہ عدالت کے ذریعہ سے اسکو سزا دلایں کیا آپ گمان کر سکتے ہیں کہ یہودیوں کے ان علماء کی طرح ان مولویوں میں بھی صبر ہے کیا وہ ایسے بد زبان کو کسی قانونی شکنجہ میں نہیں لائینگے اور کیا وہ اسکی سزا ہی کیلئے عدالت تک استغاثہ نہیں پہنچائینگے پس اس سزا بت ہوتا ہے کہ یہودیہ کا مولوی بہت ہی خلیق اور بددعا اور جلیم اور درگزر کرنے والا ہے جو باوجود خدا داد عزت اور مرتبت کے کہ انہیں تو بعض رومی گورنمنٹ میں کرسی نشین رئیس بھی تھے پھر ایسے سخت کلمات بلکہ گندی گالیاں سنکر بھی بہت برداشت اور درگزر کرتے رہے کیا مسیح کو مناسب تھا کہ اپنی سخت گوئی کو اس حد تک پہنچاتا کہ تمام معزز مولویوں اور فقہاء کا نام کنجریہ کا فرض کیا کہ مسیح کے برابر انکا تقوے نہیں تھا اگر مسیح کی شرانجھاری یاد کرے کہ ایسا فرض کر نیو بھی نہیں شرم آتی ہے لیکن تاہم اگر بطور فرض محال مسیح کو تقوے سے کچھ زیادہ حصہ دیا جائے تب بھی

مسیح کا ایسا کہنا بیجا تھا کیونکہ آخر علماء یہود موسے کی شریعت کے وارث تھے کیا قیاس میں آسکتا ہے کہ وہ سب کے سب خراب ہو گئے تھے اور اس لائق ہو گئے تھے کہ انکو کبیر کے نام سے پکارا جائے ماسوائے اسکے کستھنہزیسے بعید ہے کہ جس شخص کو نہ صرف نبی مانا گیا بلکہ خدا کی کا جام بھی پہنا گیا ہے وہ شریف انسانوں کا نام کبیر رکھے اس سے تو یہ صاف ثبوت ملتا ہے کہ یہودی طرے ہی بردبار اور علیم اور با اخلاق تھے کہ باوجود اسرائیل کی اولاد ہونے اور انبیا ازادہ ہونیکے اور باوجود ان وجاہتوں کے جو گورنمنٹ رومی میں انکو حاصل تھیں پھر ایسے نالائق الفاظ کی برابر ساڑھے تین برس تک برداشت کرتے رہے جس میں انکی خدا داد عزت اور مرتبت کی سخت کسر شان تھی درحقیقت کوئی بھی ایسا گندہ اور سخت لفظ باقی نہیں رہا جو انکے معزز علماء کے حق میں اس شخص نے نہیں بولا کبیر انکا نام رکھا حرام کار انکو کہا کبھی غصہ میں آکر سوئے کے نام سے انکو موسوم کیا اور کبھی کتے کتے کر کے پکارا اور کبھی سانپوں کے بچے اور کبھی گدھے اور کبھی اندھے انکو کہا گیا اور مسیح کا گدھے پر سوار ہونا بھی یہی رمز تھی کہ یہودیوں پر اسے غلبہ ہو گا۔ اور احمق نادان کذاب و غما باز بے ایمان ریاکار رشوت خوار علماء یہود کو کہنا یہ تو ہر وقت گویا انکی نسبت یسوع کی زبان پر جاری تھا تو کیا استفادہ گالیان اور پھر سخت گالیان یہود نے بھی کبھی یسوع مسیح کو دین اسکا ثبوت ایک ذرہ بھی انجیلوں میں نہیں پاؤ گے تو کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ جو شخص اخلاق سکھانے آیا تھا اس کی زبان پر ہر وقت کتا بلا سوئے حرام ازادہ بے ایمان کبیر جاری رہے اور انے ادنے بات پر چڑھ کر لوگوں کو ہمیشہ کا جہنم انعام دے اور جنگو بد اخلاقی سے متہم کیا جاتا ہے وہ سخت گویو نہ صبر کریں اور نہیں اور چپ رہیں +

ہاں یہود کے نامدار علماء نے مسیح پر کفر کا فتوے لکھا اور تمام معزز علماء نے اس تکفیر پر اتفاق کیا سو یہ فتوے گالی میں داخل نہ تھا بلکہ جو کلمات کفر یسوع مسیح کے منہ پر جاری ہوئے جن کی نسبت علماء کثرت میں استفسار پیش کیا گیا اس استفسار کا موسوی شریعت کے رو سے یہی جواب تھا کہ ایسے کلمات منہ پر لانیوالا کافر بلکہ واجب القتل ہے تو اسمین یہودیوں کا کیا قصور تھا مسیح نے خود تورات کی تعلیم کی مخالفت کی یہاں تک کہ اسکا معاملہ پردہ پوشی اور تاویل کی حد سے بہت آگے گزر گیا۔ آخر علماء یہود کو اسکی نسبت کفر کا فتوے لکھنا پڑا اور اگر کفارہ کی بات کچھ سچائی رکھتی ہے تو یہود پر یہ اعتراض بھی سچا نہیں کہ یسوع کو سولی دیا کیونکہ انکے ذریعہ سے یسوع مسیح کی وہ مراد حاصل ہو گئی جسکے لئے وہ آیا تھا جس بات کو

اپنے چاہا بیٹے نے چاہا۔ روح القدس نے چاہا اور وہ اس سے گنہ گار نہ ہوئے تو پھر اگر یہودیوں نے بھی اسی بات کو چاہا تو وہ کیوں گنہ گار ہو گئے کیا نیکی کبھی گنہ میں بھی داخل ہو سکتی ہے وہ اس بات میں رکیکے تھوڑے ہیں یہ تو کثرت رائے سے فیصلہ ہو گیا اور وہ نیکی کے معین تھے نہ بری کے جو کام انہوں نے کیا اس میں تو سارے جہان کی بھلائی تھی۔ تھوڑا بہت یہود اسکی رومی نے ان کا ہاتھ بٹایا باقی حواری شاید کفارہ کے مسئلے کے قابل سمجھے کہ ایک ساعت بھی ٹھہرنے کے مگر انکا کیا گناہ حضرت مسیح بھی اس راہ پر قائم نہ رہ سکے صرف یہود نے اپنے صدق کو بنا لیا کہ بہر حال صلیب پر چڑھا دیا مگر مسیح صدق پر قائم نہ رہ سکا۔ ایلی ایلی کر کے چہین مارنی شروع کر دیں اور صلیب سے بچنا چاہا مگر وہ اقرار کے بعد انکار تھا اسلئے قابل سماعت نہ تھا اور پھر خدا کا یسوع مسیح کو زندہ کر کے دو دروازے ملک میں پہلے آسمان سے بھی کہیں آگے پہنچا دینا یہ دوسرا اس بات پر قرینہ ہے کہ خدا یہودیوں کی اس کارروائی پر کچھ ایسا ناراض نہ تھا صرف استقدر خیال میں آ سکتا ہے کہ خدا نے موت کی سزا کو جو یہودیوں نے دی تھی جس دوام کے ساتھ بدل دیا یا تو اسلئے کہ جس دوام بعض صورتوں میں موت سے برتر ہوتا ہے کیونکہ کھانے پینے اور سونے اور پھرنے چلنے میں استقدر تنگیان پیش آتی ہیں کہ بعض قیدی خود موت کی تمنا کرتے ہیں اور یا اس لئے کہ باپ خدا کو یہودیوں کی ناراضگی بھی منظور نہیں تھی اور نہ بیٹے کو ہمیشہ کے لئے سزا موت دے سکتا تھا پس جیسا کہ اعلیٰ عدالتیں ماتحتوں کے احکام میں کچھ تخفیف کر دیا کرتی ہیں اسی طرح یہ جس دوام بعبور حدود زمین ایک قسم کی تخفیف سزا تھی اور یہ امر کہ کیوں خدا نے پہلے آسمان پر ہی مسیح کو نہ رکھا آگے لیجانیسے کیا فائدہ تھا ممکن ہے کہ اس کا یہ سبب ہو کہ یہودی سحر یا بل میں بھی طاق ہو گئے تھے وہ اپنی ساحرانہ قوت سے پہلے آسمان پر پہنچ سکتے ہونگے سو اس اندیشے سے کہ کہیں پھر وہ پکڑ کر صلیب پر چڑھا دیں پہلے آسمان سے آگے پہنچا دیا اور اس سزائے جس دوام کے بارے میں بھی خیال کر سکتے ہیں کہ چونکہ کفارہ کی تاثیر انکو ہمیشہ جاری رکھنے کے لئے دائمی تغذیہ منظور تھی اور وہ موت کی حالت میں نہیں ہو سکتی تھی اس لئے جس دوام کی سزا دی گئی جس میں ہمیشہ بھوک پیاس کی تکالیف اور عزیزوں کی جدائی اور وطن کی مفارقت شامل رہتی ہے اور اگر یہ جلا وطنی کسی غیر خواہی کی نیست ہے تو چاہئے

تھا کہ آسمانوں پر اٹھانے کے وقت یسوع مسیح کی والدہ اور باران حواریوں کو ساتھ ہی آسمان پر اٹھایا جاتا۔ تاجن لوگوں سے دلی تعلقات تھے ان کی ہمیشہ کی جدائی دل کو کباب نہ کرتی رہتی اور اگر یہ منظور نہیں تھا تو ایسا تو ضرور کرنا چاہئے تھا کہ دو تین سال کے بعد ایک دفعہ زمین پر بازل ہونے کی اجازت دیدیا کرتا تاہم ناگہانی جدائی اور پھر لاکھوں کو س کی دوری جان کو تحلیل نہ کرتی رہتی کچھ نہیں آتا کہ یہ کیا کارروائی کی گئی سزا تو یہود کو دینی تھی اسی یسوع کو دوبارہ دیدی انسانی فطرت میں یہ بھی داخل ہے کہ جب ایک مصیبت اور مشکل کی وقت میں رہائی یا تخفیف سزا کا وعدہ دیا جائے اور وہ وعدہ پھر پورا نہ کیا جائے تو اس سے بھی دل کو بہت ایذا پہنچتا ہے۔ گویا پہلی مصیبت دوبارہ تازہ ہو جاتی ہے اور اس کا نقشہ دل کے سامنے آ جاتا ہے اور یہ کارروائی ان لوگوں سے کی جاتی ہے جنکو ہر ایک پہلو سے عذاب دینا ہی منظور ہوتا ہے سو افسوس کہ یہ تمام برتاؤ یسوع مسیح سے کیا گیا اور زمین کا تو کو قہر تھا آسمان کا بھی کو قہر ہوا۔ جب آسمان اٹھانے کے وقت کے قریب یسوع مسیح کو خبر دی گئی کہ مجھے لاکھوں کو سون کی دوری پر پہنچا کر تمام بے عزتیوں اور والدہ سے مجھو کر کیا جائے گا تو وہ بہت غمگین ہوا اور ساری رات اس نے رور و کر دے مائیں کیں کہ میرے باپ یہ پیالہ مجھ سے ٹال دے اس کی مین برداشت نہیں کر سکتا اور والدہ کی جدائی اور عزتیوں کی ہمیشہ کے لئے دوری میری طاقت سے باہر ہے تو اس پر یہ نشانہ دی گئی تھی کہ ہم جلد تر تجھے والدہ اور دوسرے دوستوں کو ملا دینگے اور وطن دکھلا دینگے۔ اور ابھی یہ لوگ جنکو تو چھوڑ دیا ہے موت کا فرہ نہ چکھینگے کہ تو واپس آ جائے گا مگر افسوس کہ یہ وعدہ بھی محسوس نہ ہوا۔

غرض منجملہ نہایت مضبوط اور قوی اعتراضوں کے یسوع کی خدائی کا دعویٰ ہے۔ اگر اس میں خدائی کی طاقت موجود تھی تو کیوں اس نے اپنی اس طاقت کو استعمال کر کے اپنی خدائی کا ثبوت نہ دیا۔ اور اگر الہی طاقت موجود نہیں تھی تو کیوں حضوری کر کے ایسا دعویٰ کیا جس کا کچھ ثبوت نہیں تھا اور اس بڑے کمزور کیا گناہ ہو گا کہ انسان ہو کر خدائی کو ماتہ مارنا چاہا۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ اس تہمت پر حضرت مسیح علیہ السلام کا دامن پاک ہے جس طرح دنیا میں صد ہا انسان خدا بنا کر گئے ایسا ہی ان لوگوں نے



جنگ مخلوق پرستی کی عادت تھی حضرت مسیح کو خدا قرار دیا جبکہ پتھروں اور شہادت کو نہیں انسانی طاقتیں موجود نہیں خدا ٹھہرایا گیا تو اس صورت میں انسانوں کو خدا بتانا بہت سہل تھا لیکن یہ عجیب بات ہے کہ جس قدر انسانوں کو خدا بتایا گیا خدا نے ہر ایک پہلو سے ان کی کمزوری اور ضعف ظاہر کیا مثلاً یہ ایسا کمزور ثابت ہوا کہ بیوی اور بچوں کے حقوق کو بھی ادا نہ کر سکا اور شریعت کی دہبھاری جز میں سے جو حق العباد ہے اسکو بھلا دیا معجزات اور استجاب دعا کا منکر رہا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسپر وہ راہ نہیں کھلی جو اہل التدریس کھلا کرتی ہے ایسا ہی راجہ راجندر کو خدا بتایا گیا آخر اسکو یہ صیبت پیش آئی کہ راجہ راؤن اس کی عورت کو نکال کر لے گیا اور سخت غم اور بے چہری اسکو اٹھانی پڑی اسی طرح حضرت مسیح کو خدا بنائی کی کوشش کی گئی۔ اسکا نتیجہ ہوا کہ ان کی عصمت اور ان کی والدہ کی پاک نامی پر وہ سخت حملے ہوئے جنکی نظیر تمام نبیوں کے سوانح میں نہیں پائی جاتی ایک یہ بھی حملہ ہوا کہ ان کی کوئی پیشگوئی سچی نہیں اور نشانوں کے دکھلا نہیں دے تالاب شریک غالب رہا جسکا انجیلوں میں ذکر ہے اس سے ثابت ہے کہ کسی شخص کو خدا کی کا دعویٰ مبارک نہیں ہوا۔ اس زمانہ کے پادری سا جرنائے حضرت مسیح کو خدا بنانیکے لئے تمام نبیوں کی عیب گیری کرنا اپنا ایک فرض قرار دیا ہے انسانیت اور انصاف نہیں کہ ایک شخص بیباک ہو کر اور منہ بھاڑ کر خدا کے پاک نبیوں کی نسبت جو چاہے کہے اور جب کوئی دوسرا شخص اس سے بڑھ کر اسکے پیشوا کے عیب پیش کرے تب برا فروختہ ہو جائے اور عدالتوں تک پہنچے اسے نادانوں جب تم دوسروں کے مقدس نبیہ مسیح کے معجزات کو معجزہ ٹالالے ایسا سخت صدمہ پہنچایا تھا جو اسکی وجہ سے یہودیوں کی نظر میں مسیح کے نشانوں کی کچھ بھی وقعت نہیں رہی تھی اور معلوم ہوتا ہے کہ اکثر لوگ جو مسیح پر ایمان لاکر پھر مرتد ہو گئے انکی ازداد کی وجہ میں سے ایک یہی وجہ تھی کہ اکیلاف تو مسیح کی پیشگوئیاں پوری نہیں ہوئیں اور نہ داؤد کا تخت اسکو ملا اور نہ اسے یہودیوں کو انکو دشمنوں کی چھوڑا یا اور نہ مسیح کو وعدہ یہوواقی اسکا ماننے والے نشانوں قادر ہو سکا اور دوسرے طرف جو معجزات کا دعویٰ تھا انہیں بھی عیسائیوں کو بہت سخت اٹھانی پڑی یہوشلم کا تالاب ایک ایسا لاکڑا قریب پیدا ہو گیا جس میں نسل کے انوع اقسام کی بیماریاں تھیں جو تھوڑا سا آب مسیح کے نشانوں کی وقعت اور عزت جاتی رہی اور کچھ تو صوب کی جگہ نہیں کیونکہ کشمیر کے بعض حصوں میں بھی ایسا تالاب موجود ہے جن میں نسل کے نیسے بعض بیماریاں دور ہوتی ہیں اور ان میں موضع بدوئی ضلع مظفرنگر کے علاقہ میں ایسا تالاب پیدا ہوا ہے جن میں نسل کے نیسے کچھ بیماریاں دور ہوتی ہیں اور ہر سال اسپر لگتا ہے دیکھو یہ چیز نیسے سفی مدراس ۲۴ جون ۱۹۰۲ء

رہیرون پر عیب لگاؤ گئے تو اس کا یہ ضروری اور دائمی نتیجہ ہو گا کہ تمہارے نبی بھی عیب لگایا جاوے گا  
 اور جس پیمانہ سے تم ملتے ہو اسی پیمانہ سے تمہارے لئے بھی ناپا جلے گا تم اس ناپاک خصلت  
 سے کیون باز نہیں آتے کیا یہ بھی عیسائی تعلیم کا ایک جز ہے نہیں اس تصور سے بہت فائدہ  
 ہونا چاہیے تھا کہ تمہارے مذہب کا سارا مدار ایک مرے ہوئے انسان کی فرضی زندگی پر ہے  
 اور اسی کو تم نے خدا بنا رکھا ہے پھر وہ شخص سچائی سے کیا حصہ رکھتا ہے جس کا خدا ایک قبر میں  
 بوسیدہ ہڈیاں پڑی ہیں۔ سو تم ایسے کمزور ہو کر اسلام جیسے زبردست مذہب پر مغترانہ حملہ است  
 کرو بلکہ چونکہ تم اپنے مردہ خدا کی وجہ سے جب کمتر ہو بہتر یہی ہے کہ کسی مذہب کی بھی عیب گیری مت کرو  
 دراصل یہ گناہ پادری صاحبوں کا ہے نہ کسی اور کا کیونکہ پادری صاحبان تعلیم تو پیش کرتے  
 ہیں کہ اگر ایک گال پر کوئی طمانچہ مارے تو دوسری بھی پھیر دو مگر اپنا شیوہ یہ بنا رکھا ہے کہ جب تک  
 مخالف کی دونوں گالوں پر بے قصور طمانچہ نہ مار لیں تب تک صبر نہیں کیا یہ طمانچہ مارنے سے  
 کم ہے کہ اپنے مخالفوں کے پیشواؤں پر طرح طرح کے جھوٹے عیب لگاتے ہیں اور بدزبانی سے دل دکھاتے  
 ہیں کیا اس طریق سے کسی سچی کامیابی کی امید ہے اگر زید بکر پر پتھر پھینکتا ہے اور بکر کے پاس اس  
 بڑھ کر پتھر موجود ہیں تو کیا وہ ان پتھروں سے زید کا سر نہیں کچلے گا یہ سب دنیاوی صورت پر  
 جھگڑے اور کینے ہو جائینگے۔ آپ گندی زمین پر کھڑے ہو کر جس میں نجاست تا بزنو ہے دوسروں کے  
 مصفا فرش پر درغ کا اہتمام لگانا انہیں نادانوں کا کام ہے جو اپنا انجام نہیں سوچتے۔ دین اسی  
 حد تک دین ہے جب تک دیانت اور صبر اور راستنازی ہو نہ یہ کہ دن رات اس بات کی کوشش میں  
 ہیں کہ افتر سے بہتان سے جھوٹ سے تحریف سے جعل سے جھوٹی کتابوں کے ذریعہ سے سیدھے  
 معونے بگاڑنے سے کسی خدا کے مقدس اور پاک نبی پر گنہ کا عیب لگایا جائے تاکسی طرح یسوع  
 مسیح بے گناہ ہو کر خدا بن جائے اور شفیع قرار پاوے لیکن مسیح کے مخالفوں نے درحقیقت یہ  
 ثابت کر دیا ہے کہ بیگناہ اور معصوم نام رکھانے میں جس قدر یسوع مسیح اور اس کی والدہ کو مشکلات  
 اور پیچیدہ اعتراضات کا سامنا پیش آیا ہے آدم سے لیکر اس دم تک کسی نبی کو ایسے ناپاک الزامات  
 کا نشانہ نہیں بنایا گیا ہے۔ پس اگر اس طرح کی عیب جوئی سے کچھ بن سکتا ہے تو بتلاؤ کہ ایسے

ایسے الزامات کے رو سے کوئی صاحبہ معصومیت کا مسیح اور اس کی والدہ کے لئے باقی رہ گیا ہے یہ اعتراض ایسے نہیں ہیں کہ کوئی شخص عقل اور انصاف اور نظامِ قانون قدرت کا پابند ہو کر انکو توڑ سکے پس جس مذہب کے پیشوا کی لائٹ قانون قدرت کے مخالف اور تعلیمِ صحیفہ فطرت کے مخالف اور متبعین کی عملی حالت - تقوے اور طہارت کے مخالف ہو کیا وہ بھی کسی دوسری قوم کو منہ دکھائے سکتے ہیں ؟ تمام مذہب کے اتفاق سے یہ مسئلہ صحیح مانا گیا ہے کہ شرک سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں پس جس شخص نے اپنی تمام عمر میں یہ سکھلایا کہ مجھے خدا کر کے مان لو اس کے اول درجہ کے گناہ گار ہونے میں کس عقل مند کو شبہ ہو سکتا ہے ؟

پھر میں کہتا ہوں کہ توریت اور قرآن نے تو یہ سکھلایا کہ خون نہ کرو زنا نہ کرو جھوٹی گواہی نہ دو مگر جس نے یہ سکھلایا کہ میرے خون کے بھروسے پر سب کچھ کرو نیک چلی کچھ چیزیں نہیں تمام نجات کفارہ سے وابستہ ہے کیا اس نے گناہ نہیں کیا - جس شخص نے شراب پینے کی رسم کا بانی ہو کر کر ڈیا انسان کو شراب کے دریا میں ڈبو دیا کیا اس نے یہ نیکی کا کام کیا اور کیا وہ دوسرے شخص جس نے شراب کے تمام جزیرہ کو جو شراب کے خطرناک سیلاب میں غرق ہو چکے تھے اس مہلک طوفانِ نجات دی - بالمقابل اس بڑی نیکی کا حق دار نہیں ہو چکا - یہ دو انسان ہیں ایک نے شراب کا فتوے دیکر پیشمار دنیا کو جو انیس سو برس سے آج تک چلی آتی ہے - طرح طرح کی ناپاکیوں میں ڈال دیا جن کا تدارک غیر ممکن ہو گیا - اور دوسرے صد ہا سال کی رسم شراب خواری کا استیصال کر کے اسکو بدلتا ہے کر ڈیا با جانین بچالین تو اب بتلاؤ کہ ان ثابت شدہ واقعات کو رویت بھی کون ہوا کیا یسوع یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم - یہ کہنا کہ مرثیے بعد یسوع نجات دے گا یہ محض ایک خیالی پلاؤ ہے - ہندو گوبندھن وغیرہ سب اپنے اپنے پیشواؤں کو ایسا ہی گمان کرتے ہیں اب کون فیصلہ کرے کہ کس کا گمان صحیح ہے مابعد الدینا کا واقعہ تو کسی نے دیکھا نہیں لیکن ثابت شدہ واقعات کے رو سے جو دنیا میں ہی ثابت ہو چکے ہیں حقیقی منجی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے تاہم کیونکہ کر ڈیا انسان کو شراب سے اس نے نجات دی - خنجر کشی کی رسم سے اس نے نجات دی - فسق و فجور کی رسم سے جو یورپ کی طرح عربین بھی پھیل گئی تھی اس نے نجات دی - قمار بازی کی رسم سے جو یورپ کی طرح عربین بھی پھیل گئی تھی اس نے نجات دی -

اسی طرح بیہوش گناہین جو رسم کی طرح عرب میں شائع ہو چکے تھے جنکو کوئی گناہ نہیں سمجھتا تھا اس  
 کامل انسان اور مرد خدا نے ان سے نجات دی۔ مگر مسیح نے تو بجائے نجات دینے کے اور بھی گناہوں میں  
 پھنسا دیا کیا شراب پینے میں قمار بازی میں فسق و فجور میں انسان کے خدا بنانے میں دنیا میں  
 عیسائیوں کی کوئی نظیر بھی ہے سو اب بتاؤ کہ یہ تمام گناہ کس پر ہیں کیا ان گناہوں سے اس شخص  
 کو کوئی حصہ نہیں جس کی ناقص تعلیم نے یہ نتائج پیدا کئے۔ پادری صاحبان ان سوالات سے عاجز رہ کر  
 اپنی قدیم عادت کی وجہ سے زینب کے نکاح کا قصہ پیش کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قرآن سے ثابت ہے  
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زینب پر عاشق ہو گئے تھے اسکا جواب پھر اسکے کیا لکھیں کہ لغت  
 علی الکاذبین قرآن شریف تو خدا کا کلام ہے اگر پادری صاحبان کسی حدیث صحیح سے بھی اس افترا  
 کو ثابت کر دکھائیں تو ہم کبشت انکو دس ہزار روپیہ دینے کو تیار ہیں پھر ہم کہتے ہیں کہ خدا کا نبی کہلا کر  
 کسی بیگانہ عورت پر عاشق ہونا یہ واقعہ بھی تو حضرت مسیح کے خاندان سے ہی تعلق رکھتا ہے کیونکہ  
 بقول پادری صاحبان داؤد نبی حضرت مسیح کا دادا تھا جو ادویا کی جو رویت سبع پر عاشق ہو گیا۔  
 اور زینب سبع وہ عورت ہے جو حضرت مسیح کی دادی یا نانی تھی اور بسنے بغیر کسی جبر کو خود اپنی شوخی داؤد ہی  
 زنا کرایا۔ مگر بقول پادری صاحبان ایسا ہونا کیا تعجب تھا انسان جو ہوئے لیکن تعجب تو یہ ہے کہ یسوع  
 خدا کا بیٹا کہلا کر ایک انبی عورت پر عاشق رہ چکا ہے یہ وہ روایت ہے جو یہودی پیش کرتے  
 ہیں جو بقول پادری صاحبان ایسے نیچت ہیں جنہوں نے اب تک توریت کا ایک نقطہ یا ایک شعش  
 بھی تبدیل نہیں کیا اسلئے کہ ان کی تمام روایتیں بڑی صحیح ہیں دیانت دار جو ٹھہرے ۔